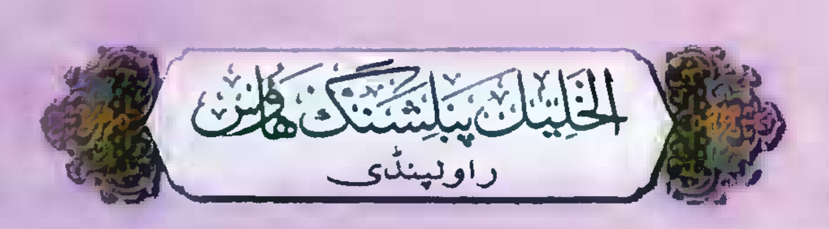
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
كسر عظم الميت ككسره حيا



پوسٹ مارٹم اور اسکی شرعی حیثیت

تالیف
مولانا مفتی ریاض محمد بگرامی
فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
رئیس دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی





پوسٹ مارٹم
اور اسکی شرعی حیثیت

تالیف

مولانا مفتی ریاض محمد بٹگرامی

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد
متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
رئیس دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

الخلیل پبلشنگ ہاؤس

دوکان نمبر 1-B فضل داد پلازہ اقبال روڈ، راولپنڈی
Ph: 051 - 5553248 , 0300 - 5034629

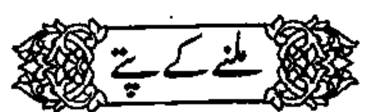
نام کتاب .... پوسٹ مارٹم اور اس کی شرعی حیثیت

مصنف .... مولانا مفتی ریاض محمد بلگرامی

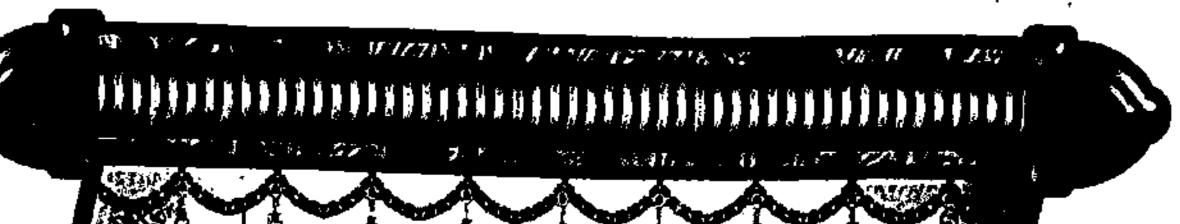
سرورق .... وسیم گرافکس، اردو بازار لاہور

ناشر .... الخلیل پبلشنگ ہاؤس، راولپنڈی

قیمت ....



- کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ راجہ بازار، راولپنڈی
- احمد بک کارپوریشن، اقبال روڈ، راولپنڈی
- دارالاشاعت، کراچی
- زم زم پبلشرز، اردو بازار، کراچی
- مکتبہ معارف القرآن، احاطہ دارالعلوم کورنگی، کراچی
- اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی
- کتب خانہ اشرفیہ، قاسم سینٹر، کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور
- مکتبہ سید احمد شہید، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور
- المیزان، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور
- مکتبہ حقانیہ، ملتان
- مکتبۃ العارفی، فیصل آباد
- مکتبہ سید احمد شہید، اکوڑہ خٹک
- مکتبہ معارف، محلہ جنگی، پشاور
- وحیدی کتب خانہ، قصہ خوانی بازار، پشاور
- بیت القرآن، حیدرآباد، سندھ
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ



شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر کاوش
کو استاذ محترم

حضرت مولانا مفتی مشتاق احمد صاحب دامت برکاتہم

استاذ الحدیث و مفتی
جامعۃ الخیر فیصل آباد
و سابق استاذ و مفتی
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

کے نام منسوب کرنے کی
سعادت حاصل کرتا ہوں

مؤلف کی دیگر فقہی تصانیف

ارشاد الانام بشرح مسند الامام
القمر النوری اردو شرح مختصر القدوری
نظام مسجد اور اس کے جدید مسائل
نماز اور اس کے جدید مسائل
زکوۃ اور اس کے جدید مسائل
طہارت اور اس کے جدید مسائل
نذر اور اس کے اقسام واحکام
قسم اور اس کے اقسام واحکام
کفارہ اور اس کے اقسام واحکام
عقیقہ اور اس کے احکام ومسائل

فہرست مضامین

پوسٹ مارٹم (Post Mortem) کا تعارف، تحقیق

اور لغوی اور اصطلاحی معنی

پوسٹ مارٹم یعنی کسی کے انتقال کے بعد معاینہ کرنا، یہ دراصل لاطینی زبان کا مرکب لفظ ہے، جو انگریزی میں مستعمل ہے جس کے لغوی اور لفظی معنی ہیں "بعد از مرگ" اور بعض نے فرمایا کہ پوسٹ مارٹم میں سے پوسٹ (post) کے معنی ہیں (after) یعنی "بعد" اور مارٹم (mortem) کے معنی ہیں "سرسری جائزہ" یا (death) یعنی "موت" پوسٹ مارٹم کے معنی ہوئے "لاش اور میت کا سرسری جائزہ لینا" یہ "تسمیۃ الکل باسم الجزء" کے قبیل سے ہے کیونکہ لاش کا سرسری جائزہ لینا مروجہ پوسٹ مارٹم کا ایک جزء اور اس کی ایک صورت ہے، اکثر و بیشتر پوسٹ مارٹم مکمل اور مفصل ہوتا ہے، جس کی تفصیل آگے آیا چاہتی ہے۔

میڈیکل ڈکشنریز میں پوسٹ مارٹم کے اصطلاحی معنی یوں بیان کئے گئے ہیں۔

the post mortem examination of body including the internal organ and structure ofter dissection so as to determine the causes of death or the nature of pathological changes (1)

اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ مردہ کے جسم کو کھول کر اس کے اندرونی اور بیرونی اعضاء کا معاینہ کرنا تاکہ موت کا سبب معلوم ہو سکے لیکن اس میں پوسٹ مارٹم کے ایک مقصد کا بیان ہے، اس لئے یہ تعریف جامع نہیں، پوسٹ مارٹم کی صحیح تعریف یہ ہے کہ "کسی مقصد کی خاطر بعد از مرگ انسانی جسم کو چیر پھاڑ اور کھول کر معاینہ کرنا" اس کا مقصد خواہ موت

(1)porland medical dictionary page no 142

کا سبب معلوم کرنا ہو یا کچھ اور ہو۔

عربی زبان میں پوسٹ مارٹم کے لئے "شرح الجثة وتشريحها" کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں، شرح اللحم کے معنیٰ ہیں "گوشت کو ہڈی یا عضو سے باریک اور لمبے ٹکڑوں کی شکل میں جدا کرنا" شرّح التين تشريحاً اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی شخص انجیر کو چیر پھاڑ کر، دھوپ میں خشک ہونے کے لئے رکھتا ہے۔

اسی سے عربی زبان میں بالخصوص اطباء اور میڈیکل کالجوں کے طلبہ کے درمیان معروف لفظ "المشرحة" ماخوذ ہے، جو اس میز، کمرے یا اسٹیج کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو مردوں کی چیر پھاڑ کے لئے مخصوص ہو۔ اسی سے "علم التشریح" (anatomy) علم وظائف الاعضاء بھی ہے جو میڈیکل سائنس یا طبی علوم کی ایک معروف شاخ ہے، جس میں اجسام عضویہ کی ترکیب اور اعضاء کا باہمی تعلق، بیماری وصحت میں ان کی کیفیت، چیر پھاڑ کے ذریعے معلوم کی جاتی ہے، اس لفظ "التشریح" یا "تشریح الجثۃ" کا اصطلاحی مفہوم بھی اس کے لغوی معنیٰ سے قریب تر ہے۔(۱)

اقسام وانواع

پہلی تقسیم طریق کار کے اعتبار سے

طریق کار کے اعتبار سے پوسٹ مارٹم کی دو اقسام ہیں، یا مروجہ پوسٹ مارٹم معاینہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۱) ظاہری معاینہ (external examination)

(۲) اندرونی معاینہ (enternal examination)

(۱) المعجم الوسیط (۱/ ۴۸۰) طبعة تهران

ظاہری معاینہ کی تفصیل اور طریق کار

بازوؤں اور ٹانگوں بالخصوص ہاتھوں، ہتھیلیوں اور انگلیوں کی وضع و پوزیشن کا مشاہدہ ،لباس کا معاینہ اور اس پر کسی پھٹن یا کسی بٹن کا ٹوٹا ہوا ہونا ،لباس کا بے ترتیب ہونا جو کسی جھگڑے یا آپادھاپی پر دلالت کرے،کو درج کرنا،لباس پر کٹاؤ،سوراخ یا بارودی اسلحہ کی بناء پر جلن سیاہی کا جسم پر واقع شدہ زخموں سے مقابلہ کرنا،خون کے داغوں کا معاینہ کرنا،زہر،قے یا براز کے داغوں کو کیمیائی تحلیل کے لئے محفوظ رکھنا اور ان کی بو کی طرف خصوصی توجہ کرنا،کوئی پھندا ہو تو اسے بیان کرنا اور کھولنے سے پہلے اس کی تصویر کشی کرنا ،اگر ممکن ہو تو گرہوں کو ایسے ہی محفوظ کر لینا ورنہ ان کو ڈھیلا کرنے اور کھولنے سے پہلے تفصیل سے ان کے جائے مرقوع اور ان کی قسم کا بیان کرنا کیونکہ گرہ لگانے کا طریقہ شہادت میں اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔کپڑوں کو احتیاط کے ساتھ بغیر پھاڑے اتارا جائے اور اگر ان کو سالم اتارنا ممکن نہ ہو تو ان کو بے ترتیبی سے نہ کاٹا جائے بلکہ سلائیوں پر سے ادھیڑ لیا جائے سر سے پیر تک اور کمر سے سینہ وغیرہ جسم کی ظاہری سطح کا احتیاط کے ساتھ معاینہ اور مندرجہ ذیل تفاصیل کو مدّنظر رکھا جائے۔

(ا)وہ آثار اور علامات جو موت کے بعد کی مدت پر دلالت کرتے ہیں۔
مثلاً مقعد کا درجہ حرارت،جسمانی تناؤ،نیلگوں دھبے (lividity) دورانِ خون رکنے سے جسم کے ان حصوں میں جو زمین کے ساتھ متصل ہوں خون جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے، جس کی بناء پر ان حصوں کی انتہائی باریک خون کی نالیاں(capillaries) خون سے پھول جاتی ہیں اور نتیجۃً سطح پر یہ نیلے دھبے سے ابھر آتے ہیں ۔یہ عمل موت کے ایک گھنٹے بعد شروع ہوتا ہے اور چار سے بارہ گھنٹوں میں نمایاں ہو جاتا ہے ۔ان دھبوں کا محلِ وقوع اور مقدار و پیمائش ،نعش کے تیبّس اور تفسّخ (پھولنا اور پھٹنا) کی وسعت۔

(۲)غیر شناخت شدہ لاشوں میں شناختی نشان مثلاً عمر (اس کی تصدیق دانتوں کی مدد سے اور اگر ضرورت ہو تو ایکسرے کی مدد سے)جنس ،نوع، جسامت،جلد،بال اور آنکھوں کی رنگت، گودنے کے نشانات ،بھرے ہوئے زخموں کے نشانات اور دیگر خصوصیات، غیر

شناخت شدہ افراد کی تصویر کشی پوسٹ مارٹم معاینہ کے اگلے مراحل سے پہلے ضروری کرلی جائے۔

(۳)تقریبی وزن اور پیائش کر کے قد کاذکر ضرور کیا جائے خواہ نعش کی شناخت ہوچکی ہو یانہیں ۔جلد پرخون ،مٹی ،قے ،براز،زہریابارود کے داغ دھبوں کامعاینہ،معاینہ کرنے والاان کا صحیح اور تفصیلی بیان مع ان کے خاکوں کے درج کرے یااگرممکن ہوتوان کی تصویراتارلے۔

(۴)بازوؤں پراوررانوں اورکولہوں پرسوئیوں کے نشانات کونظرانداز نہ کیاجائے کیونکہ ان سے کسی دوائی وغیرہ کی عادت میں مبتلاہونے کی طرف اشارہ مل سکتاہے۔تشدد کی علامات مثلاًخراش ،زخم ،جلن ،کھولتے ہوئے پانی وغیرہ کی جلن،بالوں کی جھلسن وغیرہ کوبمعہ ان کی پیائش پوری تفصیل سے ذکرکرنا۔اس ضمن میں سراور [illegible] کامعاینہ انتہائی احتیاط سے کیاجائے۔گردن کے گردرسی باندھنے یاناخنوں کے نشانات کامعاینہ کیاجائے ۔

(۵)جسم کے قدرتی سوراخوں مثلاًمنہ ،نتھنے ،کان ،مقعد،عورت کے قبل کازخم،خارجی اشیاء،اورخون وغیرہ کے اعتبارسے معاینہ ،منہ اورنتھنوں پرجھاگ ،دانتوں کے اعتبارسے زبان کامقام ،ہونٹوں اورمنہ پرگلادینے والی شے کے اثرات اورالکحل اورکاربالک تیزاب کی بو۔

(۶)ریلوے اورٹریفک کے دوسرے حادثات کی صورت میں آنکھوں کامشاہدہ ضروری ہے ۔کیونکہ ممکن ہے کہ غیرمعلوم شخص نابیناہواوراس کی نابینائی اس حادثے کاموجب ہو۔ہاتھوں کامعاینہ ،انگلیوں میں کٹن ،اورانگلیوں کے جڑوں کے جوڑوں کے اوپرخراش کیلئے ،اگرمٹھی بھینچی ہوئی ہوتودیکھناکہ ہاتھ میں کوئی شے پکڑی ہوئی ہے یانہیں ؟پھرنعش کودھویاجائے اوراگرضروری ہوتوسرکومونڈدیاجائے اورنیل کے داغوں یاخراشوں کی مزیدتفتیش ،جوخون یامٹی کی وجہ سے پوشیدہ رہ گئی ہوں خصوصاًگردن اورمنہ کے گرد۔ظاہری معاینہ میں یہ بھی شامل ہے کہ عورت کے قبل کی گدی یاپھایہ (vaginal swab) ضرورلیاجائے ۔چھری خنجروغیرہ کے زخموں کوجسم چیرنے سے پہلے سلاخ ڈال کردیکھا

جائے۔کسی ہڈی کا ٹوٹا ہوا ہونا یا جوڑی اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہونا بھی زیر نظر رہے ۔ایسے قرائن کی تلاش ہو جن سے معلوم ہو سکے کہ متوفی دائیں ہاتھ سے کام کرنے کا عادی تھا یا بائیں سے؟ ظاہری معاینہ سے موت کے سبب کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے مثلاً:

(۱) جلد کی مخصوص رنگت شوخ سرخ کاربن مولو آکسائڈ گیس کا اثر۔

(۲) چہرے کے پرانے بھرے ہوئے زخم یا پرانے جلنے کے آثار، مرگی۔

(۳) باریک ناخنوں کے اثرات گلا گھونٹنا۔

(۴) سوئی کے نشانات، عادی نشہ وغیرہ۔

(۵) پاؤں کی سوجن اور ٹانگوں کی وریدوں کا پھولا ہوا ہونا۔انجماد خون thrombosis اور (پھیپھڑوں کی چھوٹی شریانوں میں منجمد خون وغیرہ کے ٹکڑے کا پھنس جانا) pulmonary embolism کا اندیشہ۔

اندرونی معاینہ کی تفصیل اور اس کا طریق کار

ہر کیس میں تینوں جوفوں کے اعضاء کا مکمل معاینہ ضروری ہے باوجودیکہ ایسی حالت پائی جا چکی ہو جو ظاہراً موت کا سبب بننے کو کافی ہو کیونکہ بصورت دیگر (یعنی اگر کسی اہم عضو کا معاینہ نہ کیا گیا ہو) تو اس کے بارے میں آئندہ سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں ۔

حرام مغز کا معاینہ صرف اسی صورت میں لیا جائے گا جب کہ ریڑھ کی ہڈی کو زخم لگا ہو یا کوئی...... ایسا زہر استعمال کرایا گیا ہو جو حرام مغز پر اثر انداز ہوتا ہو مثلاً کچلہ وغیرہ یا حرام مغز سے متعلقہ کوئی مرض ہو مثلاً ٹیٹنس (tetanus)

سب سے سہل طریقہ یہ ہے کہ پوسٹ مارٹم اس جوف سے شروع کیا جائے جو سب سے زیادہ متاثر ہوا ہو۔اور نشتر ہر کیس کے اپنے خصوصی حالات کے مطابق دیا جائے مثلاً سینے کے چھری خنجر وغیرہ کے زخم میں عام طور پر دیئے جانے والے چیر سے عدول کیا جائے تا کہ ان زخموں کو نہ چھیڑا جائے بلکہ اسی طرح برقرار رکھا جائے۔

عام قاعدہ کے مطابق ٹھوڑی سے لیکر پیڑو تک چیر ادیا جائیگا البتہ پیٹ کو احتیاط

سے کھولا جائے گا تا کہ آنتوں کو کوئی زخم نہ پہنچے۔

سینہ کی دیواروں کو، بافتوں (tissues) جلداورگردن کی اندرونی بافتوں کودائیں بائیں پلٹ دیاجائے اورجہاں گلاگھونٹنے کاشبہ ہووہاں جلد کی اندرونی سطح اورگردن کے اندرونی حصوں کابغور مطالعہ کیاجائے۔

سینہ کی درمیانی ہڈی(sternum) کودونوں جانب کی پسلیوں کے غضروف (cartilages)سے کاٹ کرجدا کرلیاجائے اورضرورت ہوتو ہنسلی کی ہڈی کوبھی آری سے کاٹا جائے ،کچھ چھیڑنے سے پیشتر جوف بطنی اوراسکے اندراعضاء کی حالت کامشاہدہ کیاجائے تا کہ معلوم ہوسکے کہ اس جوف میں کوئی اوررطوبت وغیرہ ہے یایہ کہ اعضاء میں کوئی سوراخ ہے یاکسی عضوکوکوئی زخم پہنچاہے،اگراس احتیاط کونہ برتاجائے تومعاینہ کرنے والااشتباہ میں پڑسکتاہے کہ بعدمیں کسی مرحلہ پرنظرآنے والاخون یازخم پہلے سے موجودتھایااس کے پیٹ کوچیرنے کی بدولت ہوا۔اسی احتیاط کوسینہ اورنرخرہ کھولتے ہوئے برتاجائے۔

چاقوکوپھرنچلے جبڑے کے اندرونی جانب پھیراجائے تاکہ زبان کے منسلکات(attachment) کوجداکیاجاسکے،زبان کوپھرحلق کے کاٹے ہوئے حصے کی جانب سے کھینچ لیاجائے اورچاقو کی کچھ تھوڑی سی اورتحریک سے اس کوبمعہ mydid،ہڈی ،حلق،نرخرہ ،سانس کی نالی اورمری کے پچھلی جانب سے آگے لایاجائے۔بیماری کے آثاراب بآسانی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں ۔نرخرہ ،سانس کی نالی اورمری میں قے شدہ مواد کامعاینہ کیاجائے اورتجزیہ کیلئے محفوظ کرلیاجائے ۔زبان میں اب کچھ نشتر لگائے جائیں تاکہ معلوم ہوسکے کہ اس میں نیل تونہیں ؟مری سانس کی نالی ،اورنرخرہ کوکاٹاجائے اوران کامعمول کے خطوط پرمعاینہ کیاجائے ۔قاعدہ کے طورپربہتریہ ہے کہ سینے کے تمام اعضاء کوبمعہ زبان ،نرخرہ اورحلق جداکرلیاجائے البتہ اس سے پیشتر مری کے نچلے سرے پرایک گرہ لگادی جائے تاکہ معدہ کے اجزاء باہرنہ نکل سکیں۔

اب پھیپھڑوں پرنظرکی جائے اور وہی نشتر جوسانس کی نالی پرلگایاتھا،اس کوبڑھاکرسانس کی اورچھوٹی نالیوں تک کھینچاجائے تاکہ جھاگ اورکوئی خارج شے

اگر موجود ہو تو حاصل ہو سکے۔

قلب کا معاینہ پہلے ظاہری اور بیرونی ہو گا پھر اندرونی۔اس کے خانوں (والوں) کو اور سب سے اندر کی جھلی کو ظاہر کیا جائے گا۔دل کے عضلات کی حالت پر نظر رکھی جائے۔قلبی شریانوں کو کھولا جائے اور شریانِ اعظم (آورطہ) کی صحت کا اندازہ لگایا جائے،قلب اور خون کی قلبی نالیوں کا ایک ٹکڑا خوردبینی مطالعہ کیلئے علیحدہ کرلیا جائے۔

اس کیس میں جہاں air embolism (یعنی ہوا کا بلبلہ خون کی نالی میں آ گیا ہو اور قلب کی دموی نالیوں میں سے کسی نالی کا راستہ بند کر دیا ہو) کا شبہ ہو،جھلی کی اس ہتھیلی کو جس میں قلب واقع ہے،پانی سے بھر لیا جائے۔اس کے بعد قلب کے خانوں میں سوراخ کر کے قلب کے دبانے سے پانی میں ہوا بلبلے کی شکل میں نمودار ہوگی ،قلب کے دائیں حصے میں خون جھاگ دار ہوگا،سینے کے بعد پیٹ کا معاینہ کسی زخم یا بیماری کے لیے کیا جائے ،نظام ہضم کے پورے سلسلے کو اس طول میں کھولا جائے،رحم اور اس کے متعلقات اور عورت کے قبل کا معاینہ زخم ،اسقاط،پیدائش وغیرہ کے لئے کیا جائے،مثانے کا معاینہ قارورہ نکالنے کے بعد کیا جائے اور پراسٹیٹ غدود prostate gland کی حالت ملاحظہ کی جائے سر کھولنے کے لئے سر کی جلد وغیرہ کو ایک کان سے دوسرے کان تک اوپر کی جانب سے چیرا دیا جائے اور پھر جلد وغیرہ کو آگے پیچھے پلٹ دیا جائے،اب کانوں کے ذرا اوپر سے پوری کھوپڑی کو آری سے کاٹا جائے،کھوپڑی سے متصل اندر کی جھلی کا مشاہدہ کر کے اس کو کاٹ کر دماغ کو ظاہر کیا جائے،دماغ کا اس کی جگہ پر معاینہ کے بعد اس کو سامنے کی جانب سے انگلیاں داخل کر کے جدا کر لیا جائے اور حرام مغز سے کاٹ لیا جائے،دماغ کی ظاہری سطح اور اس کے قاعدہ (base) کا جریان خون ،زخم یا مرض کے لئے معاینہ کیا جائے اور دماغ کی دموی رگوں کی کیفیت کا اندازہ کیا جائے پھر دماغ کے اندرونی مطالعہ کیلئے اس کو کاٹا جائے۔

سر کے قاعدے (b a s e) کے مطالعہ کے لئے جھلیوں کو دور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ ہڈی تو کہیں سے ٹوٹی ہوئی نہیں۔اگرچہ ہڈی ٹوٹنے پر جریان خون خود دلالت کرتا ہے لیکن ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا اور اگرچہ جھلیوں کا دور کرنا خاصا دشوار ہے پھر بھی

اس احتیاط کو کسی قیمت پر نظر انداز نہ کیا جائے۔

زہر خوری اور زہر خورانی کی صورت میں توجہ زیادہ تر نظام ہضم پر مبذول رہے گی اس کیس میں منہ اور گلے کے معاینہ کے بعد معدے کو، اس کے دونوں سوراخوں سے دوہری گرہ لگا کر ان دونوں گرہوں کے درمیان کاٹ کر علیحدہ کرلیا جائے، یہ امر انتہائی ضروری ہے کہ بطنی جوف کے ٹھوس اعضاء معدے اور آنتوں میں موجود مواد سے آلودہ نہ ہوں، کیونکہ آنتوں اور ٹھوس اعضاء میں زہر کی نسبتی واضافی مقدار سے زہر خوری کے بعد کی مدت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، جدا کرنے کے بعد معدے کو ایک صاف شیشے کی ڈش میں رکھ کر اس کو کاٹا جائے اور معدے میں موجود اجزاء کا معاینہ کیا جائے، اب ٹھوس اعضاء کو جدا کیا جائے اور معاینہ کسی الگ الگ صاف ظروف میں کیا جائے، پورا یا کم از کم نصف جگر، دونوں گردے اور طحال (تلی) کو تجزیہ کے لئے لیا جائے۔

چھوٹی آنت کو بڑی آنت کے قریب سے گرہ دے کر قطع کرلیا جائے اور پھر اس کو کھول کر اس کا معاینہ کیا جائے، پھر ایک مرتبان میں اس کے اجزاء سمیت رکھ دیا جائے، بڑی آنت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے اور بعض صورتوں میں دماغ اور پھیپھڑوں کے تجزیہ کے لئے بھی یونہی کیا جائے۔

تقریباً دس اونس خون قلب اور خون کی بڑی نالیوں سے اس کیس میں حاصل کیا جائے جس میں اڑنے والے زہر مثلاً کلوروفام، الکحل یا ہائیڈروسایانک تیزاب (hydro cyanic acid) کا شبہ ہو یا گیس کے اثر سے مرنے کا واقعہ ہوا ہو۔

سرمہ اور سم الفار (سنکھیا) کے زہر خوری میں لمبی ہڈیوں کے ٹکڑے تجزئے کے لئے جدا کردئے جائیں۔(۱)

---

(۱) ماخذہ: سہ ماہی ''منہاج'' لاہور، مضمون ڈاکٹر عبد الواحد صاحب جلد نمبر ۲ شمارہ ۲

دوسری تقسیم

غرض ومقصد کے اعتبار سے

غرض ومقصد کے اعتبار سے پوسٹ مارٹم کی تقریباً چار اقسام ہیں۔

(۱) تعلیمی پوسٹ مارٹم:

میڈیکل کالجز اور پیشۂ طب سے وابستہ طلبہ وطالبات، جنہوں نے مستقبل میں مریضوں کا علاج کرنا ہوتا ہے یا جنہوں نے طب ومیڈیکل کی تدریس کرنا ہوتی ہے، ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ انسانی جسم اوراس کے اعضاء کی اندرونی ساخت اورکام سے واقف ہی نہ ہوں بلکہ انہیں یہ بھی پتہ ہو کہ مختلف بیماریوں کے اثرات ،ان کی ساخت اورکام پر کیا ہوتے ہیں ؟ تا کہ وہ مریضوں کے علاج اور بالخصوص آپریشن اورسرجری کرتے ہوئے کسی ایسی غلطی کے مرتکب نہ ہوں جو مریض کے لئے نقصان دہ یا جان لیوا ہوسکتی ہو،اس غرض کے لئے انسانی لاش کوکھول کراس کے مختلف اعضاء اورحصوں کا معاینہ کرایا جاتا ہے،بالخصوص علم الامراض (patholojy) میں تخصص اورمہارت کا حصول، تعلیمی پوسٹ مارٹم کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

(۲) تشخیصی پوسٹ مارٹم:

یعنی امراض کی درست تشخیص کرنے کی غرض سے پوسٹ مارٹم کرنا،ہسپتالوں میں داخل مریض جب فوت ہوجاتے ہیں تو عموماً ڈاکٹر حضرات موت کا اصل سبب بننے والی بیماری معلوم کرنے کے لئے یا معلوم شدہ بیماری کے انسانی جسم اوراس کے مختلف اعضاء

پراثرات دیکھنے نیز ادویہ کے نتیجے میں ہونے والے مختلف تغیرات اور تبدیلیوں کا معاینہ کرنے کے لئے مرنے والے انسان کی لاش کو کھول کر اس کا معاینہ کرتے ہیں، میڈیکل سائنس آج ترقی کے جس مرحلے پر پہنچ چکی ہے، اس میں تشخیصی پوسٹ مارٹم بے حد اہمیت کا حامل ہے۔

(۳) قانونی وعدالتی پوسٹ مارٹم:

یعنی جرائم، قتل وغیرہ میں حقیقی سبب موت معلوم کرنے کے لئے پوسٹ مارٹم کرنا، انسانی معاشرہ میں جرائم کا وجود ایک تلخ حقیقت ہے، جس سے کسی صورت انکار نہیں کیا جا سکتا، جرائم اور ان کے اسباب ومحرکات کا خاتمہ، مجرموں کی سرکوبی اور عدل وانصاف کا قیام ہمیشہ سے انسانیت کے مطلوب ومحبوب مقاصد میں شامل رہا ہے، جرائم کے اصل کرداروں تک رسائی اور بے گناہ کی بریت، جرائم کے خاتمہ، مجرموں کی سرکوبی اور انصاف میں اہم کردار ادا کرتی ہے، اور اسی سلسلے میں پوسٹ مارٹم، قانون نافذ کرنے والے اداروں اور عدلیہ کی مدد کرتا ہے۔

جرائم کی تفتیش میں پوسٹ مارٹم کی اہمیت کچھ مثالوں سے واضح ہو جائے گی:

☆ ایک شخص کو سڑک پر گاڑی چلاتے ہوئے دل کا دورہ پڑا، جس سے گاڑی پر کنٹرول نہ رہا، اور سڑک کے کنارے ایک شخص پر جا چڑھی، گاڑی کی تباہی اور دو اشخاص کی موت کو دیکھنے والوں نے اسے محض حادثہ قرار دیدیا، پوسٹ مارٹم سے اصل حقیقت کھل گئی کہ دل کا دورہ پڑنے سے ڈرائیور کی موت واقع ہو چکی تھی، اور کم از کم ڈرائیور کی موت ایکسیڈنٹ کا نتیجہ نہیں تھی۔

☆ ایک ایکسیڈنٹ میں پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ ڈرائیور نے غیر معمولی مقدار میں شراب پی رکھی تھی۔

☆ معاشرہ میں ایک معروف اور با اثر شخصیت کا انتقال ہو گیا اور اس کے کئی حریفوں اور مخالفین نے سکھ کا سانس لیا، متوفی کے ورثہ اور متعلقین نے مخالفین پر الزام

لگایا کہ انہوں نے متوفی کو اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھتے ہوئے آہستہ آہستہ (یا فوری) اثر کرنے والا زہر دے کر قتل کیا ہے، عدلیہ کے حکم پر لاش کا پوسٹ مارٹ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کے شکوک وشبہات یا الزامات صحیح نہیں تھے، متوفی دل کا دورہ پڑنے سے یا کسی اور وجہ سے اچانک انتقال کر گئے تھے۔

☆ایک قدرتی یا سازش کے تحت ہونے والے فضائی حادثے میں کئی ناموراور اہم، ملکی اور غیر ملکی شخصیات کی موت ایسے واقع ہوئی کہ انسانی ڈھانچے بکھرے ہوئے اعضاء اور گوشت کے لوتھڑے باہم مل گئے، کسی ایک لاش اور اس کے اجزاء واعضاء کی شناخت ممکن نہ رہی تو ڈاکٹروں نے پوسٹ مارٹم اور طبی معاینہ کے ذریعے لاشوں کی شناخت کرلی اور ایک ہی انسان کے بکھرے ہوئے اعضاء اور گوشت کے لوتھڑوں کو شناخت کر کے اکٹھا کر دیا، جس سے اس کے ورثہ اور متعلقین کو تدفین وغیرہ میں آسانی ہوگئی۔

☆کسی دریا، نہر یا ڈیم میں تیرتی ہوئی ایک گلی سڑی لاش ملی، کیا متوفی ڈوب کر ہلاک ہوئے کہ تیرنا نہیں جانتے تھے یا قتل کے بعد کسی نے جرم چھپانے کے لئے لاش کو پانی میں ڈال دیا؟ متوفی نے خودکشی کے لئے خود نہر یا دریا میں چھلانگ تو نہیں لگائی؟ مرنے والے نے شراب یا منشیات کا استعمال تو نہیں کیا تھا؟ اسی طرح کے دیگر کئی سوالات کا جواب پوسٹ مارٹم سے مل سکتا ہے۔

(۴) اعضاء کی پیوندکاری کے لئے پوسٹ مارٹم:

امریکہ یورپ اور دیگر بے شمار غیر مسلم ممالک میں عموماً لوگ اپنی آنکھیں، دل، گردے، جگر، معدہ یا کوئی دیگر کارآمد عضو یا پوری لاش کسی ضرورت مند مریض، بلڈ بنک (blood bank)، یا کسی ہسپتال اور میڈیکل کالج کو عطیہ کے طور پر دینے کی وصیت کرتے اور ایک کارڈ بطور ثبوت عطیہ ہمیشہ اٹھائے رکھتے ہیں، بعض اوقات مرنے والے نے خود وصیت نہیں کی ہوتی لیکن عزیز و اقارب اور ورثاء اس کا کوئی عضو یا پوری لاش ضرورت مند مریضوں یا تعلیمی اداروں کے حوالے کر دیتے ہیں تا کہ اس سے فائدہ

اٹھایا جاسکے،ضرورت مندوں کو نئے اعضاء پیوند کئے جائیں اور طلبہ لاش پر طب سیکھیں،اب تو اکثر و بیشتر مسلم ممالک میں بھی انسانی اعضاء کی وصیت اور بعض اوقات بغیر وصیت کے قطع و برید کا رواج ہو چلا ہے۔(۱)

پوسٹ مارٹم کی مختصر تاریخ:

پوسٹ مارٹم کی مروجہ ترقی یافتہ صورت تو اس زمانے کا کارنامہ ہے ،البتہ انسانی لاش کی فی الجملہ چیر پھاڑ اور کاٹ چھانٹ کی تاریخ کافی قدیم اور پرانی ہے، کیونکہ یہ علم طب اور علم التشریح کا اہم حصہ ہے اور علم طب و علم التشریح خود قدیم ترین علوم میں سے ہیں۔

فراعنہ مصر اور لاش کی چیر پھاڑ:

موجودہ تاریخی ریکارڈ کے مطابق فراعنہ مصر اپنے بادشاہوں کی لاشوں کو چیر کر بھیجا، آنتیں ،اوجھڑی وغیرہ نکال دیتے تھے اور ان کی جگہ انسانی لاش کو محفوظ کرنے والا مواد رکھ دیتے تھے،شاید یہی وجہ ہے کہ مصر میں بعض فراعنہ کی حنوط شدہ لاشیں آج تک محفوظ اور عجائب گھروں کی زینت اور مرجع خلائق و نمونہ عبرت ہیں،ایک قول کے مطابق انہی لاشوں میں سے فرعون موسیٰ منفتاح بن رعمسیس ثانی کی لاش تقریباً پانچ ہزار سال بعد محفوظ اور موجود ہے،منفتاح کا تلفظ منتیلاح اور منفطہ بھی کرتے ہیں،انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں اس کا نام merneptah لکھا گیا ہے ،اس نے ۱۲۲۵ ق۔م ۔میں حکمرانی کی تھی،یہ وہ فرعون تھا جس کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور اس کا تعلق فراعنہ مصر کے انیسوں حکمران خاندان سے تھا،اس کے مظالم بہت مشہور و معروف ہیں،اس لئے اس کو pharoh of persecution کہا جاتا ہے ، یہ بحیرہ احمر میں

(۱) سہ ماہی فکر و نظر جلد ۴۴ ذوالحجہ ،محرم صفر ۱۴۲۸

غرق کیا گیا تھا، جس کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔

علامہ جوہری طنطاوی مصریؒ نے قرآن کریم کی آیت فَالْيَوْمَ ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك آية(۱) کے تحت اپنی مشہور تفسیر الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم (۷۸/۶) میں لکھا ہے کہ بحیرہ احمر میں ڈوبنے والے فرعون کی لاش ۱۹۰۰ء میں مل گئی تھی اور ۲ مئی ۱۹۰۰ء کو ایک ماہر آثار قدیمہ نے اس کے تابوت کو کھول کر دیگر ماہرین کے ساتھ اس کا معائنہ بھی کیا تھا، تفتیش کاروں نے شواہد کی بناپر اعلان کیا تھا کہ یہ لاش اسی فرعون کی ہے(۲)

لیکن علامہ موصوف نے ان شواہد کا ذکر نہیں کیا، آپ نے صرف ایک شہادت یعنی سمندری نمک کا ذکر فرمایا ہے جو فرعون کے بدن پر پایا گیا تھا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اصل میں وہ مواد بھی ہوسکتا ہے جو اس زمانے میں لاشوں کو محفوظ کرنے کے لئے لگایا جاتا تھا، برٹانیکا کے مضمون mummy میں ذکر ہے کہ ۱۹۰۶ء میں انگریز ماہر علم التشریح sir grafton elliot smith نے ممیوں کو کھول کھول کران کی حنوط کی تحقیق شروع کی تھی اور ۴۴ ممیوں کا مشاہدہ کیا تھا۔

louis glwding اپنے مشہور سفرنامہ moses in the steps of the lawgiver میں لکھتا ہے کہ ۱۹۰۷ء میں اسمتھ کو "منپتہ" کی لاش ملی جس کی پٹیاں جب کھولی گئیں تو سب حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے جسم پر نمک کی تہ جمی ہوئی تھی جو کسی اور ممی کے جسم پر نہیں پائی گئی تھی، گولڈن مزید لکھتا ہے کہ یہ فرعون بحیرات مرہ bitter lakes میں غرق ہوا تھا جو اس زمانے میں بحر احمر سے ملی ہوئی تھی، آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ جزیرہ نما سینا کے مغربی ساحل پر ایک پہاڑی ہے جسے مقامی لوگ جبل فرعون کہتے ہیں، اس پہاڑی کے نیچے ایک غار میں نہایت گرم پانی کا چشمہ ہے جسے لوگ حمام فرعون کہتے ہیں اور سینہ بسینہ منقول ہونے والی روایات کی بناپر یہ کہتے ہیں کہ اسی جگہ فرعون کی لاش ملی تھی۔

واضح رہے کہ اس وقت ہمارے پیش نظر یہ بحث نہیں کہ ساحل سے ملنے والی یہ لاش فرعون موسیٰ کی تھی یا نہ تھی، یہ الگ اور مستقل بحث ہے البتہ اس بات کی وضاحت

(۱) سورة یونس آیت نمبر ۹۲

(۲) الجواهر فی تفسیر القرآن الکریم (۶/ ۸۷) للجوهری الطنطاوی المصری، ط. ۱۳۵۰ھ القاهرہ

ضروری ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد: الیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیة (۱) کا مقصد اور مفہوم بہر صورت پورا ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اغراق فرعون کے واقعہ کو اہل دنیا کے لئے نمونہ عبرت بنانا تھا جو اسی وقت بن چکا تھا اور اب تک یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے اور سلیم الفطرت لوگ اس سے عبرت حاصل کر رہے ہیں، عبرت بننے کے لئے لاش کا قیامت تک سالم اور سامنے ہونا ضروری نہیں اور نہ قرآن کریم سے اس کی طرف کوئی واضح اشارہ ملتا ہے بلکہ فالیوم کا لفظ بتا رہا ہے کہ خود یہ واقعہ نمونہ عبرت ہے، لاش کا ہمیشہ محفوظ رہنا ضروری نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سینکڑوں صدیوں تک جب اس لاش کا ظہور نہ ہوا تھا تب بھی تو یہ بطور نمونہ بیان کیا جاتا تھا، اگر اس لاش کی موجودگی ہی کو نمونہ عبرت بنانا مقصود تھا تو پھر اللہ تعالیٰ پچھلے ادوار میں بھی اس لاش کو ظاہر کئے رکھتے، جبکہ ایسا نہیں کیا گیا اور مفسرین کرام نے بھی حتمی طور پر یہ مفہوم مراد نہیں لیا ہے۔

چنانچہ امام التفسیر حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

وقوله(فاليوم ننجيک ببدنک لتکون لمن خلفک آية)قال ابن عباسؓ وغيره من السلف :ان بعض بنى اسرائيل شكوافى موت فرعون فامرالله تعالى البحران يلقيه بجسده سويابلاروح وعليه درعه المعروفة على نجوة من الارض وهوالمكان المرتفع ليتحققواموته وهلاكه ولهذاقال تعالى (فاليوم ننجيک)اى نرفعک على نشرمن الارض (ببدنک)قال مجاهدبجسدک وقال الحسن بجسم لاروح فيه وقال عبدالله بن شداد:سوياًصحيحاً،اى لم يتمزق ليتحققوه ويعرفوه وقال ابوصحر:بدرعک ......وقوله لتکون لمن خلفک آية اى لتکون لبنى اسرائل دليلاعلى موتک وهلاکک وان الله هوالقادرالذى ناصية کل دابة بيده،وانه لايقوم لغضبه شىء ولهذاقرأبعض السلف :لتکون لمن خلقک آية.(۲)

---

(۱) سورۃ یونس (۹۲)

(۲) تفسیر ابن کثیر (ج ۔ ۱۱۱) بیروتی مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ اور دیگر سلف نے اللہ تعالیٰ کے قول (فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک آیۃ) کے بارے میں فرمایا ہے کہ بعض بنی اسرائیل نے فرعون کی موت کے بارے شک وشبہ کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ فرعون کا مردہ صحیح سالم جسم کسی بلند ٹیلہ پر پھینک دے تا کہ انہیں اس کی موت اور ہلاکت کا یقین ہوجائے اور اس کی لاش پر اس کی مشہور زرہ بھی ہو، اس بنا پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فالیوم ننجیک یعنی ہم تجھ کو زمین پر اٹھائیں گے اور نمایاں کریں گے، مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ ببدنک سے مراد بجسدک ہے، اور حسنؒ فرماتے ہیں کہ مراد ایسا جسم ہے جس میں روح نہ ہو، اور عبداللہ بن شداد فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے درست اور صحیح سالم رکھیں گے یعنی ٹکڑے نہ ہوگا تا کہ وہ اس کے بارے یقین کرلیں اور اس کو پہچان لیں اور ابوصحر فرماتے ہیں کہ مراد ذرع سمیت رکھنا ہے، اور لتکون لمن خلفک آیۃ کا معنی یہ ہے کہ تمہارا جسم بنی اسرائیل کے لئے تمہاری موت وہلاکت کی علامت اور نشانی ہوگا اور اس بات کی دلیل ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسی قادر ذات ہے کہ زمین پر پھرنے والی ہر چیز کی پیشانی اس کے قبضہ میں ہے اور اس کے غضب کے سامنے کوئی چیز کھڑی نہیں ہوسکتی، اسی بناء پر بعض سلف کی قراءت اس طرح ہے لتکون لمن خلقک آیۃ یعنی تا کہ تو اس ذات کی نشانی بن جائے جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

اور اب فوجی شہر بھی دریافت

مصر، صحراء سینا میں مختلف قلعوں پر مشتمل فرعون دور کا سب سے بڑا فوجی شہر دریافت:

قاہرہ (اے پی پی) مصر نے اعلان کیا ہے کہ اس نے صحرائے سینا میں مختلف قلعوں پر مشتمل فرعون دور کا سب سے بڑا فوجی شہر دریافت کرلیا ہے، جس کی حدود فلسطینی علاقہ غزہ کی پٹی تک پھیلی ہوئی ہیں، مصری آثار قدیمہ کے اعلیٰ اہل کار زاہی ہواس کی طرف سے جاری ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ تین قلعے اا قلعوں پر مشتمل اس سلسلے کا حصہ ہیں جو ہواس فوجی سڑک کے اوپر اس طرح بنائی گئی ہے کہ یہ سڑک مصر، فلسطین سرحد کے

ساتھ شہر سویز سے رفاہ شہر تک گئی ہے اور ان کا تعلق فرعون کے ۱۸ویں اور ۱۹ویں دور بادشاہت سے ہے، زاہی ہواس نے بتایا کہ قدیم فوجی شہر کو صاف کرنے کے لئے ٹیمیں دن رات کام کر رہی ہیں۔(۱)

اہل یونان اور لاش کی چیر پھاڑ

قدیم فراعنہ مصر کے علاوہ اہل یونان کے ہاں بھی انسانی لاشوں کی چیر پھاڑ قطع و برید کا ذکر ملتا ہے، مشہور اطباء، ابوقراط (۴۶۰۔۳۵۷ ق۔م) جو طب انسانی کے موجد شمار ہوتے ہیں اور جالینوس (۱۳۰۔۲۰۰ء) علم التشریح کے ماہرین میں سے تھے اور نظری علم کے ساتھ عملی مہارت بھی رکھتے تھے۔

اہل چین اور لاش کی چیر پھاڑ

تاریخ عالم اس بات کی بھی نشاندہی کرتی ہے کہ چین میں بھی جسم کی چیر پھاڑ اور تفتیش و تحقیق کا سلسلہ جاری رہا ہے، اور اس بارے تاریخ کے اوراق میں چیدہ چیدہ واقعات بھی ملتے ہیں۔

دکتور محمد علی البار نے اپنی کتاب "علم التشریح عند المسلین"(۲) میں ایک عربی اخبار "الوفد" القاہرۃ شمارہ ۲۴، ۵ جمادی الثانی ۱۴۰۹ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ لگ بھگ زمانہ نبوت میں ایک اچانک فوت ہونے والے مرد کی لاش کو ایک چینی خاتون "چنگ چی" نے چیر پھاڑ کر بغور ملاحظہ کیا جس کے نتیجے میں وہ اس کی موت کا سبب معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

---

(۱) روزنامہ جنگ راولپنڈی، منگل ۸ رجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴ جولائی ۲۰۰۷

(۲) علم التشریح عند المسلمین، مطبوعۃ الدار السعودیۃ (ص ۷) جدہ للنشر ۱۴۰۹ھ

زمانہ جاہلیت اور جسم کی چیر پھاڑ

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مذکورہ اقوام میں انسانی جسم کی چیر پھاڑ فی الجملہ تعمیری مقاصد اور طبی تحقیقات کے لئے ہوا کرتی تھی،اس کے برعکس ظہور اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عربوں کے ہاں انسانی جسم کی چیر پھاڑ تخریبی مقاصد اور انتقامی تسکین کے لئے ہوتی تھی جسے عربی میں" مثلہ" یا "تمثیل" کہا جاتا ہے،اور یہ سلسلہ زمانہ نبوت تک جاری رہا،ان کا یہ رواج تھا کہ وہ دشمنوں کے خلاف شدت عداوت کی وجہ سے انتقامی ذہنیت اور جذبہ انتقام کی خاطر انسان کو قتل کرنے کے بعد لاش کی بے حرمتی کرتے ہوئے مختلف اعضاء کو کاٹ دیتے،مثلاً ناک ،کان ،اور آنکھیں نکال دیتے ،ہاتھ ،پاؤں ،اور گردن کو جسم سے کاٹ کر پھینک دیتے اور جسم کے اندرونی اعضاء کو نکال کر کچا چباتے تھے،یہی واقعہ نبی اکرم ﷺ کے محبوب چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ؓ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا،حضرت ابوسفیان ؓ کی بیوی ہندہ بنت عقبہ نے ان کی لاش کی بے حرمتی کی ،چنانچہ ان کے جسم مبارک کو چیر کر کلیجہ نکالا اور اسے کچا چبایا،لیکن اسلام نے مثلہ کو ناجائز اور حرام قرار دیدیا اور اس سے سختی کے ساتھ بچنے کی ہدایت جاری فرمائی،اس بارے ان شاء اللہ آگے پوسٹ مارٹم کے ناجائز ہونے کی وجوہ اور دلائل میں کچھ احادیث آئیں گی۔

زمانہ اسلام اور انسانی جسم کی چیر پھاڑ

اسلام کی ابدی اخلاقی تعلیمات اور عادلانہ ومنصفانہ اصول وقوانین کی بدولت خیرالقرون اور اس کے بعد اسلامی دور میں مثلہ ،جسم کی چیر پھاڑ اور پوسٹ مارٹم کی کوئی مثال نہیں ملتی ،زیادہ سے زیادہ تین امور کے بارے کچھ وضاحت ملتی ہے۔

امر اول

زندہ انسانوں کے جسموں سے بعض اجزاء واعضاء کی علیحدگی اور کاٹے جانے کا ثبوت ملتا ہے،اور اس کی عموماً دو وجہیں ہوا کرتی تھیں:

(الف)متعدی قسم کی بیماریاں،امراض وعلل ہوا کرتی تھیں،جن کی وجہ سے جسم کے بعض اعضاء واطراف کو کاٹ دیا جاتا تا کہ بیماری کنٹرول ہوجائے اور باقی جسم میں نہ پھیل سکے۔

(ب)شرعی حدود کی تنفیذ تھی، جس میں بطور قصاص انسانی جسم کے کچھ اعضاء بطور سزا کاٹ دیئے جاتے تھے۔لیکن ظاہر ہے کہ ان دونوں وجوہ کا مروجہ پوسٹ مارٹم اور جسم کی چیر پھاڑ سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

امر دوم

تاریخ میں کئی مسلم اطباء کا ذکر ملتا ہے کہ وہ علم التشریح اور وظائف الاعضاء وعلم الامراض (pathology) کا نظری علم رکھنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم اور اس کے اعضاء کی اندرونی ساخت،ان کا باہمی ربط وتعلق اور ان کے کام سے بھی واقف تھے،جس کی بنا پر انہوں نے نہ صرف نئی تحقیقات کو جنم دیا اور مختلف ادویہ دریافت کیں بلکہ اپنے ان مشاہدات وتجربات کی روشنی میں قدیم طبی معلومات ونظریات کو پرکھا اور ان میں سے بعض نظریات کی تصحیح اور بعض کی تردید بھی کی،بالخصوص جالینوس اور ابن سینا کے بعض نظریات پر بھرپور تنقید کی اور ان کا غلط ہونا ثابت کیا،ان مسلم اطباء کی طبی تحقیقات وایجادات اس قدر مستند تھیں کہ اب جدید سائنس بھی ان کی تصدیق کرتی ہے،تاریخی روایات کے مطابق ان ثقہ ومسلمہ اطباء کی فہرست میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں:

(۱)ابوبکر محمد بن زکریا الرازی (المولود ۲۵۱ھ الموافق ۸۶۵ء،المتوفی ۳۱۳ھ الموافق ۸۲۵ء)۔

(۲)ابوعلی الحسن بن عبداللہ بن سینا البخاری،الازبکستانی (المولود ۳۷۰ھ الموافق ۸۹۰ء،المتوفی ۴۲۸ھ الموافق ۱۰۳۷ء)،المدفون بہمدان ،ایران۔

(۳) ابوالقاسم خلف بن عباس الزہراوی ،(المولود ۴۲۲ھ الموافق ۱۰۳۰ء،المتوفی ۵۰۰ھ الموافق ۱۱۶۰ء)۔

(۴) عبداللطیف البغدادی، المولود ۵۵۵ھ الموافق ۱۱۶۲ء التوفی ۶۲۹ھ الموافق ۱۲۳۱ء) یہ طبیب ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے محدث بھی تھے۔

(۵) علاء الدین ابوالحسن علی بن الحزم "ابن نفیس" القرشی، المولود ۶۰۷ھ الموافق ۱۲۱۰ء التوفی ۶۲۹ھ الموافق ۱۲۸۸ء) المدفون بدمشق الشام۔

(۶) الامام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد الحفید، القرطبی، الاندلسی، المالکی، فقہ کی مشہور ومعروف کتاب "بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد" کے مؤلف ہیں، عظیم محدث وفقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر طبیب اور فلسفی تھے، آپ یورپ میں averroes کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

امر سوم:

فقہاء کرامؒ نے اپنے زمانے میں پیش آنے والے کئی مسائل وجزئیات میں اپنی رائے کی صحت کے لئے انسانی جسم وعضو کی قطع وبرید سے حاصل ہونے والی معلومات کو بطور دلیل پیش کیا ہے یا کئی مسائل میں اطباء اور علم التشریح کے ماہرین کی آراء واقوال پر انحصار واعتماد کیا ہے اوران کے مطابق مسائل کا استنباط کیا اور فتوی دیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان فقہاء کو علم التشریح کے بارے کچھ معلومات ضرور تھیں، ذیل میں اس دعوی کی تائید وتوضیح کے لئے تاریخ سے چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں:

(۱) جیسا کہ سابق بحث میں یہ گزرا کہ عبداللطیف البغدادی مشہور طبیب، محدث اور بلند پایہ فقیہ تھے، انہوں نے جالینوس کے اس نظریہ کا رد کیا کہ انسان کا نچلا جبڑا دو ہڈیوں کا مجموعہ ہے، اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک قبرستان میں لگ بھگ ایک ہزار انسانی کھوپڑیوں کا معاینہ کیا اور اپنے معاینہ سے حاصل ہونے والی معلومات کو واشگاف طور پر بیان کیا کہ۔

"ہم نے انسانی جبڑے کے نچلے حصے کا جو مشاہدہ کیا ہے اس سے بالیقین معلوم

ہوتا ہے کہ یہ ایک ہڈی پر مشتمل ہوتا ہے، اس میں کوئی جوڑ بالکل نہیں ہے۔"(۱)

(۲) فقہ مالکی کی مشہور کتاب "بدایۃ المجتہد" کے مؤلف امام ابوالولید محمد بن احمد بن رشد الحفید القرطبی الاندلسی محدث فقیہ اور فلسفی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے ماہر طبیب بھی تھے، اور عملاً طب کی مشق کیا کرتے تھے، اس مشق کے نتیجے میں ہی آپ کا مشہور مقولہ ہے۔

"تشریح اور جسم کی چیر پھاڑ کرنے والے لوگ اپنے عقیدہ اور ایمان باللہ میں پختہ ہوجاتے ہیں"(۲)

(۳) مرد کا مادہ منویہ احناف اور مالکیہ کے نزدیک نجس اور ناپاک ہے، اور شافعیہ کے ہاں پاک وطاہر ہے، اس بارے میں فریقین نے جو دلائل دیئے ہیں ان میں بعض دلائل کا تعلق علم التشریح سے ہے، احناف ومالکیہ کے اس بارے کئی نقلی وعقلی دلائل ہیں، ان دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ منی پیشاب کے راستے سے نکلتی ہے اور پیشاب چونکہ بالاتفاق نجس ہے اور ظاہر ہے کہ منی کی پیشاب کے قطروں سے آمیزش ہوگی، اس لئے منی نجس اور ناپاک ہے، جبکہ شافعیہ حضرات کا کہنا ہے کہ منی انسان مکرم بالخصوص انبیاء کرام کا مادہ تخلیق ہے نیز اس کے ناپاک ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے، لہذا یہ ناپاک نہیں ہوسکتی۔ جہاں تک احناف ومالکیہ کی اس دلیل کا تعلق ہے کہ منی پیشاب کے راستے سے نکل کر آتی ہے وہ اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ ایک آدمی کا آلہ تناسل چیرا گیا تو معلوم ہوا کہ منی اور پیشاب کے راستے جدا جدا ہیں، لہذا احناف ومالکیہ کا استدلال درست نہیں ہے۔(۳)

یہ بات کہ پیشاب اور منی کے راستے جدا جدا ہیں یا ایک ہی راستہ ہے؟ اس کا تعلق علم التشریح سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ان فقہاء کے ہاں علم التشریح کے نتائج

---

(۱) الطب عند العرب والمسلمین للدکتور محمود الحاج قاسم، الدار السعودیۃ للنشر جدۃ ص ۹۹ الی ۱۰۳

(۲) علم التشریح عند المسلمین للدکتور علی البار، الدار السعودیۃ جدہ (ص ۱۵)

(۳) المجموع شرح المہذب للامام النووی الشافعی ۲ /۵۰۸) تحقیق محمد نجیب المطیعی

مسلم تھے اوران پر اعتماد وانحصار کرکے انہوں نے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

واضح رہے کہ جدید طبی تحقیق مرد کے مادہ منویہ کے بارے مالکیہ اوراحناف کے اس نظریہ کی توثیق کرتی ہے کہ مرد کے مادہ منویہ اور پیشاب کا راستہ ایک ہے اورعورت کی منی کے بارے شافعیہ کی رائے کو درست قرار دیتی ہے کہ عورت کے پیشاب اور منی کے راستے جداجدا ہیں ۔نیز اختلاف کی اصل بنیاد دلائل نقلیہ ہیں،طبی تحقیق کو صرف تائید کے لئے پیش کیا گیا ہے لہذا اس بحث سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورت کی منی احناف کے ہاں بھی پاک قرار پائے۔

(۴)انسانی جسم کے اندر اللہ تعالی نے جو اعضاء دودوکرکے جوڑی کی صورت میں پیدا کئے ہیں،ان کو کاٹ دینے یا ضائع کردینے کے جرم کا ارتکاب کر بیٹھنے کی صورت میں اگر دونوں یعنی مکمل جوڑی ضائع ہوجائے تو مکمل انسانی دیت ادا کرنی پڑتی ہے،اوراگر جوڑی میں سے ایک عضو ضائع ہوگیا تو نصف انسانی دیت ادا کرنی ہوتی ہے،البتہ اس اصول وضابطہ سے آنکھ کا معاملہ مستثنی ہے،آنکھ کے بارے اصول یہ ہے کہ اگر کسی کی صرف ایک آنکھ ہے اوروہ درست سلیم اورکام کرنے والی ہے، اگر کسی نے اس کو ضائع کردیا تو اس کی پوری دیت دینا لازم ہے اوراس استثناء کی بنیاد علم التشریح سے ثابت شدہ یہ حقیقت ہے کہ دونوں آنکھوں سے روشنی کا انعکاس جس پردہ بصارت پر ہوتا ہے وہ پردہ ایک ہی ہوتا ہے ،اگر ایک آنکھ ضائع ہوتی ہے تو اس کی روشنی دوسری آنکھ میں منتقل ہوجاتی ہے ،اس طرح اگر کسی کی ابتداء ہی سے ایک ہی آنکھ ہو تو ابتداء ہی سے اس کی روشنی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ دوسری آنکھ کی روشنی بھی یہاں آتی ہے،اس سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ کسی کی ایک ہی آنکھ ہو اوراسے ضائع کردیا گیا تو گویا اس نے دو آنکھوں کی روشنی کو ضائع کیا۔(۱)

---

(۱)کتاب الفروق للشیخ شهاب الدین ،ابی العباس الصنهاجی ، (۳ / ۱۹۱)دارالمعرفة بیروت.

پوسٹ مارٹم کے اغراض ومقاصد

میت کا پوسٹ مارٹم (post martem) کئی اغراض ومقاصد کے لئے کیا جاتا ہے جن میں سے چند اہم مقاصد واغراض مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) غیر معلوم نعش کی شناخت کرنا۔

(۲) موت کے بعد کی مدت اور وقت معلوم کرنا یعنی یہ معلوم کرنا کہ موت کب اور کس وقت واقع ہوئی ہے اور اس کے بعد کتنی مدت گزری ہے؟

(۳) نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ وہ پیدائش کے وقت زندہ تھا یا نہیں اور اگر زندہ تھا تو اس میں زندہ رہنے کی صلاحیت بھی تھی یا نہیں۔

(۴) موت کا سبب معلوم کرنا یعنی میت کا انتقال کس ظاہری سبب سے ہوا ہے یہ معلوم کرنا، اور موت کا سبب معلوم کرنے میں کئی مصلحتیں اور مقاصد ہوتے ہیں مثلاً:

(الف) اگر کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا محکمہ یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلا گھونٹنے سے یا ڈوب کر یا اور کسی پوشیدہ سبب کے نتیجہ میں ہوئی، تاکہ ظالم کی شناخت کرکے اس کو سزا دی جائے، اس کی سرکوبی کی جائے اور جرائم کی راہ مسدود کی جائے۔

(ب) بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ کسی کا انتقال ہوا اور موت کا سبب معلوم نہیں ہوتا، جس کی بناء پر کسی بے قصور شخص کو شبہ میں گرفتار کرلیا جاتا ہے، اس پر ظلم اور زیادتی کی جاتی ہے، نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد یقینی طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ شخص اپنی طبعی موت مرا ہے یا اس نے خودکشی کی ہے، کسی نے اسے مارا یا قتل نہیں کیا، ایسی صورت میں وہ بے قصور شخص رہا ہوجاتا ہے، اور اس کی جان چھوٹ جاتی ہے۔

(ج) موت کا سبب معلوم کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہوتی ہے کہ بسا اوقات وبائی مرض پھیل جاتا ہے، ڈاکٹرز پوسٹ مارٹم کے ذریعے موت کے اسباب کا پتہ لگاتے ہیں، اسباب معلوم ہونے پر ان کا علاج اور مناسب احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم صادر کرتے ہیں۔

(۵)تعزیراتی مقدمہ میں موت یا جرم کے اسباب دریافت کرنا۔

(۶)اس کے ذریعے متقاضی امراض کی دریافت کرنا تاکہ اس کی روشنی میں ان امراض کے لئے مناسب علاج اورضروری احتیاطی اقدامات کئے جاسکیں، یہ دونوں اغراض غرض نمبر۴ کے ذیلی مقاصد ہیں، کماذکرنا۔

(۷)تشریح الابدان،علم طب کی تعلیم وتدریس مقصود ہونا جیسا کہ آج کل میڈیکل کالجز میں عموماًلاوارث مردہ شخص کی لاش کی کانٹ چھانٹ(body dissection) اورچیر پھاڑ کی جاتی ہے،اوراس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ طب سے منسلکہ طلبہ اورسٹوڈنٹ (students) عملی طورپرانسانی اعضاء کامشاہدہ کرسکیں اورانسانی اعضاء کی ترکیب،ہڈیوں کے جوڑ،مختلف اعضاء کے درمیان تناسب اچھی طرح معلوم ہوسکے،آیندہ عملی میدان میں آپریشن(operation) کرنے میں سہولت ہونیزمرض بیماری اوراس کے اسباب اورطریق علاج پرعبورحاصل ہو۔

اس وقت پوسٹ مارٹم عموماًمندرجہ بالااغراض ومقاصد کے لئے کیاجاتا ہے،لیکن طب وسائنس کے میدان میں جس رفتارسے روزبروزترقی ہورہی ہے، اس کے پیشِ نظر مستقبل قریب یابعید میں انسانی وطبی علوم کی ترقی کے نتیجے میں مزیدکئی اغراض ومقاصدایسے سامنے آسکتے ہیں جوبظاہرانسانی لاش کی قطع وبریدکا تقاضا کرتے ہوں۔

پوسٹ مارٹم کے چندعملی نتائج وواقعات

(۱)زرینہ کی حالت نے سب کورلادیا تھا،اس نے دیواروں کے ساتھ سرٹکراکر اپنے کوزخمی کرلیاتھا،جواں عمری میں بیوگی کاصدمہ،کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جواشکبارنہ تھی۔زرینہ کاخاوند انورکل تک زندگی سے بھرپورتھامگرآج منوں مٹی تلے دفن ہورہاتھا،رات کواچھابھلاسویاتھا،جب صبح دیرتک نہ اٹھاتوزرینہ نے اٹھانے کی کوشش کی پھرزرینہ کی چیخوں نے پورامحلہ سرپراٹھالیا،کسی نے کہا:ہارٹ اٹیک ہوگیاہے،کسی نے کہا:شاید برین ہیمبرج ہوگیاہے،کسی نے کوئی قیاس آرائی کی اورکسی نے کوئی۔

انور کے والدین چھوٹی عمر میں وفات پا چکے تھے،ایک بھائی تھا جو کسی دوسرے شہر میں رہتا تھا جب کہ وہ خود بندر روڈ لاہور میں رہتا تھا اور ٹیلرنگ کا کام کرتا تھا،اچھا ہنر مند تھا،آمدنی بھی معقول تھی،اپنا چھوٹا سا گھر بھی بنوالیا تھا،پھر کسی واقف کار نے زرینہ کا رشتہ بتایا،پہلی ملاقات میں ہی اسے شرمیلی شرمیلی سی زرینہ اچھی لگی اور اس نے رشتہ کے لئے ہاں کردی اور اب خوش و خرم اپنی بیوی کے ساتھ زندگی گزار رہا تھا کہ زندگی ساتھ ہی چھوڑ گئی، مختصر سے عزیز و اقارب کے آنے کے بعد اس کے سفر آخرت کا اہتمام شروع ہو گیا،وقتِ غسل مردے نہلانے والے کو شک سا ہوا،اس نے انور کے بھائی کے ساتھ علیحدگی میں کوئی بات کی،انور کا بھائی کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے تجہیز و تکفین کا عمل روک دیا اور باہر چلا گیا،کچھ دیر کے بعد وہ پولیس کے ہمراہ واپس آیا،پولیس نے ابتدائی کاروائی کے بعد لاش گاڑی میں رکھی اور عزیز و اقارب کو بتلایا کہ وہ لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے لے جا رہے ہیں،زرینہ پر سکتہ کی کیفیت طاری ہوگئی،اگلے روز زرینہ کو باقاعدہ تفتیش کے لئے تھانہ بلالیا گیا،کیونکہ انور کی موت قدرتی نہ تھی بلکہ اسے گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا،مزید ایک روز بعد زرینہ نے اقبال جرم کرلیا اور اپنے ساتھی کی بھی نشاندہی کردی،جس کے ساتھ مل کر اس نے انور کو قتل کیا تھا...

(۲)یہ بھی لاہور ہی کا ایک واقعہ ہے،گلنار نامی ایک شادی شدہ عورت کی پراسرار موت واقع ہوگئی،لڑکی کے گھر والوں نے شبے کی بناء پر پولیس کاروائی کی درخواست کی،پولیس نے لاش قبضہ میں لے کر مزید کاروائی کے لئے پوسٹ مارٹم کے لئے بھجوادی ،پوسٹ مارٹم رپورٹ میں زہر خوانی کی نشاندہی پائی گئی،گلنار کے خاوند کو شبہ کی بنیاد پر گرفتار کرلیا گیا،معمولی سی تفتیش کے بعد اس نے اقبال جرم کرلیا اور وجہ قتل یہ بیان کی گئی کہ وہ کسی اور عورت کی محبت و عشق میں گرفتار تھا،اسی لڑکی کے ایماء پر اس نے گلنار کو راستے سے ہٹانے کے لیے زہر دیدیا اور مشہور کردیا کہ گلنار کی موت حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے!(۱)

---

(۱) تلخیص رپورٹ (فیملی میگزین یکم دسمبر تا... بر ۲۰۰۲)

پوسٹ مارٹم کے اصول وآداب

(۱) جدید قانون کی رو سے پوسٹ مارٹم اس وقت تک ممکن نہیں ہوسکتا جب تک سپرنٹنڈنٹ آف پولیس یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا تحریری آرڈر موجود نہ ہو لیکن یہ ایک قانونی اور انتظامی امر ہے ،اگر پوسٹ مارٹم کو شرعی شہادت وغیرہ میں قرینہ یا تائید کے طور پر پیش کرنا ہو تو شرعاً یہ شرط غیر ضروری ہے،صرف قاضی شہر کی اجازت کافی ہے بشرطیکہ تحریری ہو اور پوسٹ مارٹم سے مقصود موت کا سبب دریافت کرنا ہو نہ کہ مسلمان میت کی بے حرمتی۔

(۲) حاکم شہر کو چاہئے کہ شہر میں ایک متدین ،متقی اور ماہر ڈاکٹر کا بحیثیت پوسٹ مارٹم سرجن کے تقرر کر دے تا کہ پوسٹ مارٹم رپورٹوں کے سلسلے میں آج کل جو بدعنوانیاں ہوتی ہیں ان کا انسداد ہو سکے۔

(۳) پوسٹ مارٹم دن کی روشنی میں ہونا چاہئے۔

(۴) اگر مقتول کی موت گولی سے واقع ہوئی ہو،اور گولی میت کے بدن میں موجود ہو تو ڈاکٹر کو چاہئے کہ اسے بدن سے باہر نکال دے۔

(۵) ضروری ہے کہ پوسٹ مارٹم لاش گھر یعنی پوسٹ مارٹم روم(post mortem room) ہی میں کیا جائے لیکن لاش اگر اتنی خراب ہو چکی ہو کہ اسے لاش گھر تک لے جانا دشوار ہو تو جہاں لاش ہو اسی جگہ پوسٹ مارٹم کیا جاسکتا ہے۔

(۶) ضروری ہے کہ جس وقت پوسٹ مارٹم ہو رہا ہو،اس وقت لاش سے متعلق تمام تفصیلات پوسٹ مارٹم رجسٹر میں درج کی جائیں،جب تفصیلات درج کر دی جائیں تو آخری سطر کے نیچے ڈاکٹر اپنا دستخط اور مہر ثبت کر دے۔

(۷) اگر رپورٹ لکھتے وقت کسی مقام پر کچھ کاٹنا پڑے یا تحریر مشتبہ ہو جانے کا احتمال ہو تو ڈاکٹر اس مقام پر اپنا دستخط اور مہر ثبت کر دے۔

(۸) پوسٹ مارٹم کے وقت پولیس کے کسی رکن یا کسی غیر آدمی کی موجودگی کی

ہرگز اجازت نہ دی جائے۔

(۹) پوسٹ مارٹم کے دوران بذریعہ آپریشن جسم کے جن جن حصوں کو کھولا گیا ہو، رپورٹ مکمل کرنے کے بعد انہیں بند کردیا جائے، پھر ان کی سلائی کردی جائے۔

(۱۰) میت کے بدن پر سے جو جو چیزیں ملیں، ان تمام اشیاء کا اندراج پوسٹ مارٹم رجسٹر میں کیا جائے، مثلاً زیوارت، تعویذ، کپڑے، جوتے وغیرہ اور پوسٹ مارٹم کے بعد وہ تمام چیزیں قاضی کی عدالت کو بھیج دی جائیں۔

(۱۱) پوسٹ مارٹم اور اس کی رپورٹ کی تیاری میں ہرگز ہرگز کسی قسم کی تاخیر نہ کی جائے کیونکہ اس تاخیر کی وجہ سے ثبوت کے حصول میں دشواری پیدا ہوسکتی ہے۔(۱)

ضرورتِ شرعیہ اور اس کے درجات ومراتب

پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت جاننے سے پہلے ضرورت شرعیہ اور اس کے درجات ومراتب کا جاننا ضروری ہے، قرآن کریم میں ضرورت واضطرار کے وقت حرام چیز کے استعمال اور کھانے کی اجازت موجود ہے۔

(۱) قال اللّٰہ تعالی: انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللّٰہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللّٰہ غفور رحیم.(۲)

(۲) قال اللّٰہ تعالی: حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیز وما اھل لغیر اللّٰہ بہ والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالا زلام ، ذلکم فسق ،الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون،الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً،فمن اضطر فی مخمصة غیر متجانف لاثم فان اللّٰہ غفور رحیم .(۳)

---

(۱) اسلام کا قانون شہادت (ص ۲۲۸ تا ۲۳۱) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور

(۲) سورة البقرة رقم الآیة ۱۷۳ . (۳) سورة المائدة رقم الآیة ۳.

(۳)قال اللّٰہ تعالی: ومالکم الاتأکلوامماذکراسم اللّٰہ علیه وقدفصل لکم ماحرم علیکم الامااضطررتم الیه ،وان کثیرالیضلون باھوائھم بغیرعلم ،ان ربک ھواعلم بالمعتدین(۱)

(۴)قال اللّٰہ تعالی: قل لااجدفی مااوحی الی محرماًعلی طاعم یطعمه الاان یکون میتة اودمامسفوحاًاولحم خنزیرفانه رجس اوفسقاًاھل لغیراللّٰہ به فمن اضطرغیرباغ ولاعادفان ربک غفوررحیم .(۲)

(۵) قال اللّٰہ تعالی: انماحرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیروماأھل لغیراللّٰہ به،فمن اضطرغیرباغ ولاعاد فان اللّٰہ غفوررحیم. (۳)

مذکورہ اجازت صراحۃًاگر چہ حرام چیزوں کے کھانے کے بارے میں ہے لیکن سب کا اتفاق ہے کہ دوسرے معاملات کا بھی یہی حکم ہے، اوراس کے پیش نظرفقہاء کرام رحمہم اللہ نے ضرورت کے پانچ درجے بیان فرمائے ہیں۔ (۱) ضرورت (۲)حاجت (۳) منفعت (۴) زینت (۵) فضول۔

ضرورۃ: (compulsion)ضرورت واضطرارکامادہ ایک ہے کیونکہ اضطرارضرورۃ سے باب افتعال کامصدرہے،ضرورۃ کہتے ہیں ۔

حالة ناتجةعن نزول امریتسبب عنه تلف النفس اواحدالاعضاء او نزول مکروہ لایمکن احتماله(۴)

یعنی ضرورت یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ ایسامعاملہ پیش آچکاہے اوروہ ایسامجبورہوچکاہے کہ اگروہ حرام اورممنوع چیزاستعمال نہیں کرے گاتویقین یاغالب ظن ہے کہ وہ مرجائے گایامرنے کےقریب ہوجائے گایااس کاکوئی عضوتلف ہوجائیگا یاایسی تکلیف پہنچے گی کہ وہ برداشت اورتحمل سے باہرہوگی۔

علامہ شاطبی رحمہ اللہ ضرورۃ کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الضرورۃ ھی مالابدمنھالقیام مصالح الدین والدنیابحیث اذافقدت لم

---

(۱) سورۃ الانعام رقم الآیۃ ۱۱۹ . (۲)سورۃ الانعام رقم الآیۃ ۱۴۵ .

(۳)سورۃ النحل رقم الآیۃ ۱۱۵ . (۴)ملتقط من الکتب المختلفة.

تجر مصالح الدنیا علی استقامة بل علی فساد و تهارج و فوت حیاة، وفی الأخرة فوت النجاة والرجوع بالخسران المبین.(۱)

حکم: درجہ ضرورت کا شریعتِ مقدسہ نے اعتبار کیا ہے اور اس کا معتبر ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے، چنانچہ اس پر دو قسم کے احکام مرتب ہوتے ہیں۔

(۱) بہت سے احکام شرعیہ میں رعایت اور سہولت دی گئی ہے، وضو کے بجائے تیمم کر سکتا ہے، نماز میں قیام پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے، بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۲) حالت ضرورت میں چند شرائط کے ساتھ حرام اور ممنوع چیز کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔ وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اگر حرام اور ممنوع چیز استعمال نہیں کرے گا تو یقین یا غالب گمان ہو کہ نفس یا عضو تلف ہو جائے گا یا نا قابل برداشت تکلیف و مشقت میں مبتلا ہو جائے گا یعنی حالت ضرورت متحقق ہو۔

(۲) ہلاکت، تلف عضو اور نا قابل برداشت تکلیف کا خطرہ موہوم نہ ہو بلکہ کسی معتمد حکیم یا ڈاکٹر کے کہنے کی بناء پر عادۃً یقینی ہو یا اس کا غالب گمان ہو۔

(۳) حرام چیز کے علاوہ حلال چیز دستیاب نہ ہو یا حلال اور پاک دوا میسر ہے لیکن سرِ دست اس کا حاصل کرنا ممکن نہیں ہے یا ممکن بھی تھی اور اس نے بارہا استعمال کی لیکن افاقہ نہیں ہوا۔

(۴) حرام اور ممنوع کے استعمال سے جان بچ جانا اور افاقہ ہو جانا بھی یقینی ہو یا اس کا غالب گمان ہو اور یہ بھی کوئی ماہر قابل اعتماد حکیم اور ڈاکٹر بتا سکتا ہے۔

(۵) حرام چیز کا استعمال بھی بقدر ضرورت ہو۔

اس بارے چند نصوص ملاحظہ ہوں۔

فی مسند احمد و سنن الدارمی: عن ابی واقد اللیثیؓ ....قلنا یا رسول

---

(۲) الموافقات فی اصول الشریعة لابی اسحاق الشاطبی (۲ / ۳۲۴) دار المعرفة، بیروت. ۱۹۹۶ م

اللّٰہ انابارض یکون بہاالمخمصة فمایحل لنامن المیتة ؟قال:اذالم تصطبحواولم تغتبقواولم تحتفوابقلاًفشانکم بہا.(۱)

قال ابن الاثیر:الاصطباح :اکل الصبوح ،وھوالغداء ،والغبوق :العشاء، واصلھما فی الشرب، ثم استعملا فی الاکل ، قال الزھری اراد اذالم تجدو الُبینة تصطبحونہا ،اوشرابا تغتبقونہ ،ولم تجدواعبدعدمکم الصبوح والغبوق بقلة تأکلونہا حلت لکم المیتة .(۲)

فی الدرالمختار:قبیل فصل فی البئر، اختلف فی التداوی بالمحرم ،وظاہر المذہب المنع کمافی رضاع البحر،لکن نقل المصنف ثمہ وھنا عن الحاوی :وقیل یرخص اذاعلم فیہ الشفاء ولم یعلم دواء آخرکمارخص الخمرللعطشان وعلیہ الفتویٰ.(۳)

وفی الشامیة: وافادسیدی عبدالغنی انہ لایظہر الاختلاف فی کلامہم لاتفاقہم علی الجوازللضرورة،واشتراط صاحب النہایة العلم لاینافیہ اشتراط من بعد الشفاء ولذاقال والدی فی شرح الدرر:ان قولہ لاللتداوی محمول علی المظنون والافجوازہ بالیقین اتفاق کمافی المصفیٰ اہ

اقول وھوظاہرموافق لمامرفی الاستدلال للامام:لکن قدعلمت ان قول الاطباء لایحصل بہ العلم،والظاہران التجربةیحصل بہاغلبة الظن دون الیقین الاان یریدوابالعلم غلبةالظن وھوشائع فی کلامہم تأمل.(۴)

وفی الشامیة: المتفرقات من البیوع،قال فی النہایة:وفی التہذیب: یجوز للعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذااخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفائہ ولم یجدمن المباح مایقوم مقامہ ،وان قال الطبیب یتعجل شفائک بہ فیہ وجہان الخ(۵)

---

(۱)مسنداحمدبن حنبل (۵ /۲۸،۱)المکتب الاسلامی بیروت.والسنن للامام الدارمی (۲ /۸۸)دارالکتب العلمیة ،بیروت.واللفظ للدارمی.

(۲)النہایة فی غریب الحدیث والاثر(۳ /۶)

(۳)الدرالمختار(۱ /۲۰ ۱)قبیل فصل فی البئر.ایچ ایم سعیدکمپنی کراتشی

(۴)ردالمحتارعلی الدرالمختارالمذکور(۱ /۱۲۰)

(۵)ردالمحتارعلی الدرالمختار(۵ /۲۲۸)المتفرقات من البیوع

(۲)حاجة:

دوسرا درجہ " حاجة" کا ہے اور حاجت کے معنی یہ ہیں کہ اگر آدمی حرام اور ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو نہ ہلاک ہوگا اور نہ عضو تلف ہوگا البتہ شدید تکلیف اور سخت مشقت میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

حکم: ایسی حالت میں بہت سے احکام شرعیہ میں رعایت اور سہولت بالاتفاق دی گئی ہے، چنانچہ نماز میں قیام پر قادر نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے، اگر بیٹھنے پر قادر نہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے، روزہ افطار کر سکتا ہے وغیرہ۔ لیکن کیا اس حالت میں حالت اضطرار کی طرح حرام اور ممنوع چیز کا استعمال بھی جائز ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس بارے قرآن وحدیث میں صراحت اور وضاحت موجود نہیں، اسلئے فقہاء کے درمیان بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اس حالت میں حرام اور ممنوع چیز حلال نہیں ہوتی اور اس کا استعمال جائز نہیں ہے لیکن جمہور حضرات کے ہاں مذکورہ بالا پانچ شرائط کے ساتھ اس حالت میں بھی ممنوع اور حرام چیز کا استعمال درست ہے۔

مانعین کے دلائل:

(۱)فی صحیح البخاری. قال ابن مسعودؓ فی السکر، ان اللّٰہ لم یجعل شفاء کم فیماحرم علیکم(۱)

عبداللہ بن مسعودؓ نے نشہ آور چیز کے بارے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری شفاء ان چیزوں میں نہیں رکھی جو تم پر حرام کردی گئی ہیں۔

(۲)فی سنن ابی داؤد، عن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تتداووا بحرام.(۲)

---

(۱)صحیح البخاری (۲ / ۸۴۰) کتاب الاشربة، باب شرب الحلواء والعسل

(۲)سنن ابی داؤد (۲ / ۱۸۴) باب فی الادویة المکروھة

حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج نازل فرمایا ہے اور ہر بیماری کے لئے دوا تجویز کی ہے پس علاج کرو اور حرام کے ساتھ علاج نہ کرو۔

(۳)وفیه ایضاًعن ابی هریرة ؓقال نهی رسول الله ﷺعن الداء الخبیث.(۱)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ناپاک دواء کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

ان حضرات کا استدلال یہ ہے کہ "حاجة" کا درجہ اضطرار سے کم ہے، حالت اضطرار میں حرام کا استعمال بالاتفاق جائز اور نص سے ثابت ہے لیکن حاجت میں استعمال حرام نص سے ثابت نہیں، اس لئے اس حالت میں حرام کا استعمال حرام ہے، خواہ تکلیف ومشقت کتنی بھی ہو۔

دلائل جمہور:

(۱)فی صحیح المسلم،عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان ناساًمن عرینة قدمواعلی رسول الله ﷺ المدینة فاجتووهافقال لهم رسول الله ﷺ:ان شئتم ان تخرجواالی ابل الصدقةفتشربوامن البانهاوابوالها.(۲)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ عینیہ کے کچھ لوگ حضور اقدس ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے، وہ لوگ سوزش کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صدقہ کے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ اور ان کا دودھ اور پیشاب پیو۔

اس حدیث سے استدلال یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے انہیں اونٹوں کا پیشاب پینے

(۱)سنن ابی داؤد(۲ /۱۸۴)باب فی الادویة المکروهة
(۲)صحیح المسلم(۲ /۵۷)کتاب القسامة،باب حکم المحاربین والمرتدین

کی اجازت دیدی حالانکہ یہ اضطراری حالت نہ تھی۔

(۲)فی سنن ابی داؤد،عن عبد الرحمٰن بن طرفة ان جده عرفجةبن سعدقطع انفه یوم الکلاب فاتخذانفاًمن ورق فانتن علیه فامره النبی ﷺ فاتخذ انفاًمن ذهب .(۱)

جنگِ کلاب میں حضرت عرفجہ بن سعدؓ کی ناک کٹ گئی توانہوں نے چاندی کی ناک لگالی تواس میں بدبو پیدا ہوگئی تو نبی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا توانھوں نے سونے کی ناک لگالی۔

استدلال یہ ہے کہ یہاں اضطراری حالت نہ تھی،اس کے باوجود نبی علیہ السلام نے انہیں سونے کی ناک لگانے کی اجازت دی حالانکہ سونامردوں کے لئے بالاتفاق حرام ہے۔

(۳) منفعت:

تیسرادرجہ ''منفعت'' کہلاتا ہے ،منفعت یہ ہے کہ اگروہ اس حرام چیزکواستعمال کرے گاتواس کے بدن کوفائدہ ہوگالیکن اگراستعمال نہیں کرے گاتو سخت تکلیف یاہلاکت کاخطرہ نہیں ہوگا،صرف اتناہوگا کہ بدن کوفائدہ نہ ہوگا،جیسے عمدہ قسم کے کھانے اورمقوی غذائیں ،اس کاحکم یہ ہے کہ شریعت نے مذکورہ دونوں احکام میں اس کا اعتبارنہیں کیا،یعنی اس حالت میں نہ عبادات میں رعایت اورتخفیف ملتی ہے اورنہ حرام اورممنوع چیز کااستعمال جائز ہوتاہے ،مثلاًبدن کے فائدہ کے لئے روزہ افطارکرےتوجائزنہیں ہے،اگرافطارکرے گا تو قضاء اورکفارہ دونوں واجب ہونگے۔لہٰذااگرمباح اورجائزچیزوں سے یہ مقصدحاصل ہوسکتاہے اور بدن کوتقویت مل سکتی ہے توشکرکرے اوراگران سے حاصل نہ ہوتوصبرکرے۔

(۴) زینت:

چوتھادرجہ ''زینت'' کہلاتاہے ،جس میں اس چیز کے استعمال سے بدن کوبھی فائدہ

(۱)سنن ابی داؤد(۲ /۲۲۹) کتاب الخاتم ،باب ماجاء فی ربط الاسنان بالذهب

اورتقویت نہیں ملتی ،محض ظاہری زینت اور بناء سنگھاراورتفریح خواہش حاصل ہوتی ہو،اس کا بھی یہی حکم ہے کہ شریعت نے اس کااعتبارنہیں کیااورکوئی رعایت نہیں دی ہے البتہ مباحات کے دائرے کے اندررہتے ہوئے جائزچیز استعمال کرسکتا ہے۔

(۵)فضول:پانچواں درجہ ''فضول'' کہلاتا ہے۔اور یہ زیب اورمباح کے دائرے سے بھی آگے محض ہوس کا درجہ ہے،شریعت نے اس کا صرف یہ نہیں کہ اعتبارنہیں کیا بلکہ اسراف،فضول خرچی،لالچ اورہوس میں شمارکرکے اس کی مخالفت اورمذمت کی ہے۔

فی غمز عیون البصائرعلی الاشباہ والنظائرللحموی: فی فتح القدیر،ھٰہناخمسۃ مراتب،ضرورۃ وحاجۃ ومنفعۃ وزینۃ وفضول،فالضرورۃ :بلوغہ حداان لم یتناول الممنوع ھلک اوقارب،وھذاییبح تناول الحرام والحاجۃ :کا لجائع الذی لولم یجدمایاکلہ لم یھلک غیرانہ یکون فی جھدومشقۃ،وھذالاییبح الحرم،وییبح الفطرفی الصوم، والمنفعۃ: کالذی یشتھی خبز البرولحم الغنم والطعام الدسم ،والزینۃ:کالمشتھی بحلوی والسکر والفضول التوسع باکل الحرام والشبھۃ.(۱)

---

(۱)غمز عیون البصائرعلی الاشباہ والنظائرللحموی(۱ /۲۵۲)الفن الاول ،القاعدۃ الخامسۃ ،ادارۃ القرآن کراچی. وکذافی الاشباہ والنظائرللسیوطی (۹۴)

شرعی حیثیت اور حکم

بیرونی معاینہ کا حکم

ظاہری اور بیرونی معاینہ (external examination) شرعاً چند شرائط کے ساتھ جائز ہے، اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے، وہ شرائط یہ ہیں کہ:

(۱) معاینہ بقدر ضرورت ہو، مقصد پورا ہو جانے کے بعد مزید معاینہ کرنا اور لاش کو ادھر ادھر پلٹنا جائز نہیں ہے۔

(۲) معاینہ پردہ میں ہو، عورت غلیظہ پر مکمل پردہ ہو، اگر عورت غلیظہ کے معاینہ کی ضرورت پڑے تو بقدر ضرورت ستر کھولا جائے، اسے ایک مثال سے سمجھ لینا بہتر ہے۔

medicolegel case کے طور پر ایک بائیس سالہ ناجوان کی نعش لائی گئی جس کو خنجر کا وار کر کے ہلاک کیا گیا تھا، اس کو بیضوی شکل کا بھونکا ہوا زخم ۳ سم لمبا اور ڈیڑھ سم چوڑا کمر پر لگا، یہ زخم دائیں کمر پر درمیان سے ساڑے چار سم باہر کی جانب اور دائیں scapula کے ۷ سم نیچے اور اندر کی جانب واقع تھا، ماہرین کا اندازہ تھا کہ زخمی ہونے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ مرگیا ہوگا، کمر کی جانب قمیص خون سے بھری ہوئی تھی اور بہت سا خون ضائع ہو چکا تھا۔ اب اس کیس (case) میں ظاہری معاینہ سے موت کا ایسا سبب سامنے ہے جس کی طرف موت کی نسبت یقینی طور پر بلا کسی تردد کے کی جا سکتی ہے۔(۱)

---

(۱) مریض ومعالج کے اسلامی احکام (ص ۱۷۵) ادارہ نشریات اسلام، کراچی

اندرونی معاینہ کا حکم اور اغراض ومقاصد کا شرعی تجزیہ

اندرونی معاینہ اور لاش کی چیر پھاڑ کرنا مذکورہ مقاصد واغراض کے لئے جائز نہیں ہے ،مذکورہ غراض ومقاصد کا شرعی لحاظ سے تجزیہ کیا جائے تو ان میں سے پہلے تین مقاصد شرعاً اور عقلاً ''ضرورت وحاجت'' میں ہی داخل نہیں،ان مقاصد اور ان کے لئے کئے جانے والے پوسٹ مارٹم کے نتیجے میں حاصل ہونے والی معلومات کو علمی دلچپی (academic interest) تو کہا جاسکتا ہے ضرورت نہیں کہا جاسکتا۔اسلئے ان کی خاطر معصوم لاش کو تختہ مشق بنانا جائز نہیں،مثلاً نومولود بچے کا اس مقصد کے لئے پوسٹ مارٹم کرنا کہ وہ موت کے وقت زندہ تھا یا نہیں ؟اور اگر زندہ تھا تو اس میں زندہ رہنے کی صلاحیت بھی تھی یا نہیں ؟اس طرح کی معلومات اگر حاصل نہ ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے؟ بچہ تو ویسے بھی فوت ہو چکا ہے۔

اور باقی مقاصد نمبر۴ تا نمبر۷ شریعت کی رو سے ''ضرورت وحاجت''میں داخل ہیں ،اس میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حالت ''ضرورت وحاجت''میں استعمالِ حرام کے جواز کی جو شرائط پہلے نقل کی گئی ہیں کیا وہ شرائط یہاں پائی جاتی ہیں ؟ہرگز نہیں،استعمالِ حرام کے جواز کی ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ حرام کا کوئی بھی ''جائز متبادل'' موجود نہ ہو،اور یہاں کئی متبادل موجود ہیں ۔جن کی تفصیل آرہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ پوسٹ مارٹم کے بعض مقاصد ضرورت حاجت میں ہی داخل نہیں ہیں اور بعض ضرورت وحاجت میں داخل ہیں لیکن اس کے بے شمار متبادل موجود ہیں اور استعمالِ حرام کے جواز کی جو شرائط ہیں وہ نہیں پائی جاتیں ۔

جائز متبادل طریقے

پہلا متبادل: ظاہری معاینہ

اس کا طریقہ اور حکم آچکا ہے ،یہ ایک ایسا جائز اور شرعی طریقہ ہے کہ اس کے ذریعے بآسانی موت کا سبب یا زہر خوری کا علم ہوسکتا ہے ،ملک کے مایہ ناز عالم و مفتی ایم بی بی ایس ڈاکٹر حضرت مولانا مفتی عبد الواحد صاحب لکھتے ہیں ۔

پوسٹ مارٹم معاینہ کے لئے لائی جانے والی نعشوں میں سے بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کے ظاہری معاینہ سے موت کا سبب مثلاً قتل وغیرہ کا علم ہوجاتا ہے ،اسی طرح زہر خوری کے باعث ہلاک ہونے والے بہت سے افراد میں ظاہری معاینہ ہی سے زہر خوری کے موت کا سبب ہونے کا علم ہوجاتا ہے ۔بعض افراد میں قوی ضرورت ہوگی توفقط ان کا معدہ کھول کر معاینہ کرنے سے کافی معلومات اکٹھی ہوجائیں گی، بہت ہی کم ایسے (case) ہوں گے جن میں اس کے علاوہ مزید کسی اور عضو کے معاینہ کی ضرورت پیش آئے ۔(۱)

نیز شریعت کی رو سے موت کا محض سبب معلوم کرنا معلومات میں اضافہ کے زمرے میں آتا ہے ،یہ کوئی ضرورت وحاجت نہیں ہے،اصل چیز یہ ہے کی موت کا سبب معلوم کرکے قاتل کی نشاندہی کرکے اس کے خلاف کاروائی کی جائے اور محض پوسٹ مارٹم سے قاتل کی نشاندہی ممکن نہیں ہے۔

---

(۱)مریض ومعالج کے اسلامی احکام (ص ۷۵)

دوسرا متبادل: اسکریننگ مشین

اسکریننگ مشین کے ذریعے زندہ انسان کے اندرونی اعضاء اور جسمانی ساخت کا تفصیلی معاینہ کیا جاسکتا ہے۔

تیسرا متبادل: حیوانی ڈھانچے

حیوانی ڈھانچوں سے کام لیا جاسکتا ہے بالخصوص ان حیوانوں کے ڈھانچوں سے جن کی جسمانی ساخت انسانی ساخت کے زیادہ قریب ہے۔

چوتھا متبادل: حیوانات

خود حیوانات کو بھی اس مقصد کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے، تمام حیوانات انسانوں کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں، انہیں ذبح کرکے ان کا گوشت کھانا جائز ہے تو طبی تحقیق کے لئے بھی استعمال کرنا درست ہے، مینڈک، بندر، بن مانس وغیرہ جانوروں کے اعضاء اور انسانی اعضاء میں یکسانیت زیادہ ہے، ڈارون کا نظریہ ہی یہی ہے کہ انسان بندر ہی کی ترقی یافتہ صورت ہے۔

پانچواں متبادل: پلاسٹک کے انسانی ڈھانچے

بیرونی ممالک میں پلاسٹک کے انسانی ڈھانچے اندرونی اعضاء سمیت بن رہے ہیں طبی تحقیق کے لئے انہیں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر ضرورت داعی ہو تو ان کے مجسمے رکھے بھی جاسکتے ہیں اور یہ تدبیر وحیلہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے کہ مجسمہ اور ڈھانچے کے اعضاء علیحدہ علیحدہ رکھے جائیں بوقت ضرورت بقدر ضرورت ایک عضو کو دوسرے عضو سے ملایا جا سکتا ہے۔

روزنامہ ''مشرق'' ۲۵/دسمبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۲رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

''برطانوی فرموں میں مصنوعی مسالے سے تیار کیا ہوا انسانی ڈھانچہ بنایا گیا ہے، اس ڈھانچے کو برطانوی فرموں نے ''سام'' کا نام دیا ہے، ڈھانچہ اب بھی کئی تعلیمی ادارے منگواتے ہیں، لیکچر دینا ہو تو یہی مصنوعی ''سام'' استعمال ہوتا ہے، پورے انسانی مصنوعی قد کا ''سام'' ۵فٹ ۷انچ کا ہوتا ہے اور اس کی قیمت ۳۸پونڈ ۹شلنگ ہے، جسم کے اندرونی اعضاء بھی ''سرے کی سائنٹیفکٹ پلاسٹکس ملیٹڈ'' تیار کرتی ہے، مصنوعی دل کی قیمت ۱۳پونڈ ۳شیلنگ، مصنوعی دماغ کی قیمت ۱۱پونڈ ۱۰شلنگ مقرر ہے، یہ کمپنی کان بھی تیار کرتی ہے جن کی قیمت ۱۰پونڈ ہے، اس مصنوعی کان کے پردوں میں آواز ٹکرانے کے بعد اسی طرح لہریں نمودار ہوتی ہیں، انسان کے سانس لینے کا نظام بھی طلبہ کے استفادہ کیلئے مصنوعی بنایا جاتا ہے جس کی قیمت ۷پونڈ ۱۵شیلنگ ہے، اس مصنوعی سانس لینے والے انسان پر جان بچانے کے طریقے کی مشق آسانی سے کی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے مصنوعی پھیپھڑے اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح انسانی پھیپھڑے کرتے ہیں'' (۱)

چھٹا متبادل: انسانی خاکے

طب اور میڈیکل کی کتب میں انسانی خاکے (ماڈل اور سمولیٹرز) اس انداز سے بنائے جاتے ہیں کہ وہ تصویر کے حکم میں بھی نہیں آسکتے، دوسری طرف ان خاکوں میں انسان کا اندورنی جسم، جسمانی ساخت، اعضاء کی ترتیب کی کافی حد تک نشاندہی کردی جاتی ہے، انہیں استعمال کرکے اس بارے مہارت حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۱) احسن الفتاوی (۳۴۲/۸)

عدم جواز کے دلائل

مذکورہ بالا اغراض ومقاصد کیلئے لاش کا پوسٹ مارٹم اندرونی معاینہ کی صورت میں جائز ہے یانہیں؟ بعض اغراض ضرورت میں ہی داخل نہیں اور بعض ضرورت میں داخل ہیں لیکن اس کے متبادل طریقے موجود ہیں، اس بناء پر جمہور فقہاء ومحققین علماء کرام کا اس کے عدم جواز پر اتفاق ہے البتہ بعض حضرات نے کچھ شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے ،لیکن صحیح یہ ہے کہ مروّجہ پوسٹ مارٹم اندرونی معاینہ کی صورت میں جائز نہیں ہے اور اس کے دلائل یہ ہیں۔

پہلی دلیل:

اندرونی معاینہ(internel examination) کی صورت میں پوسٹ مارٹم کا عمل حرمتِ انسانیت ،تکریم آدمیت،اور تعظیمِ بشریت کے خلاف ہے،اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو مکرم ومعزز پیدا فرمایا ہے،اوراس کا قرآن کریم میں واضح اعلان موجود ہے۔

قال تعالی:ولقد کرمنابنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطّیبات وفضلنٰھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا.(۱)

وفی احکام القرآن للامام القرطبی:قال محمدبن الجریر الطبریؒ : بتسلیطھم علی سائر الخلق ،وتسخیر سائر الخلق لھم.(۲)

وقال اللّٰہ تعالیٰ: لقدخلقناالانسان فی احسن تقویم.(۳)

---

(۱)سورۃالاسراء رقم الآیۃ ۷۰

(۲)احکام القرآن للقرطبی (۱۰ / ۱۹۰)بیروت

(۳)سورۃ التین رقم الآیۃ ۴

دوسری دلیل :

شرعاً جیسے ایک زندہ انسان کے اعضاء کا کاٹنا اور اس کی ہڈیاں توڑنا جائز نہیں ہے، اسی طرح مردہ انسان کے اعضاء کا کاٹنا اور اس کی ہڈیاں توڑنا جائز نہیں ہے ، یہ مسلمہ مسئلہ ہے اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے ، اور وجہ اس کی قرآن وسنت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ مردہ کو بھی اس عمل سے تکلیف ہوتی ہے، پوسٹ مارٹم میں جو کانٹ چھانٹ (dissection) ہوتی ہے وہ اس حکم کے خلاف ہے، اس لئے یہ ناجائز ہے۔

قال اللّٰہ تبارک وتعالی: والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیرما اکتسبو افقد احتملو ابھتاناو اثمامبینا.(۱)

ترجمہ: اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بے قصور اور بے گناہ اذیت دیتے ہیں وہ ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لیتے ہیں۔

احادیث نبویہ، اقوال مفسرین اور فقہی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت عام ہے زندہ اور مردہ دونوں قسم کے لوگوں کی اذیت اور تکلیف کو شامل ہے اور اس کی رو سے زندہ لوگوں کی طرح مردوں کو بھی تکلیف دینا حرام و ناجائز ہے۔

الحدیث الاول :

فی سنن ابی داؤد، عن عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنھاان رسول اللّٰہ ﷺ قال کسرعظم المیت ککسرہ حیا.(۲)

ترجمہ: سنن ابوداؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کسی میت کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنا۔

---

(۱)سورۃ الاحزاب رقم الآیۃ ۵۸

(۲)سنن ابی داؤد(۲ /۱۰۴)، کتاب الجنائز، باب الحفار یجد العظم ھل یتنکب ذلک المکان؟

تخریج حدیث

یہ حدیث مختلف الفاظ کے ساتھ بہت سی کتب حدیث میں مروی ہے، جن میں سے بعض کی تفصیل یہ ہے۔

فی سنن ابن ماجة، عن عائشة رضی اللّٰہ تعالی عنہاقالت قال رسول اللّٰہ ﷺ کسرعظم المیت ککسرہ حیا.(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ مردہ شخص کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے کہ زندہ شخص کی ہڈی توڑنا۔

وفیہ ایضاعن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالی عنہاعن النبی ﷺ قال کسرعظم المیت ککسرعظم الحی فی الاثم.(۲)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ کسی مردہ انسان کی ہڈی توڑنا گناہ کے اعتبار سے ایسا ہی ہے جیسا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنا۔

وفی موطا الامام مالک، بلغہ عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہاقالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرعظم المیت ککسرہ وھوحی قال مالک تعنی فی الاثم.(۳)

وفی مسنداحمدبن حنبل عن عائشة رضی اللہ تعالی عنہاان رسول اللہ ﷺ قال کسرعظم المیت ککسرہ حیاً.(۴)

و فی مسنداحمدبن حنبل ایضاًعن عائشة رضی اللہ تعالی عنہاقالت قال رسول اللہ ﷺ کسرعظم المیت ککسرہ وھوحی قال: یروی انہ فی الاثم

(۱/۲)سنن ابن ماجة(۱۱۶) کتاب الجنائز، باب النہی عن کسرعظام المیت

(۳)موطاالامام مالک(ص۸۳)، کتاب الجنائز،باب ماجاء فی الاختفاء وھوالنبش.وکذافی المشکوة (۱/۱۴۹)وقال صاحب المشکوة رواہ مالک وابوداؤدوابن ماجة.

(۴)مسنداحمدبن حنبل(۹/۲۰۶)دارالکتب العلمیة بیروت، رقم الحدیث (۲۴۷۹۳)

،قال عبدالرزاق اظنه قول ابی داؤد.(۱)

وفی کنزالعمال للهندی ایضاً کسرعظم المیت ککسره حیاً.(حم ،د،ہ عن عائشة)(۲)

وفی سنن الدارقطنی: ان عمرة بنت عبدالرحمن حدثته عن عائشة انها سمعت النبی ﷺ یقول:ان کسرعظم المیت میتا مثل کسره حیافی الاثم.(۳)

وفیه ایضاًعن عمرة عن عائشة انها سمعت رسول الله ﷺ یقول:ان کسرعظم المیت میتاًمثل کسره حیاًیعنی فی الاثم.(۴)

وفیه ایضاًعن القاسم عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ کسرعظم المیت ککسره حیاً.(۵)

وفی السنن الکبری للبیهقی :الشافعی انبأنامالک عن هشام بن عروة عن ابیه قال ماحب ان ادفن بالبقیع لان ادفن فی غیره احب الی ،انماهواحدرجلین اماظالم فلااحب ان اکون فی جواره واماصالح فلااحب ان تنبش لی عظامه.

(قال واخبرنی)مالک انه بلغه عن عائشة رضی الله تعالی عنها انها قالت: کسرعظم المیت ککسرعظم الحی.

---

(۱)ایضاً(۹ /۵۲۲)رقم الحدیث (۲۵۴۱۱)وانظر ایضاً(۹)رقم الحدیث ۲۴۷۴۰و(۱۰ /۹)۲۵۷۰۳

(۲) کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال للامام الهندی (۱۵ /۷۶۲)رقم الحدیث (۴۲۹۹۳)اداره تالیفات اشرفیه ملتان، پاکستان

(۳)سنن الدارقطنی (۳ /۱۲۳)کتاب الحدود والدیات وغیرها،المکتبة العلمیة بیروت،رقم الحدیث(۳۳۷۹)

(۴)سنن الدارقطنی (۳ /۱۲۳)کتاب الحدود والدیات وغیرها،المکتبة العلمیة بیروت،رقم الحدیث(۳۳۸۰)

(۵)ایضاًرقم الحدیث(۳۳۸۱)

قال الشافعی: تعنی فی الماْ ثم.قال الشیخ وقدروی ھذاالحدیث موصولامرفوعاًالخ ثم رواہ مرفوعاًباسانیدہ الثلاثة المختلفة.(۱)

وفی بذل المجھول للامام السھارنفوری رحمہ اللّٰہ تعالی : قال الطیبی فیہ اشارة الی انہ لایھان میتاکمالایھان حیا، قال ابن الملک: والی ان ا لمیت یتالم وقال ابن حجر: ومن لازمہ انہ یستلذ بمایستلذبہ الحی ، قال فی الدرجات : روینافی جزء بحدیث ابن منیع عن جابرقال خرجنا مع رسول ﷺ حتی اذا جئنا القبر اذ ھو لم یفرغ فجلس النبی ﷺ علی شفیرالقبروجلسنامعہ فاخرج الحفار عظماً ساقا اوعضدا فذھب لیکسرھا فقال النبی ﷺلاتکسرھا فان کسرک ایاہ میتاًککسرک ایاہ حیاولکن دسہ بجانب القبرفاستفدنامنہ سبب الحدیث انتھی (۲)

وفی انجاح الحاجة :قال ابن عبدالبریستفادمنہ ان المیت یتألم بجمیع مایتألم بہ الحی ومن لازمہ انہ یستلذبمایستلذبہ الحی واللّٰہ اعلم.(۳)

وفی اوجزالمسالک : قولہ (کسرعظم الخ)قال الباجی: یریدان لہ من الحرمة فی حال موتہ مثل مالہ حال حیاتہ،وان کسرعظامہ فی حال موتہ یحرم کمایحرم کسرھاحال حیاتہ.(قولہ قال مالک فی الاثم)......ثم قال الباجی: یرید مالک انھمالایستویان فی القصاص وغیرہ ، وانمایستویان فی الاثم، وقال الزرقانی فی الاتفاق علی حرمة فعل ذلک بہ فی الحیاة والموت لافی القصاص والدیةفمرفوعان عن کاسرعظم المیت اجماعاً،انتھی، وکذاقال فی مشکلہ :

(۱)(۲ / ۵۸) کتاب الجنائز،باب من کرہ ان یحفرلہ قبرغیرہ اذاکان یتوھم بقاء شیء منہ مخافة ان یکسرلہ عظم،مطبوعة ادارة تالیفات اشرفیة ملتان کذلک روی ھذاالحدیث فی جمع الفوائدمن جامع الاصول ومجمع الزوائد(۱ / ۳۷۵) والترغیب والترھیب (۴ /۳۷۵)وفی مصنف عبدالرزاق (۳ / ۴۴۴)وفی فیض القدیر(ص ۵۵۰)وصحیح ابن حبان وغیرھا.

(۲)بذل المجھول فی شرح سنن ابی داؤد للامام خلیل احمد السھارنفوری رحمہ اللّٰہ (۴ / ۲۰۸) مکتبة الشیخ کراتشی،پاکستان

(۳)انجاح الحاجة شرح سنن ابن ماجة(ص ۱۱۲)

وحاصله ان عظم الميت له حرمة مثل حرمة عظم الحى ،لكن لاحيوة فيه فكان كاسره فى انتهاک الحرمة ککاسرعظم الحى ويعدم القصاص والارش لانعدام المعنى الذى يوجبه من الحيوة انتهى.(١)

وقال الشيخ السهارنفورى فى الاوجز بعدنقل حديث ابى داؤدوابن ماجة المذكور: حسنه ابن القطان وقال ابن دقيق العيد:انه على شرط مسلم.(٢)

وفى المرقاة "قوله ککسره حياًيعنى فى الاثم كمافى رواية، قال الطيبى اشارة الى انه لايهان ميتا كمالايهان حيا، قال ابن الملک: والى ان الميت يتألم وقال ابن حجرومن لازمه انه يستلذ بمايستلذبه الحى اه وقداخرج ابن ابى شيبة عن ابن مسعود قال اذى المؤمن فى موته كأذاه فى حياته (رواه مالک وابوداؤد) قال ميرک وسكت عليه (وابن ماجة)قال ميرک ورواه ابن حبان فى صحيحه اه وقال ابن القطان سنده حسن.(٣)

اس حدیث کے بارے چندمباحث:

(۱)حدیث کی اسنادی حیثیت:

یہ صحیح حدیث ہے یاکم ازکم حسن ضرور ہے اوراس کی اسنادی حیثیت کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اسے موطا امام مالک جیسی مستندکتاب میں نقل کیاگیاہے اوراس کے علاوہ کئی محدثین نے اس کی تخریج کی ہے جس کی تفصیل آپ ملاحظہ کرچکے ہیں ،اکیلے

(١)اوجزالمسالک شرح موطاالامام مالک (٢٨٨/٤)اداره تاليفات اشرفيه ملتان.

(٢)ايضاً(٢٨٨/٤)

(٣)مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح للملاعلى القارى (٧٩/٤)مكتبه امداديه ملتان

امام بیہقیؒ نے اسے موقوف نقل کرنے کے بعد تین مختلف اسناد کے ساتھ مرفوع نقل کیا ہے، نیز اوجز المسالک میں نقل کیا ہے کہ ابن القطانؒ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور ابن دقیق العیدؒ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث امام مسلمؒ کی شرط پر پوری اترتی ہے نیز امام ابوداؤدؒ نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ امام ابوداؤد کا کسی حدیث پر سکوت اختیار کرنا اس کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔

(۲) حدیث کا سبب ورود:

بذل المجہود، فتح الودود اور درجات الصعود وغیرہ میں اس حدیث کا سبب ورود یہ لکھا ہے کہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبرستان گئے ،پس جب قبر پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ قبر ابھی تک تیار نہیں ہوئی ،اس لئے نبی علیہ السلام قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے ،اتنے میں قبر کھودنے والے نے ایک ہڈی نکالی، پنڈلی تھی یا بازو، پھر وہ اسے لے جا کر توڑنے لگا تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسے توڑو مت! کیونکہ تمہارا اسے توڑنا ایسے ہے کہ جیسے تمہارا اس کو زندہ ہونے کی حالت میں توڑنا، اس لئے اس کو قبر کے ایک جانب دفن کردو۔

(۳) تشبیہ اور مشبہ بہ کی وضاحت:

اس حدیث میں مردہ کی ہڈی توڑنے کو زندہ کی ہڈی توڑنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ،یہ تشبیہ کس چیز میں ہے؟ اس کی وضاحت خود ام سلمہؓ کی مرفوع حدیث میں آچکی ہے یعنی'' فی الاثم '' مطلب یہ کہ یہ تشبیہ گناہ میں ہے ،یعنی میت کی ہڈی توڑنا اور زندہ انسان کی ہڈی توڑنا دونوں فعل گناہ میں برابر ہیں، اور جن مرفوع روایات میں وجہ تشبیہ موجود نہیں ہے ،وہاں بھی محدثین مثلاً امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ نے یہی وجہ تشبیہ مراد لی ہے۔قال مالک تعنی فی الاثم قال الشافعی تعنی فی المأثم۔ چونکہ تشبیہ

گناہ میں ہے لہذا اگر کسی نے مردہ انسان کی ہڈی توڑ دی تو شرعاً اس پر قصاص یا دیت واجب نہیں ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قصاص اور دیت اس وقت واجب ہوتی ہے جب کسی باحیات شخص پر کوئی جنایت کی جائے۔

(۴) محدثین وشراح حدیث کا استنباط:

تمام محدثین اور شراح حدیث نے اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ میت کی ہڈی توڑنا حرام اور ناجائز ہے اور اس سے میت کو ایسے ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے ایک زندہ شخص کو ہڈی توڑنے سے ہوتی ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں:

☆ علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جس طرح زندہ انسان کی تذلیل وتوہین جائز نہیں، اسی طرح میت کی توہین وتذلیل بھی جائز نہیں ہے۔

☆ ابن الملکؒ فرماتے ہیں کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح زندہ انسان کو قطع وبرید سے تکلیف ہوتی ہے، اسی طرح میت کو بھی ہوتی ہے۔

☆ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جس چیز سے زندہ لذت اندوز ہوتا ہے، اس سے مردہ بھی لذت اندوز ہوتا ہے۔

☆ ابن ماجہ کی شرح ''انجاح الحاجہ'' میں نقل کیا ہے علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو ان تمام چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے، اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ جس چیز سے زندہ لذت اندوز ہوتا ہے، اس سے مردہ بھی لذت اندوز ہوتا ہے۔

☆ علامہ باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ میت کو حالت موت میں بھی وہ احترام حاصل ہے جو اسے زندہ ہونے کی حالت میں حاصل ہوتا ہے اور موت کی حالت میں میت کی ہڈی توڑنا اس طرح حرام ہے جس طرح زندہ ہونے کی حالت میں اس کی ہڈی توڑنا حرام تھا۔

☆امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے میت کی ہڈی کو وہی احترام حاصل ہے جو زندہ شخص کی ہڈی کو حاصل ہے،اس لئے مردہ کی ہڈی توڑنے والا اور زندہ کی ہڈی توڑنے والا دونوں عزت پامال کرنے میں برابر ہیں ،فرق اتنا ہے کہ مردہ میں حیات نہیں اور زندہ میں حیات ہے،اس لئے زندہ کی ہڈی توڑنے والے پر قصاص اور دیت ہے اور مردہ کی ہڈی توڑنے والے پر دیت اور قصاص نہیں ہے۔

☆اس حدیث میں مردہ اور زندہ انسان کی ہڈیوں کو توڑنے سے منع کیا گیا ہے ،اور عقلی طور پر اس کی کل پانچ صورتیں بنتی ہیں:

(۱) ایک آدمی کسی دوسرے زندہ آدمی کی ہڈی توڑے۔

(۲)ایک آدمی کسی مردہ شخص کی ہڈی توڑے۔

(۳) کوئی آدمی خود اپنی زندگی میں اپنی ہڈی توڑے۔

(۴) کوئی آدمی اپنی زندگی میں بقائی ہوش وحواس اپنے مرنے کے بعد اپنی ہڈی توڑنے کی اجازت دیدے۔

(۵) کوئی آدمی اپنی زندگی میں بقائی ہوش وحواس اپنے مرنے کے بعد اپنی ہڈی توڑنے کی وصیت کر جائے۔

مذکورہ حدیث عام ہے اور اس کی رو سے یہ ساری صورتیں ناجائز اور حرام ہیں، پہلی دو صورتوں کی حرمت وممانعت کے بارے یہ حدیث نص صریح ہے، پھر اس حدیث میں دوسری صورت کو پہلی صورت سے تشبیہ دی گئی ہے ،جس سے معلوم ہوا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنا بنسبت مردہ انسان کی ہڈی توڑنے کے زیادہ برا کام ہے اور اصل حرمت اسی کی ہے،اور وجہ بھی اس کی ظاہر ہے کہ زندہ میں حیات ہوتی ہے اور اس کو تکلیف ہوتی ہے جبکہ مردہ میں ایسا نہیں ہے،اور آخری صورتوں کی حرمت وممانعت اس حدیث کی دلالۃ النص سے ثابت ہوتی ہے۔

☆یہ حدیث میت کی ہڈی توڑنے کی ممانعت اور حرمت میں نص ہے اور جب میت کی ہڈی توڑنا ممنوع ہے تو اس سے بطریق اولی یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) میت کو جلانا، پھینکنا یا اس کے علاوہ کسی اور طریقہ سے اسے ضائع اور تلف کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

(۲) اس کی کسی بھی طریقہ سے توہین و بے حرمتی کرنا جائز نہیں ہے بلکہ حرام اور سخت گناہ ہے۔

☆ بعض روایات میں لفظ 'المیت' کی بجائے" المؤمن "یا" المسلم" کا لفظ بھی آیا ہے، جس کا ظاہری مطلب یہ کہ ہے کہ مسلمان اور مومن کی لاش سے ہڈی توڑنا گناہ ہے، غیر مسلم اور کافر کی ہڈی توڑنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن اس کے بارے آگے تفصیل آرہی ہے کہ یہ الفاظ صحیح اور مشہور روایات میں موجود نہیں ہیں، اور اگر موجود بھی ہوں تو اس میں مومن اور مسلم کی قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں، اس لئے کافر میت کی ہڈی توڑنا بھی جائز نہیں ہے۔

فقہاء کرامؒ کی تصریح

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ مردہ بھی زندہ انسان کی طرح قابل احترام ہے اور اس کی قطع و برید کرنا جائز نہیں، یہ اس کی توہین و تذلیل ہے، اور ثبوت کے طور پر مذکورہ حدیث اور بعض نے مذکورہ آیت کو پیش کیا ہے۔

فی شرح السیر الکبیر: والآدمی محترم بعدموته علی ماکان علیه فی حیاته فکما لایجوزالتداوی بشیء من الآدمی اکراما له فکذا لایجوز التداوی بعظم المیت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کسرعظم المیت ککسر عظم الحی.(۱)

ترجمہ: آدمی جیسے اپنی زندگی میں قابل احترام ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی قابل احترام ہے، اس لئے جیسے اکرام واحترام کے پیش نظر زندہ آدمی کے کسی عضو کو بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں، اسی طرح میت کی ہڈی کو بھی بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں، آپ

(۱) شرح السیر الکبیر (۱/ ۸۸ و ۸۹)

علیہ السلام نے ارشادفرمایا ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسے ہے جیسے کہ زندہ انسانی کی ہڈی توڑنا۔

الحدیث الثانی:

طبرانی اور مجمع الزوائد میں حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا "اے قبر والے !قبر کے اوپر سے اتر جاؤ، تم قبر والے مدفون کو تکلیف نہ دو وہ تمہیں تکلیف نہیں دے گا۔

اس طرح کی اور بہت سی احادیث واردہوئی ہیں حتی کہ بعض صحیح احادیث میں قبروں پر بیٹھنے پر سخت قسم کی وعیدیں آئی ہیں ،اور بعض میں مقبرہ میں جوتوں سمیت چلنے سے بھی منع کیا گا ہے۔

في سنن ابی داؤد،عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺلان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ حتی تخلص الی جلدہ خیرلہ من ان یجلس علی قبر.(۱)

ترجمہ:ابوداؤدمیں ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا:تم میں سے کوئی ایک انگارے پر بیٹھ جائے اوروہ اس کوجلاکراس کی کھال تک پہنچ جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قبر پر بیٹھے۔

وفی سنن ابی داؤد ایضاً: عن واثلۃ بن الاسقع یقول سمعت ابامرثد الغنوی یقول قال رسول اللہ ﷺلاتجلسواعلی القبورولاتصلوا الیھا.(۲)

ترجمہ:ابوداؤدمیں ہی حضرت مرثد غنویؓ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ قبروں پرنہ بیٹھواورنہ ان کی طرف نماز پڑھو۔

---

(۱)السنن للامام ابی داؤد(۲ /۱۰۶)کتاب الجنائز،باب فی کراھیۃ القعودعلی القبر

(۲)ایضاً(۲ /۱۰۶)کتاب الجنائز،باب فی کراھیۃ القعودعلی القبر

الحدیث الثالث :

فی مصنف ابن ابی شیبة ،عن عبداللہ بن مسعودقال : اذی المؤمن فی موته کأذاه فی حیاته .(١)

ترجمہ:عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مومن کومرنے کے بعد تکلیف واذیت دینا ایسا ہے جیسا کہ اسے اس کی زندگی میں تکلیف اوراذیت دینا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ میت کوبھی ایذاء اورتکلیف پہنچانا اسی طرح منع اورحرام ہے جس طرح کہ زندہ شخص کواذیت اوردکھ دینا ممنوع اورحرام ہے۔

تیسری دلیل:

پوسٹ مارٹم مثلہ (mutilation)کے مشابہ ہے اورمثلہ بالاتفاق حرام اورناجائز ہے، اسلئے پوسٹ مارٹم بھی ناجائز ہے۔

مثلہ کی حقیقت:

مثلہ(mutilation) کہتے ہیں :التشویه بقطع الاعضاء للحی والمیت(٢)

یعنی زندہ اورمردہ شخص کے اعضاء کاٹ کربدشکل بنادینا،چہرہ بگاڑدینا۔

النهاية فی غريب الحديث والاثرمیں مثلہ کی تعریف یوں کی ہے:مثلت بالقتیل اذاجدعت انفه واذنه ومذاکیره اوشیئاًمن اطرافه(٣)

---

(١) مصنف ابن ابی شیبة(٣ /٢۴۵) کتاب الجنائز،باب ماقالوافی سب الموتی وماکره فی ذلک ،المکتبة الامدادية، ملتان

(٢)معجم لغة الفقهاء،المادة میم(ص ۴٠۴) ادارة القرآن کراتشی

(٣)النهاية فی غريب الحديث والاثر(١ /٦٣٢)

یعنی آپ جب کسی کے ناک ،کان مذاکیراوراس کے اطراف واکناف سے کچھ بھی کاٹ دیں تواس وقت عربی میں مثلت بالقتیل کہاجاتا ہے یعنی میں نے قتیل کا مثلہ کردیا۔

علامہ زمخشری ''الفائق فی غریب الحدیث'' میں لکھتے ہیں:مثلت بالرجل امثل به مثلاًاذاسودت وجهه اوقطعت انفه وماشبه ذلک (۱) یعنی جب آپ کسی آدمی کا چہرہ بگاڑدیں یااس کی ناک کاٹ دیں یااس جیساکوئی فعل کردیں تویہ مثلہ ہے، اس موقعہ پرکہاجاتا ہے:مثلت بالرجل۔

علامہ خطابیؒ معالم السنن میں فرماتے ہیں:المثلة تعذیب المقتول بقطع الاعضاء(۲).

یعنی مقتول کواس کے اعضاء کاٹ کرعذاب دینے کانام مثلہ ہے۔

فی صحیح البخاری،قال قتادة: بلغناان النبی صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم بعد ذلک (وقعة عکل وعرینة) کان یحث علی الصدقة، وینهی عن المثلة (۳)

وفی الصحیح للامام البخاری ،عن عدی بن ثابت سمعت عبداللّٰه بن یزیدعن النبی ﷺانه نهی عن النهبة والمثلة .(۴)

وفی صحیح المسلم عن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال کان رسول اللّٰهﷺاذاامر امیراعلیٰ جیش اوسریة اوصاه فی خاصته بتقوی اللّٰه عزوجل ومن معه من المسلمین خیراثم قال اغزواباسم اللّٰه فی سبیل اللّٰه قاتلوامن کفرباللّٰه اغزوافلا تغلواولاتغدرواولاتمثلواولاتقتلواولیداالحدیث.(۵)

وفی سنن ابی داؤد ،عن الهیاج بن عمران ان عمران ابق له غلام

---

(۱)الفائق فی غریب الحدیث (۳/ ۲۲۵)

(۲)عون المعبودشرح سنن ابی داؤد(۳ / ۲)

(۳)صحیح البخاری(۲ / ۶۰۲)کتاب المغازی ،باب قصة عکل وعرینة

(۴)ایضاً(۲ / ۸۲۹)کتاب الصیدوالذبائح والتسمیة ،باب مایکره من المثلة والمصبورة والمجثمة

(۵)صحیح المسلم(۲ / ۸۲)کتاب الجهادوالسیر ،باب تأمیرالامام المراء علی البعوث الخ

فجعل لله عليه لئن قدرعليه ليقطعن يده فارسلني لأسل له فأتيت سمرة بن جندب فسألته فقال كان رسول الله ﷺ يحثناعلى الصدقة وينهاناعن المثلة فأتيت عمران بن حصين فسألته فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحثناعلى الصدقة وينهاناعن المثلة.(١)

في عمدة القارى للعلامة العينى رحمه الله قوله (قال قتادة) هوموصول بالاسنادالمذكورقلت هذاالبلاغ هوالذى بلغه بروايته من حديث سمرة بن جندب اخرجه ابوداؤدمن طريق معاذ بن هشام عن ابيه عن قتادة عن الحسن عن هياج بن عمران عن سمرة ،كان النبى صلى الله عليه و سلم يحثناعلى الصدقة وينهاناعن المثلة والمثلة بضم الميم الاسم ،يقال : مثلت بالحيوان امثل به مثلاً اذاقطعت اطرافه وشوهت به ،ومثلت بالقتيل اذ ا جدعت انفه اواذنه اومذاكيره اوشيئاًمن اطرافه ، وامامثل بالتشديدفهوللمبالغة (٢)

قال الامام النووى رحمه اللّٰه تعالى في شرح الصحيح للمسلم: وفى هذه الكلمات من الحديث فوائدمجمع عليهاوهى تحريم الغدروتحريم الغلول وتحريم قتل الصبيان اذالم يقاتلوا وكراهة المثلة الخ(٣)

وفى الدرالمختار: ونهيناعن غدروغلول وعن مثلة بعد الظفر بهم (٤)

وفى الشامية: ومثلة بضم الميم اسم مصدرمثل به من باب نصراى قطع اطرافه وشوه به كذافى جامع اللغة ح.

وفى المغنى مع الشرح الكبير، فان لم يجدالمضطرشيئاًلم يبح له اكل بعض اعضائه وان لم يجدالاآدميامحقون الدم لم يبح له قتله اجماعاًولااتلاف عضومنه مسلماكان اوكافرالانه مثلة فلايجوز ان يبقى نفسه باتلافه وهذا لاخلاف فيه وان وجد معصومامیتاًلم يبح اكله .(٥)

---

(١)سنن ابى داؤد(٢ /١٣) كتاب الجهاد،باب فى النهى عن المثلة

(٢)عمده القارى شرح صحيح البخارى للعلامة العينى (١٢ /٢٠٦)دارالحديث ملتان

(٣)النووى شرح الصحيح لمسلم (٢ /٨٢)(٤)الدرالمختار(٤ /١٣٠)ايچ ايم سعيد كمپنى كراتشى

(٥) المغنى مع الشرح الكبيرلابن قدامة رحمه اللّٰه تعالىٰ(٩ /٧٩)دارالكتاب العربى للنشروالتوزيع

چوتھی دلیل:

پوسٹ مارٹم کی صورت میں زندہ مسلمان اپنے کئی فرائض سے سبکدوش نہیں ہوسکتے،اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر مسلمان میت کو غسل دینا،کفن پہنانا،اس کی جنازہ پڑھنا اور پھر اسے دفنانا شرعاً تمام اہل اسلام کے ذمہ فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے اور پوسٹ مارٹم کی صورت میں مردہ جسم کو محفوظ رکھنے کے ساتھ احکام بالا کی تعمیل ممکن نہیں ہے۔

فی الدر المختار ولذاقال لو وجد میت فی الماء فلابدمن غسله ثلاثا لانا امرنا بالغسل فیحرکه فی الماء بنیة الغسل ثلاثا الخ(۱)

وفیه ایضاً: والصلوة علیه فرض کفایة بالاجماع....کدفنه وغسله وتجهیزه فانهافرض کفایة اھ(۲)

پانچویں دلیل:

پوسٹ مارٹم کی صورت میں میت اپنے حقوق سے محروم رہتی ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ میت کے زندہ لوگوں پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں،احادیث کی روشنی میں میت کا مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ اسے غسل دیں،کفنائیں،نماز جنازہ پڑھیں،اس کے جنازہ کے ساتھ قبرستان جائیں اور اسے دفنائیں۔چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱)فی المشکوة،عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادة المریض واتباع الجنائزواجابة الدعوة وتشمیت العاطس متفق علیه. (۳)

ترجمہ:ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان

---

(۲)الدرالمختار(۲ / ۲۰۰)

(۲)ایضاً(۲ / ۲۰۷)

(۳)مشکوة المصابیح کتاب الجنائز،باب عیادة المریض(۳ / ۱۳۳)

پر پانچ حقوق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ چلنا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینکنے والے کو جواب دینا۔

(۲) وفیھاایضاً وعنه قال قال رسول الله ﷺ حق المسلم علی المسلم ست قیل ماھن یارسول الله قال۔ اذالقیته فسلم علیه واذادعاک فاجبه واذااستنصحک فانصح له واذاعطس فحمد الله فشمته واذامرض فعده واذامات فاتبعه رواہ مسلم. (۱)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں تو کہا گیا اے اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب اس سے تمھاری ملاقات ہو تو اس پر سلام بھیجو اور جب وہ آپ کو دعوت دے تو اسے قبول کرو اور جب وہ تم سے خیر طلب کرے تو اس کے ساتھ خیر اور بھلائی والا معاملہ کرو اور جب اسے چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد کرے تو اسے جواب دو اور جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب اس کا انتقال ہو تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔

(۳) وفیھاایضاً عن البراء بن عازبؓ قال امرنارسول الله ﷺ بسبع ونھاناعن سبع امرنابعیادة المریض واتباع الجنازة وتشمیت العاطس ورد السلام واجابة الداعی وابرارالمقسم ونصرالمظلوم الحدیث. (۲)

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا، ہمیں بیمار کی بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتھ چلنے اور چھینکنے والے کو جواب دینے اور سلام کا جواب دینے اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنے اور قسم اٹھانے والے کی قسم پوری کرنے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم دیا الحدیث

اگر پوسٹ مارٹم کی اجازت دیدی جائے تو میت اپنے مذکورہ حقوق سے محروم ہو جائے گی۔

---

(۱) المشکوۃ کتاب الجنائز (۱ / ۱۳۳)

(۲) ایضاً

چھٹی دلیل:

پوسٹ مارٹم میں میت کو ننگا کرنا لازم آتا ہے اور اس کا ستر دیکھنا پڑتا ہے، جب کہ شریعت کی رو سے جیسے زندہ انسان کو ننگا کرنا یا اس کے ستر پر نظر ڈالنا جائز نہیں ہے، اسی طرح میت کے ستر پر بھی نظر ڈالنا جائز نہیں ہے۔فقہاءؒ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ جہاں میت کو غسل دینا ہو وہ جگہ بھی ساتر ہونا چاہئے ،لوگوں کی نظر میت پر بھی نہ پڑنی چاہئے۔

فی الدرالمختار: وینظرالرجل من الرجل سوی مابین سرته الی ماتحت رکبته فالرکب عورةالخ(۱)

وفی مراقی الفلاح: ثم بعدسترعورته بادخال الساترمن تحت الثیاب جردعن ثیابه ....وتغتسل عورته بخرقةملفوفة تحت الساتراومن فوقه ان لم توجدخرقة.

وفی الطحطاوی :ویستحب ان یستر الموضع الذی یغسل فیه المیت فلایراه الاالغاسل ومن معه....(قوله وتغسل عورته بخرقة ملفوفة)تحرزاعن مسهالانه حرام کالنظر کذافی البحر.(۲)

ساتویں دلیل:

پوسٹ مارٹم سے قانونِ فطرت کی خلاف ورزی اورحدود خداوندی کی شکست وریخت لازم آتی ہے،اس کی کچھ تفصیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے دنیا میں دوانواع کو پیدا فرمایا ہے۔ (۱)انسان (۲) انسان کے علاوہ تمام اشیاء ۔اللہ تعالی نے اپنے فطری قانون کے تحت یہ حدبندی کی ہے کہ انسان کو مخدوم اور دیگر اشیاء کو اس کا خادم بنایا ہے،اللہ تبارک وتعالی نے انسان اوردنیا کی باقی تمام اشیاء مثلاً معدنیات،نباتات اورحیوانات کے

(۱)الدرالمختار(۶ /۳۶۴)

(۲)مراقی الفلاح مع الطحطاوی (۳۴۲)

مقاصد تخلیق میں بنیادی طور پر فرق رکھا ہے کہ پورے عالم میں پھیلی ہوئی اجناس متعددہ کی ان گنت اشیاء کو اسلئے وجود میں لایا گیا تا کہ مختلف انسانی حاجات کی براری اور زندگی کے گونا گوں تقاضوں کی تکمیل ہو سکے۔لوہا، پیتل، چاندی ،سونا اور تمام معدنیات اناج ،غلے ،سبزیاں اور دیگر نباتات،اسی طرح حیوانات،ان سب اشیاء کو انسان کے تصرف میں دیا گیا ہے، انسان مختلف طریقوں سے اپنی زندگی کو باضابطہ آسودہ اور محفوظ بنانے کیلئے ان اشیاء کو استعمال میں لاتا ہے، کوئی چیز پس کر کام آتی ہے، کوئی کٹ کر،کسی کو گرم کر کے کارآمد بنایا جاتا ہے،کسی کو ٹھنڈا کر کے،کسی چیز کو چیر پھاڑ کر کام میں لایا جاتا ہے،تو کسی کو پرو کر،کہیں تحلیل ہوتی ہے ،کہیں ترکیب وتجزیہ ہوتا ہے ،کہیں تنفید،الغرض ان اشیاء کو انسان کے استعمال ہی کی غرض سے پیدا کیا گیا ہے ،اوران کی حیثیت محض سامان زندگی اور متاع انسانی ہونے کی ہے ۔پس ان میں سب تصرفات درست ہیں ،بخلاف انسان کے کہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سامان اور متاع کی حیثیت میں پیدا نہیں کیا کہ ضروریات زندگی میں اسے بھی چیر پھاڑ کر یا کوٹ چھان کر یا گلا پگھلا کر گایا اور استعمال کیا جاسکے بلکہ انسان کو صاحب متاع اور فطرتی طور پر ان اشیاء میں تصرف کنندہ بنایا ہے ،اسی بنیادی فرق کی وجہ سے اسے تکریم خداوندی کا مورد ٹھہرایا گیا ہے اور کچھ ایسے ہی فطرتی تفوق اور فضائل کی بناء پر تکریم سے بڑھ کر خلافتِ خداوندی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا ہے پس انسان کی اس متصرفانہ حیثیت اور دیگر اشیاء کی اس خادمانہ حیثیت اور متاعی پوزیشن کو برقرار رکھنا صریح تقاضائے فطرت اور عین منشاء خداوندی کے مطابق ہے ،جب بھی ان میں سے کسی ایک نوع کو اس کے فطرتی مقام سے پست وبالا کیا جائے گا تو قانون فطرت کی خلاف ورزی اور حدود خداوندی کی شکست وریخت لازم آئے گی ۔اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسانی جسم پر عمل جراحی (پوسٹ مارٹم) کی مشق اسے دائرہ انسانیت سے نکال کر متاع وجمادات کی نوع میں داخل کر دیتی ہے ،پھر کسی انسان یا کسی خاص طبقہ انسانی کو یہ کیسے حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی فنی تکمیل کیلئے کسی دوسرے انسان یا اس کے کسی عضو کو تختہ مشق بنائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو ایک لوہار لوہے کے ساتھ یا ایک بڑھئی لکڑی کے ساتھ یا ایک درزی کپڑے کے ساتھ اور ایک قصاب گوشت کے ساتھ کرتا ہے،آخر خدائی

حدود کی شکست وریخت کو کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

قال اللّٰہ تعالی: ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا(۱)

وقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی موضع آخر: وسخرلکم مافی السمٰوات ومافی الارض جمیعا(۲)

وقال تعالیٰ: ولقد کرمنا بنی آدم وحملناھم فی البر والبحر ورزقناھم من الطیّبات(۳)

وقال تعالیٰ: واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة الآیة.(۴)

آٹھویں دلیل:

لاوارث لاشوں پر عمل جراحی اور ان کا پوسٹ مارٹم کرنا قساوۃ قلب اور بے رحمی کی نشانی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ معاشرہ کا فرض ہے کہ لاوارث لاشوں کا اسی طرح احترام کرے جیسے وہ دوسروں سے اپنی لاش اور میت کے احترام کی امید اور توقع رکھتا ہے نیز جیسے اپنے اعزہ اقرباء اور رشتہ داروں کی لاشوں کا اکرام اور احترام ضروری ہے اسی طرح اخوت اسلامی کی بنیاد پر لاوارث کی لاش کا اکرام اور احترام بھی ضروری ہے، معاشرہ کی ناانصافی اور ظلم ملاحظہ کیجئے کہ ہر شخص اپنی لاش کے بارے دوسروں سے احترام وادب کی امید رکھتا ہے اور ہر شخص اپنے اقرباء اور رشتہ داروں کی لاشوں کا انتہائی خیال کرتا ہے لیکن لاوارث نعشوں کو فنی تکمیل کی بھینٹ چڑھاتا ہے، یہ عمل انسانی ہمدردی، غرباء پروری اور رحم دلی کے برعکس سخت دلی، سنگ دلی، قساوت قلبی اور شدید معاشرتی بے رحمی ہے۔

نویں دلیل:

شریعت مقدسہ کا مسلمہ اصول ہے کہ مومن اپنے لئے وہی پسند کرے جو وہ

---

(۱)سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ ۲۹ (۲)سورۃ الجاثیۃ رقم الآیۃ ۱۳
(۳)سورۃ الاسراء رقم الآیۃ ۷۰ (۴)سورۃ البقرۃ رقم الآیۃ ۳۰

دوسروں کیلئے پسند کرتا ہے اور جو اپنے لئے پسند نہیں کرتا، اسے دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کرے، احادیث مبارکہ میں اسے ایمان کا معیار ٹھہرایا گیا ہے۔

فی المشکوة ، عن انس رضی اللّٰہ تعالی عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ ،متفق علیہ.(۱)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہی معاملہ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

کوئی بھی سلیم الفطرت انسان اپنے ساتھ یا کسی عزیز اور رشتہ دار کی لاش کے ساتھ پوسٹ مارٹم کے عمل کو پسند نہیں کرتا بلکہ ناپسند کرتا ہے، ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ دوسرے بھائیوں کی لاش پر بھی اسے پسند نہ کیا جائے، آخر لاوارث لاش اور غرباء وفقراء کی میتوں کے لئے اسے کیوں پسند کیا جاتا ہے؟

دسویں دلیل :

سرکاری افسران ،حکومتی ارکان ،میڈیکل تعلیم کے اساتذہ اور طلبہ اپنی یا اپنے کسی عزیز کی لاش اس مقصد کے لئے دینے پر تیار نہیں ہیں تو دوسروں کی لاشوں پر اس عمل کا نہ شرعاً جواز بنتا ہے اور نہ اخلاقاً۔

گیارویں دلیل:

آج کل پوسٹ مارٹم کا عمل عموماً لاوارث لاشوں پر کیا جاتا ہے اور ان کی لاوارثی کو بنیاد بنایا جاتا ہے حالانکہ شرعا کوئی لاش بھی لاوارث نہیں ہوتی ۔اگر کسی کا والد بیٹا یا کوئی

---

(۱)مشکوۃ المصابیح (۲ /۴۲۲) کتاب الأداب ،باب الشفقة والرحمة علی الخلق

دیگر رشتہ دار موجود نہ ہو تو شریعت کی رو سے حکومت وقت یا عامة المسلمین اس کا ولی اور وارث ہے، اس پر لازم ہے کہ اس کی تجہیز و تکفین غسل اور دفن کا انتظام کرے، یہ اس کا فرض ہے۔

بارویں دلیل:

اگر پوسٹ مارٹم کی اجازت دیدی جائے تو یہ طے ہے کہ فی الوقت تعلیمی اداروں میں لاشوں کی انتہائی کمی ہے اور کوئی سلیم الفطرت انسان اپنے عزیز کی لاش دینے کو تیار نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں لازماً جرائم پیشہ لوگ انسانوں، مسافروں اور غرباء و مساکین کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو منڈیوں میں فروخت کرنے کا نفع بخش کاروبار اور فائدہ مند تجارت شروع کر دیں گے، انسانی درندوں کا یہ کاروبار ترقی ہی کرے گا، ان پر کوئی پابندی لگانے والا نہ ہوگا، حکومتیں پہلے سے ہی اس پروپیگنڈہ کا شکار ہو چکی ہیں کہ خاندانی منصوبہ بندی اختیار کی جائے اور آبادی کو جتنا ہو سکے کم کیا جائے، چونکہ یہ کاروبار حکومتوں کے لئے معاون ثابت ہوگا، اس لئے اس پر کوئی پابندی لگانے والا بھی نہ ہوگا۔

پوسٹ مارٹم اور چند مزید قبائح

پوسٹ مارٹم اور رشوت خوری

اس وقت پوسٹ مارٹم رشوت خوری کا ایک بڑا ذریعہ ہے، مقدمہ کے سلسلے میں میت کا جب پوسٹ مارٹم کرنا ہو تو فریقین کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ پوسٹ مارٹم کا نتیجہ ان کے حق میں ہو، اس مقصد کے لئے سازباز ی کی جاتی ہے، پولیس، ڈاکٹرز اور مجسٹریٹ تک سب خوب رشوت لیتے ہیں اور رشوت دینے والے کے حق میں من مانے فیصلہ لکھتے ہیں، اور بے گناہ کو گناہگار اور گناہگار کو بے گناہ ثابت کرتے ہیں۔

اصولِ اسلامی کی تنسیخ

شریعت مقدسہ ومطہرہ نے کسی بھی جرم وجنایت کے ثبوت کے لئے ''شہادت'' کو معیار قرار دیا ہے، جبکہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے شیطانی عمل نے اسلامی اصول ''شہادت'' کو منسوخ اور غیر مؤثر کردیا ہے، مغربی اور سامراجی تہذیب اسلامی اصول کی عین ضد اور اصول فطرت کے بالکل خلاف ہے، ایک شخص فائر کرکے بے گناہ کی جان لیتا ہے، اس کا خون بہہ رہا ہے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں، گواہ موجود ہیں اور قاتل بھی پکڑا جاچکا ہے اور بسا اوقات وہ اقرار بھی کرلیتا ہے لیکن پھر بھی پوسٹ مارٹم ضروری ہے، اور پوسٹ مارٹم نے ثابت کیا کرنا ہے؟ پوسٹ مارٹم میں لکھا جاتا ہے کہ فائر سے ذرا پہلے، مرنے والا سخت خوف زدہ ہوگیا تھا، شدت احساس سے اسے ہارٹ اٹیک ہوگیا اور ہارٹ اٹیک سے موت واقع ہوگی، لہذا فائر بعد میں ہوا اور گولی چلانے والا بے قصور ہے اور اسے باعزت بری کردیا جاتا ہے۔

گویا کہ پوسٹ مارٹم مغرب زدہ طبقہ کے ہاں حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

اعمال صالحہ سے پہلوتہی

ہمارے مغرب زدہ مسلمان مغربی معاشرہ اوران کے گمراہ کن پروپیگنڈہ سے بڑے متاثر ہیں،ضعیف الایمان مسلمانوں کے خیال میں یہ ایک نیکی اور بہتر کام ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں اس بات کی اجازت دیدے یا وصیت کرجائے کہ میرے مرنے کے بعدمیری میت میڈیکل طلبہ کے حوالے کردی جائے اوروہ اس کا پوسٹ مارٹم کر کے میڈیکل تحقیقات میں ترقی کریں اور ملک وملت کواس سے فائدہ ہو،اس مزعومہ عمل صالح کے پیش نظر وہ دوسرے حقیقی نیک اعمال نماز،روزہ،زکوۃ،حج وغیرہ سے گریزاں رہتے ہیں لیکن اس جہل مرکب کا کیا کیا جائے کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ امانت میں خیانت اورثواب کی بجائے عقاب ہے،کیونکہ انسان اپنے جسم وبدن کا مالک ہی نہیں ہے،یہ اللہ تعالی کی بندے کے پاس امانت ہے،بندہ اپنے جسم وبدن سے کام تو لے سکتا ہے لیکن اسے کسی کے حوالے نہیں کرسکتا،نہ بیچ سکتا ہے اور نہ مفت میں دے سکتا ہے۔

ہر کس کہ نہ داند ونہ داند کہ نہ داند
ابدالآباد در جہل مرکب بماند

جرائم پر پردہ ڈالنے کا ذریعہ

اس وقت نہ صرف یہ کہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جرائم کی روک تھام نہیں ہوسکتی بلکہ یہ جرائم پر پردہ ڈالنے کا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے،چنانچہ آئے دن اخبارات میں اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ جرم کے ارتکاب پر مجرم پکڑلیا جاتا ہے اوروہ جرم کا اقرار بھی کرلیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے اورکوئی بہانہ نکال کرمجرم کوبری کردیا جاتا ہے۔

مستند مفتیانِ حق کے فتاویٰ

ذیل میں مستند مفتیان کرام کے چیدہ چیدہ فتاوی ملاحظہ ہوں۔

حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کا فتوی

کفایۃ المفتی جدید میں ہے:

میت کے احترام کا حکم، عورت میت کے پردہ کے احکام۔
طبی معائنہ کی شرعی حیثیت۔
غیر محرم کا عورت کی میت کا معائنہ کرنا۔

سوال: (۱) موت واقع ہوجانے کے بعد میت کے احترام کے متعلق کیا حکم ہے؟
(۲) مسلمان عورت کی میت کے احترام اور پردے کے احکام کیا ہیں؟
(۳) لاش کا طبی معائنہ (جس میں لاش کو چیر پھاڑ کر اندرونی حصہ دیکھتے ہیں) کس حکم شریعت کے ماتحت آتا ہے؟
(۴) کیا نامحرم مرد کے ہاتھوں میں عورت کی برہنہ میت کا جانا، بطریق مذکور اس کا معائنہ جائز ہے؟

جواب: (۱) مسلمان میت کی نعش کا احترام مثل زندہ کے احترام کے بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی زیادہ لازم ہے (مثلاً جنازہ سے آگے چلنا اور قبرستان میں چارپائی کو رکھنے سے پہلے بیٹھنا وغیرہ میت کے احترام کی وجہ سے منع ہے)۔
(۲) مسلمان میت اگر عورت ہو تو اس کے پردے اور ستر کے احکام زندگی کے احکام سے بھی زیادہ سخت ہوجاتے ہیں، یعنی اس کا شوہر بھی اس کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدرالمختارشرح تنویرالابصار،باب الجنائز،ویمنع زوجهامن غسلهاومسها.(۱)

(۳)طبی معاینہ (پوسٹ مارٹم) کی بہت سی صورتیں شرعی ضرورت کے بغیر واقع ہوتی ہیں جو نا جائز ہیں اوراگرکوئی خاص صورت شرعی ضرورت کے ماتحت جائز بھی ہوتا ہم اس میں شرعی احکام متعلقہ ستر واحترام میت کا التزام ضروری ہوگا، اس میں شبہ نہیں کہ میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک کوئی ایسی قوی وجہ نہ ہوکہ اس کے سامنے اس بے حرمتی کونظر انداز کیاجاسکے چیر پھاڑ جائز ومباح نہیں ہو سکتی۔

فی فتح القدیر:وفی التجنیس من علامة النوازل امرأة حامل ماتت ،واضطرب فی بطنهاشیء وکان رأیهم انه ولدحی شق بطنها.(۲)

(۴)عورت کی برہنہ میت غیرمحرم مرد کے ہاتھوں میں جاناتودرکناراس کی نظرکے نیچے بھی نہیں جاسکتی۔

قال اللّٰه تعالی : یاایهاالنبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن.(۳)

وقال اللّٰه تعالی: وقل للمؤمنین یغضوامن ابصارهم.(۴).

وفی البحرالرائق، واماالغاسل فمن شرائطه ان یحل له النظرالی المغسول فلایغسل الرجل المرأة ولاالمرأة الرجل . (۵)

اس سے مزید آگے ہے۔

اگر غیر مسلم حکومت میں پوسٹ مارٹم ضروری ہوتو مسلمان کیا کریں؟ نیز غیرمحرم ڈاکٹرز کاعورت کی میت کو دیکھنااورچھونا۔

سوال: زیداورہندہ دونوں میاں بیوی کوان کے مکان میں گھس کرمزدوروں نے

---

(۱) الدرالمختار(۲ /۱۹۸)باب الجنائز۔ (۲)فتح القدیر(۲ /۱۴۲)مصطفی البابی مصر
(۳) سورۃ الاحزاب رقم الآیۃ ۵۹. (۴)سورۃ النوررقم الآیۃ ۳۰
(۵)البحرالرائق (۲ /۱۸۸)کتاب الجنائز (۵) کفایۃ المفتی جدید مخرج(۲۰۱۴)دارالاشاعت کراچی

مارڈالا، دن کو معلوم ہوا تو حکام نے موقع پر پہنچ کر واقعہ حال معلوم کر کے مسلمانوں کو زید اور ہندہ کے دفن کرنے کی اجازت دیدی، مسلمانوں نے بعد غسل وتکفین نماز جنازہ پڑھ کر دونوں کو دفن کردیا، دوسرے روز مارنے والا خود ظاہر ہوگیا، اور جرم کا اقرار کرلیا، حکام ضلع نے مجرم کو حراست میں لے کر رپورٹ صوبہ کے حاکم اعلی کے پاس بھیج دی، وہاں سے حکم آیا کہ جب تک ڈاکٹری رپورٹ نہ ملے مقدمہ نہیں چلایا جاسکتا، زید اور ہندہ دونوں کو قبر سے کھود کر نکال کر ڈاکٹری معائنہ کی رپورٹ بھیجی جائے، ایسی صورت میں مسلمان کیا کریں؟ خصوصاً ہندہ کے تمام بدن کو ڈاکٹروں کا دیکھنا اور چھونا کیسا ہے؟

جواب: دفن کے بعد قبر کھودنا اور میت کو پوسٹ مارٹم کی غرض سے نکالنا جائز نہیں ہے (میت کو صرف اس صورت میں قبر سے نکال سکتے ہیں جب کہ وہ غیر کی زمین میں دفن کی گئی ہو، اس کے علاوہ کسی اور وجہ سے میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں)۔

فی الخانیة علی الهندیة ، ولایسع اخراج المیت من القبربعدمادفن الااذاکانت الارض مغصوبة واخذت بالشفعة.(۱)

نیز پوسٹ مارٹم کے لئے مسلمان عورت کے جسم کو غیر محرم ڈاکٹر کا دیکھنا جائز نہیں۔

فی الدرالمختار. ویمنع زوجهامن غسلهاومسها.

وفی الشامیة : (قوله ویمنع زوجهاالخ) اشارالی مافی البحران من شرط الغاسل ان یحل له النظرالی المغسول فلایغسل الرجل المرأة وبالعکس الخ.(۲)

غیر مسلم حکومت میں مسلمانوں کو کوشش کر کے اس قاعدے کو منسوخ کرنا چاہئے، اور جب تک منسوخ نہ ہو اور حکومت جبراً کام کرے تو مسلمان معذور ہوں گے۔

قال اللّٰه تعالی: لایکلف اللّٰه نفساالاوسعها.(۳)

---

(۱) الخانیة علی الهندیة (۱ / ۱۹۵) باب فی غسل المیت ومایتعلق به، طبع مصر
(۲) الدرالمختارمع الشامیة (۱ / ۱۹۸)　　(۳) البقرة ۲۸۶

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا فتویٰ

امداد الفتاوی میں ہے۔(۱)

لاش کی چیر پھاڑ اور بعض اعضاء کی تدفین میں تاخیر کرنا

سوال :(۶۹۳) جب کوئی شخص زہر وغیرہ کھا کر یا کسی کے کھلانے سے مرجاتا ہے یا زخم وضرب شدید سے مرجاتا ہے تو اس مردہ لاش کو ڈاکٹر لوگ چیر کر دیکھتے ہیں اور بعض دفعہ بعد چیرنے کے تمام لاش تو دبوا دیتے ہیں اور صرف دل وکلیجی وگردہ وغیرہ نکال کر بڑے ڈاکٹر کے پاس برائے ملاحظہ لاہور بھیجتے ہیں اور وہ بعد ملاحظہ وہیں کہیں داب یا پھینک دیتا ہے، پس عرض ہے کہ کوئی مسلمان ڈاکٹر ہوتو وہ ایسا کام کرے یا شرع شریف میں اجازت نہیں؟

الجواب:

فی الدرالمختار: حامل ماتت وولدھا حی یضطرب شق بطنھاالی قولہ ولوبلع مال غیرہ ومات ھل یشق قولان والا ولی نعم فتح.

وفی ردالمحتار(قولہ ولوبلع مال غیرہ)ای ولامال لہ کمافی الفتح وشرح المنیۃومفھومہ انہ لو ترک مالایضمن مابلعہ لا یشق اتفاقا (قولہ والا ولی نعم)وانہ وان کان حرمۃ الآدمی اعلی من صیانۃ المال لکنہ ازال احترامہ بتعدیہ کمافی الفتح ومفادہ انہ لو سقط فی جوفہ بلا تعد لا یشق اتفاقا .الخ(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ میت کا چیرنا امرنا جائز ہے، صرف کسی دوسرے زندہ کی جان بچانے کے لئے یا مال محترم کے محفوظ کرنے کیلئے جبکہ اس کا بدل بھی نہ ہوسکے بضرورت شدیدہ اجازت دی گئی ہے اور صورت مسئولہ میں یہ ضرورت شدیدہ متحقق نہیں اور جو ضرورت ومصلحت اس کا سبب ہے وہ اس درجہ کی نہیں، اس لئے عدم جواز ہی کا حکم باقی رہے گا اور جس شخص کو کلیجی وگردہ وغیرہ مل جاویں، واجب ہے کہ ان کو دفن

---

(۱)امدادالفتاوی(۵۰۸/۱) (۲)الدرالمختارمع الشامیۃ (۲ /۲۳۸)

کردے، پھینک کر بے حرمتی نہ کرے، اور جس شخص کو ملازمت کی ضرورت سے ایسی چیر پھاڑ کا اتفاق ہو وہ اس فعل کو ناجائز سمجھے اور استغفار کرے، اور جب تک دوسری نوکری قابل بسر میسر نہ ہو یہ نوکری نہ چھوڑے کہ: من ابتلی ببلیتین فلیختر اهونهما.

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ

فتاوی محمودیہ میں ہے۔(۱)

طبی تجربہ کے لئے لاش چیرنا۔

سوال: طبی اغراض کیلئے مردہ انسانوں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً: شریعت نے مردہ انسانوں کا احترام اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح زندہ کا، پس محض طبی تجربات کیلئے مردوں کا چیرنا پھاڑنا جائز نہیں، امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ موطا میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تحریر فرماتے ہیں۔

کسر عظم المسلم ميتا ككسره وهو حي قال مالك تعني في الاثم، قال الباجي ،يريد ان له من الحرمة في حال موته مثل ماله منها حال حيوته وان كسر عظامه في حال موته يحرم كمايحرم كسرها حال حياته وانهما لايتساويان في القصاص وغيره وانما يتساويان في الاثم وقال الزرقاني في الاتفاق على حرمة فعل ذلك به في الحيوة والموت لافي القصاص والدية فمرفوعان عن كاسر عظم الميت اجماعاوحاصله ان عظم الميت له حرمة مثل حرمة عظم الحي لكن لا حياة فيه فكان كاسره في انتهاك الحرمة ككاسر عظم الحي ويعدم القصاص والارش لانعدام المعنى الذى يوجبه من الحيوة .قال الطيبي: اشارة الى انه لا يهان ميتا كما لا يهان حيا ،الخ (۲)

وفي ردالمحتار......الآدمي مكرم شرعاً وان كان كافراًوالمرادتكريم صورته وخلقته وكذالم يجز كسر عظام ميت كافر انتهى(۳)

(۱) فتاوی محمودیہ، قدیم (۳۵۵/۲)　(۲) اوجز المسالک (۲ /۵۰۷)　(۳) ردالمحتار (۳۲/۴)

البتہ اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچہ ہو اور عورت مرجائے تو پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے گا، اگر عورت تو زندہ ہے لیکن بچہ پیٹ میں مرجائے تو بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال لیا جائے گا، بلا قصد اگر کوئی شخص کسی کا موتی نگل لے اور پھر مرجائے تب بھی پیٹ چاک کر کے موتی نکالنا درست نہیں، کیونکہ حرمت مال سے حرمت نفس اعظم ہے، حاصل یہ نکلا کہ اگر مردہ انسان سے زیادہ قابل لحاظ شی بغیر لاش چیرے فوت ہوتی ہو تب تو لاش کا چیرنا درست ہے ورنہ نہیں۔

رجل ابتلع ذرة رجل فمات المبتلع فان ترك مالاكانت قيمةالدرة في تركته وان لم يترك مالالايشق بطنه لان الشق حرام.وحرمة النفس اعظم من حرمة المال وعليه قيمة الدرة لانه استهلكهاوهي ليست من ذوات الامثال فكانت مضمونة بالقيمة فان ظهرله مال في الدنياقضي منه والافهومأخوذبه في الآخرة ،حامل ماتت فاضطرب في بطنهاولد فان كان في اكبرالرأى... انه حي يشق بطنهالانا ابتلينابليتين فنختاراهونهماوشق بطن الام الميتة اهون من اهلاك الولدالحي (١)

حامل ماتت وولدهاحي يضطرب شق بطنهامن الايسرويخرج ولدهاولوبالعكس وخيف على الام قطع واخرج ولوميتاًوالالاكمافي كراهية الاختياراه درمختار،قوله بالعكس بان مات الولدفي بطنهاوهي حية (قوله قطع)بان تدخل القابلة يدهافي الفرج وتقطعه بآلة في يدهابعدتحقق موته(والالا)اى ولوكان حياًلايجوزتقطيعه لان موت الام به موهوم فلايجوزقتل آدمي حي لامرموهوم اه(٢)

حتی کہ اگر حاملہ عورت ایام حمل پورے ہونے کے بعد مری اور بچہ اس کے پیٹ میں متحرک تھا اس کو دفن کر دیا گیا پھر کسی نے خواب میں دیکھا کہ عورت کے بچہ پیدا ہو گیا ہے تو اس خواب پر قبر کو کھودنا جائز نہیں کیونکہ اگر یہ خواب صحیح ہے تب بھی بچہ کے زندہ رہنے کی توقع نہیں بلکہ ظن غالب یہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا ہو گا اور قبر کھودنے

(١)بدائع الصنائع(٥ /١٢٩) (٢) الشامية (١ /٣٠٦)نعمانية.

میں لاش کی توہین ہے۔

حامل ماتت وقدانی علی حملهاتسعة اشهروکان الولدیتحرک فی بطنهافدفنت ولم یشق بطنهالم رؤیت فی المنام انها تقول ولدت لاینبش القبرلان الظاهرانهالوولدت کان المولودمیتاًاه (۱)

حررہٗ: العبدمحمودگنگوہی — معین مفتی مدرسۃ مظاہرعلوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف

الجواب صحیح: سعیداحمدغفرلہ

نیز فتاوی محمودیہ میں ہے۔ (۲)

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر میت کو نکالنا

سوال (۱) کیا زہر خوانی وغیرہ کے معاملات میں نعش دفن ہوجانے کے بعد بغرض پوسٹ مارٹم نعش برآمد کرنے کی شرعاً ممانعت ہے؟ نعش کا پوسٹ مارٹم ایک وجہ ثبوت ہمچوقسم معاملات میں فراہم کرتا ہے۔

پولیس اگر میت کو قبر سے نکالے تو اس کے خلاف احتجاج اور کاروائی کرنا۔

(۲) اگر ایسا ہوتو کیا پولیس کو نعش برآمد کرنے سے روکنا، اس کے خلاف احتجاجی کاروائی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے، خواہ وہ سلسلہ میں مزاحمت سرکاری ملازم کی زد میں بھی آتے ہوں۔

(۳) کیا احترام قبر دمیت شرع میں اس حدتک رکھا گیا ہے کہ قصاص کاروائی کے سلسلے میں بھی اگر نعش برآمد کرنے کی قانوناً ضرورت ہوتو بھی نہ کی جائے؟

---

(۱) فتاوی قاضی خان (۱/ ۲۲۹) وعلی الهندیة (۱/ ۱۹۵)   (۲) فتاوی محمودیہ (۱۳/ ۲۹۶) قدیم

پولیس کو مرگ مفاجات کی اطلاع دینے کا حکم

(۴) جو شخص پولیس میں اس مرگ مفاجات کی رپورٹ کرتا ہے وہ کسی حکم شرعی کی خلاف ورزی کا ذمہ قرار دیا جاسکتا ہے اور کسی شرعی سزا کا مستوجب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دفن کرنے کے بعد مذکورہ مقصد کیلئے نعش کو قبر کھود کر نکالنا شرعا درست وجائز نہیں نعش کو چیرنا بھی جائز نہیں، زہر خوانی کا ثبوت مجرم کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے، پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جو ثبوت ہو وہ شرعی ثبوت نہیں اور ایسے ثبوت پر کسی کو مجرم قرار دیکر سزا دینے کا بھی حق نہیں۔

(۲) ایسی صورت میں قانونی چارہ جوئی وکیلوں سے کی جاسکتی ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ کرنے کے نتائج بسااوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہوتا ہے اور ایسا فتنہ کھڑا ہوجاتا ہے، جس کا خمیازہ بہت سے بے قصوروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

(۳) اس کا جواب نمبر ا میں آگیا۔

(۴) اخفاء واردات جرم ہے، اگر اس جرم سے بچنے کیلئے اطلاع کی ہے کہ اگر اطلاع نہ کرتا تو وہ مستوجب سزا ہوتا تب تو مضائقہ نہیں ہے، اگر اس تحفظ کے علاوہ دوسرا مقصد ہے کہ دوسروں کو بلاوجہ شرعی ذلیل کیا جائے تو یہ سخت معصیت ہے، اس نے قبر کی بھی بے حرمتی کی اور میت کی بھی بے حرمتی کی، اگر اقتدار اعلی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو شرعی سزا دینے کا مجاز ہو تو وہ حسب صوابدید تعزیر کرسکتا ہے، ہر شخص کو تعزیر کا حق نہیں۔ فقط

حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ کا فتویٰ

نظام الفتاوی میں (۱) ہے۔

پوسٹ مارٹم کا حکم

سوال: پوسٹ مارٹم کے متعلق شرعی حکم سے مطلع فرمائیں، جب کہ نعش کی حرمت اسی طرح برقرار رہتی ہے جس طرح زندہ انسان کی، اور زندہ کی طرح قطع وبرید کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، البتہ مندرجہ ذیل مصالح اس صورت میں پائے جاتے ہیں۔

(۱) اگر کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا محکمہ یہ جاننے کی جدوجہد کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلہ گھونٹنے سے یا ڈوب کر یا کسی اور پوشیدہ سبب کے نتیجہ میں ہوئی، تا کہ ظالم کی شناخت کر کے اس کو سزا دی جائے، اس کی سرکوبی کی جائے، اور جرائم کی راہ مسدود ہو جائے۔

(۲) دوسرا پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی کا انتقال ہوا اور موت کا سبب معلوم نہ ہونے کہ بناء پر ایک بے قصور شخص شبہ کی بناء پر گرفتار کر یا جاتا ہے لیکن نعش کے پوسٹ مارٹ کے بعد یقینی طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا اس نے خودکشی کی ہے، اس صورت میں وہ بے قصور شخص بچ جاتا ہے۔

(۳) تیسری مصلحت یہ ہے کہ کوئی وبائی مرض پھیل جاتا ہے تو ڈاکٹر لوگ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ اس بات کا پتہ لگاتے ہیں کہ اس کثرت اموات کے اسباب کیا ہیں؟ ان پر غور کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

(۴) چوتھی مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ انسانی نعش کو کھول کر انسانی اعضاء کی ترکیب، ہڈیوں کے جوڑ، مختلف اعضاء کے درمیان تناسب وغیرہ کو اس مقصد اور غرض کے لئے دیکھتے ہیں تا کہ بیماری اور اس کے اسباب اور طریق علاج پر عبور حاصل کر سکیں وغیرہ وغیرہ۔

---

(۱) نظام الفتاوی جدید (۳۱۲/۱)

الجواب: پوسٹ مارٹم آیت کریمہ ولقد کرمنا بنی آدم الآیۃ کے صریح خلاف ہے اور اس میں جو مصالح ومقاصد تحریر ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی واجب التحصیل نہیں ہے، علاوہ ازیں اس میں انسان کو ننگا کرنا بھی لازم آتا ہے، جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور علاوہ ازیں اور بہت سے دیگر شرعی مفاسد کا باب کھلتا ہے اور بہ سبیل تسلیم پتہ بھی لگ جائے کہ اس کی موت زہر وغیرہ سے ہوئی ہے جب بھی ظالم یا مجرم کی تعین نہیں ہوسکتی، اس لئے اس فعل کے ارتکاب کی شرعاً اجازت نہ ہوگی، اگر کوئی غیر مسلم کی نعش پر ایسا کرے یا کسی غیر اسلامی ممالک میں ایسا کیا جائے تو یہ فعل حجت شرعی نہیں بن سکتا، اس لئے شرعاً اس کی اجازت نہ ہوگی۔

سابق فتوی سے رجوع۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحبؒ نے پہلے جواز کا فتوی دیا تھا جس کی مکمل وضاحت اور جوابات بھی آگے آرہے ہیں، وہ فتوی بہت پرانا ہے جس پر ۲۹/۱/۷۶ھ کی تاریخ درج ہے اور نیا فتوی مذکورہ بالا عدم جواز کا ہے جس پر ۱۲/۸/۱۴۱۱ھ درج ہے۔

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا فتوی

احسن الفتاوی (۱) میں ہے۔

ڈاکٹری پڑھنا

سوال: میڈیکل کی تعلیم جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملهم الصواب: مردوں کی چیر پھاڑ کرنا انسانی ڈھانچے کی بے حرمتی ہے، اس لئے جائز نہیں ہے، اگر جانوروں کے پلاسٹک کے ڈھانچے استعمال کئے جائیں تو ڈاکٹری پڑھنا جائز ہے۔

---

(۱) احسن الفتاوی (۸/۲۲۳)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ

"آپ کے مسائل اوران کا حل" میں ہے۔(۱)

سوال: آجکل جو ڈاکٹر بنتے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں، جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے، جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟ قرون اولی میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جاسکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کرسکتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

ج: انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، نہ مسلمان کی، نہ غیر مسلم کی۔

حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحبؒ کا فتویٰ

"خیر الفتاوی" میں ہے۔(۲)

لاوارث لاش پر عمل جراحی کی مشق کرنا

ڈاکٹر کو ایک مریضہ کی تشخیص کے لئے عموماً یہ صورت پیش آتی ہے کہ اس کو مریضہ کے سارے جسم کا ہاتھوں سے چھوکر معائنہ کرنا پڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض حالات میں اعضاء مخصوصہ کا معائنہ بھی ضروری ہوجاتا ہے اور سب میں مہارت حاصل کرنے کیلئے مردہ جسم پر عمل جراحی کروائی جاتی ہے، براہ کرم جواب مفصل مرحمت فرمائیں۔

الجواب:.........مرض کی تشخیص اوراس کے علاج کے لئے جن مواضع کا چھونا یا دیکھنا لابدی ہوتو مجبوری کی حالت میں ان کے دیکھنے اور چھونے کی اجازت ہے (جب کہ بدوں اس کے تشخیص وعلاج درست نہ ہوسکتا ہو) البتہ انسانی جسم پر عمل جراحی برائے مہارت، سو بوجوہ ذیل شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(وجہ اول) مسلمان میت کو غسل دینا، کفن پہنانا اور پھر دفن کرنا شرعاً تمام اہل

(۱) آپ کے مسائل اوران کا حل (۱۲۵/۳)　　(۲) خیر الفتاوی (۳۱۷/۳)

اسلام کے ذمہ فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے۔ کمافی الدرالمختار وغیرہ من المعتبرات اورعمل جراحی کی مشق کے لئے مردہ جسم کو محفوظ رکھنے کے ساتھ احکام بالا کی تعمیل کا ہونا ممکن نہیں۔

(وجہ دوم) حق تعالی سبحانہ نے انسان اورباقی اشیاء......(مثلاً معدنیات ،نباتات،حیوانات) کے مقاصدِ تخلیق میں بنیادی طور پرفرق رکھا ہے ،پورے عالم میں پھیلی ہوئی اجناس متعددہ کی ان گنت اشیاء کواس لئے وجود میں لایا گیا تا کہ مختلف انسانی حاجات کی براری اورزندگی کے گوناگوں تقاضوں کی تکمیل ہوسکے،قرآن کریم میں ہے:(ا)هوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعا(۲)وسخرلکم مافی السموات ومافی الارض جمیعاًالآیة ۔لوہا،پیتل ،چاندی سونا اورتمام معدنیات اناج، غلے سبزیاں اوردیگرنباتات، اسی طرح حیوانات،ان سب اشیاء کوانسان کے تصرف میں دے دیا گیا ہے ،انسان مختلف طریقوں سے اپنی زندگی کو باضابطہ آسودہ اور محفوظ بنانے کے لئے ان اشیاء کواستعمال میں لاتا ہے،کوئی چیز پس کرکام آتی ہے، کوئی کٹ کر،کسی کوگرم کرکے کارآمد بنایا جاتا ہے، کسی کوٹھنڈا کرکے،کسی کوچیر پھاڑ کرکام میں لایا جاتا ہے، توکسی کوسی کر،پروکر،کہیں تحلیل ہوتی ہے، کہیں ترکیب وتجزیہ ہوتا ہے،کہیں تنفیذ،الغرض ان اشیاء کوانسان کے استعمال ہی کی غرض سے پیدا کیا ہے اوران کی حیثیت محض سامان زندگی اورمتاع انسانی ہونے کی ہے ،پس ان میں سب تصرفات درست ہیں ،بخلاف انسان کے کہ اسے خداوندقدوس نے سامان اورمتاع کی حیثیت میں پیدانہیں کیا کہ ضروریات زندگی میں اسے بھی چیر پھاڑ کریا کوٹ چھان کریا گلا پگھلا کرلگایا اوراستعمال کیا جاسکے، بلکہ انسان کوصاحب متاع اورفطرتی طور پران اشیاء میں تصرف کنندہ بنایا ہے،اسی بنیادی فرق کی وجہ سے اسے تکریم خداوندی کا موردٹھہرایا گیا ہے ،دیکھئے آیت میں اس خصوصیت انسانی پرکس صراحت کے ساتھ نص کی گئی ہے۔ولقدکرمنابنی آدم وحملناهم فی البروالبحرورزقناهم من الطیبات الخ اورکچھ ایسے ہی فطرتی تفوق اورفضائل کی بناء پرتکریم سے بڑھ کرخلافت خداوندی کا تاج اس کے سرپررکھا گیا ہے۔واذقال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة (پ۱)پس انسان کی اس متصرفانہ حیثیت

اوردیگراشیاء کی خادمانہ حیثیت اورمتاعی حیثیت کو برقراررکھنا صریح تقاضائے فطرت اورعین منشاء خداوندی کے مطابق ہے،جب بھی ان میں سے کسی ایک نوع کواس کے فطرتی مقام سے پست وبالا کیاجائے گاتو قانونِ فطرت کی خلاف ورزی اورحدودخداوندی کی شکست وریخت لازم آئے گی،اوریہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسانی جسم پرعمل جراحی کی مشق،یہ اسے دائرہ انسانیت سے نکال کرمتاع وجمادات کی نوع میں داخل کرنا ہے،توکسی انسان یاکسی خاص طبقہ کویہ حق کیسے دیاجاسکتا ہے کہ وہ اپنی فنی تکمیل کے لئے کسی دوسرے انسان یااس کے کسی عضوکوتختہ مشق بنائے،اوراس کے ساتھ وہی معاملہ کرے جوایک لوہارلوہے کے ساتھ یاایک بڑھئی لکڑی کے ساتھ یاایک درزی کپڑے کے ساتھ اورایک قصاب گوشت کے ساتھ کرتا ہے،آخرخدائی حدودکی شکست وریخت کوکیسے جائزقرار دیاجاسکتا ہے؟

(وجہ سوم)مردہ انسان کوعمل جراحی کے لئے تختہ مشق بنانے میں انسانی جسم کی توہین وتذلیل ہے جوکہ مقام تکریم کے قطعاً خلاف ہے،پس عدم جواز ظاہر ہے۔

(وجہ چہارم)بعض احادیث میں آتا ہے کہ مردہ کی روح بھی اس طرح دردوالم کومحسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ انسان کی روح،اورمردہ کوایذاء بھی پہنچتی ہے اورعمل جراحی میں ایذاء ہوناظاہر ہے اورایذاء سے احترازکرناواجب ہے۔

(وجہ پنجم)کوئی سلیم الفطرت اپنے ساتھ یااپنے کسی عزیزکی لاش کے ساتھ اس معاملہ (عمل جراحی معہود) کوپسندنہیں کرتاتوجوچیزاپنے لئے پسندنہیں کی جاتی آخرلاوارث اورغرباء کی لاشوں کے لئے وہ کیسے پسندکی جاتی ہے؟اسلام کی نظرمیں نفس ہونے کی حیثیت سے شاہ وگدا،امیروغریب،زبردست وزیردست سب برابرہیں اورانسانی حقوق میں سب یکساں ہیں۔

(وجہ ششم)لاوارث،غرباء،مساکین کی لاشوں کے ساتھ یہ معاملہ کرناقساوت قلبی اورسخت معاشرتی بے رحمی ہے،معاشرہ کافرض ہے کہ لاوارث لاشوں کااسی طرح احترام کرے جیسا کہ ہرشخص اپنے اقرباء کی لاشوں کاکرتا ہے،اقرباء کی لاشوں کاانتہائی احترام کرنااورلاوارث نعشوں کوفنی تکمیل کی بھینٹ چڑھادیناآخرکہاں کاانصاف ہے؟ اورانسانی ہمدری کی کونسی قسم ہے؟غرباء پروری اوررحم دلی کوکون سی نوع ہے؟

مختصراً تحریر ہوا، امید ہے کہ انسانی مردہ جسم پر عمل جراحی کی شرعی حیثیت کے بارے میں آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

سوال:........اس پر قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ عمل جراحی مذکور ناجائز ہوا تو فن جراحی میں تکمیل کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک مشترکہ انسانی حاجت ہے، اس کے لئے کوئی جائز طریقہ تجویز کرنا ماہرین فن کا کام ہے۔

سوال: اگر کہا جائے کہ تکمیل مذکور کے لئے کوئی دوسرا طریقہ تجویز کیا جانا دشوار ہے

جواب اول: جواب یہ ہے کہ ناجائز سہل کے مقابلہ میں جائز دشوار کا اختیار کرنا عین عقلی تقاضا ہے، اور انسانی خصوصیت ہے، آخر چوری اور جائز کسب میں یہی فرق تو ہے۔

جواب ثانی: دیگر واضح رہے کہ یہ مشکل شریعت کی طرف سے نہیں بلکہ موجودہ نظام تعلیم کو ترتیب دینے والوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے موجودہ نظام تعلیم کی ترتیب کے وقت جائز و ناجائز کی تفریق کو پیش نظر نہیں رکھا، یہ تو در کنار جو بے چارے غالباً اس کے ابتدائی شعور سے بھی بہرہ ور ہوں گے تو ایسے لوگوں کا مرتب کردہ کوئی نظام جب بھی ان لوگوں پر چالو کیا جائے گا جو لوگ جائز و ناجائز کی تفریق کے قائل ہیں آخر مشکلات اور دشواریاں ہی تو آئیں گی۔ فالی اللہ المشتکی۔

مولانا برہان الدین سنبھلی دامت برکاتہم کی رائے۔

مولانا محمد برہان الدین سنبھلی دامت برکاتہم اپنی کتاب ''جدید مسائل کا شرعی حل'' میں لکھتے ہیں: (۱)

انہی نصوص واقوال سے کہ جن سے ہڈی توڑنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے، انسان کے پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حرام ہے جیسا کہ عام طور پر معروف بھی ہے، اس بارے میں ایسے ہی اقوال تقریباً تمام شراح حدیث کے ملتے ہیں مثلاً مرقاۃ شرح مشکوۃ طبع بمبئی (۳۸۰/۲) میں ملا علی قاری رحمہ اللہ ''ککسرہ حیاً'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) جدید مسائل کا شرعی حل (ص ۲۴۸) ادارہ اسلامیات لاہور

يعني في الاثم كمافي رواية، قال الطيبي اشارة الى انه لايهان ميتا كما لايهان حيا،قال ابن الملك:والى ان ا لميت يتألم وقال ابن حجرومن لازمه انه يستلذ بمايستلذبه الحي اه وقداخرج ابن ابى شيبة عن ابن مسعود قال اذى المؤمن في موته كأذاه في حياته.

مزید یہ کہ مردہ کا کوئی عضوکاٹ کرعلیحدہ کرنا"مثلہ" ہے اورمثلہ کی حرمت تقریبامتفق علیہ ہے،اس لئے یہ حکم تمام علماء امت کے درمیان متفق علیہ نظرآتا ہے ،جیساکہ مذکورہ بالانقول سے بھی معلوم ہوتا ہے اور"معجم فقہ ابن حزم الظاہری" کی یہ عبارت بھی اس کی مؤید ہے:**اکل المحرمات وشربهاعندالضرورة حلال حاشا لحوم بنی ادم ومايقتل من تناوله فلايحل من ذلك شيء**(۵۱۷/۲)یعنی انسان کا گوشت اوراس کے اجزاء کے استعمال کی کسی صورت میں اجازت نہیں،البتہ اضطرارکی حالت میں اس کے علاوہ دسری حرام چیزوں کااستعمال جائز ہے۔

ان دلائل کی بنیادپراس مسئلہ کایہ حکم سامنے آتا ہے کہ اعضاء انسانی (خواہ زندہ انسان کے ہوں یامردہ کے) کی کانٹ چھانٹ یاچیرپھاڑممنوع ہے کیونکہ اس میں انسانیت کی توہین ہے۔

حضرت مولانامفتی فریدصاحب دامت برکاتہم کافتوی

فتاوی فریدیہ(۱) میں ہے۔

میڈیکل کالجوں میں جسدمیت پرتجربات کرنا

سوال: کیافرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میڈیکل کالجوں میں انسانی لاش اورمیت پرمختلف تجربات کئے جاتے ہیں اورتاآخراسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے دفن نہیں کیاجاتا،کیایہ جائز ہے؟

الجواب:انسان کاابتذال اورتختہ مشق بناناناجائز ہے،اگرچہ بال کیوں نہ ہو۔

---

(۱)فتاوی فریدیہ(۳۴۶/۳)

قال اللّٰہ تعالی: ولقد کرمنا بنی آدم الآیة (۱)

وفی الهدایة علی صدر فتح القدیر باب البیع الفاسد، ولا یجوز بیع شعور الانسان ولا الانتفاع بها لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شیء من اجزائه مهانا مبتذلا. وبمعناه فی جمیع کتب الفتاوی(۲)

لہٰذا انسان کے بدن پر تجربات کرنا حرام ہوگا، تجربہ ربڑ یا پلاسٹک وغیرہ سے بنے ہوئے اعضاء پر بھی ہوسکتا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ کا فتویٰ

فتاوی حقانیہ میں ہے۔(۳)

سوال: پوسٹ مارٹم کا حکم

عصر حاضر میں اگر کوئی قتل ہوجائے یا کسی حادثہ میں ہلاک ہوجائے تو ہسپتال میں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، جس میں اعضاء کی قطع وبرید ہوتی ہے، تو شریعت مقدسہ میں اس عمل کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جس طرح انسان کا احترام اس کی زندگی میں مسلم ہے، اسی طرح موت کے بعد بھی قابل احترام ہے، جس طرح زندہ انسان کو ایذاء دینا موجب جرم وگناہ ہے، اسی طرح مردہ انسان کو بھی ایذاء دینا موجب جرم وگناہ ہے، اس لئے فقہاء کرام ؒ نے بعد الموت انسانی اعضاء کی قطع وبرید کو خلاف شرع قرار دے کر پوسٹ مارٹم کو ایک قبیح اور ناجائز عمل کہا ہے۔

لما قال الباجی: یریدان له من الحرمة فی حال موته مثل ماله منها فی

---

(۱) سورة بنی اسرائیل الجزء ۱۵ رقم الآیة ۷۰

(۲) الهدایة علی صدر فتح القدیر (۶/ ۶۳) باب البیع الفاسد

(۳) فتاوی حقانیہ (۲/ ۳۹۸)

حال حیاته وان کسر عظامه حال موته یحرم کمایحرم کسرها حال حیاته(۱)
وفی سنن ابی داؤد:عن عائشة رضی الله تعالی عنهاان رسول الله ﷺ قال
کسر عظم المیت ککسره حیاً(۲)

مفتی مہربان علی صاحب کا فتوی

مفتی مہربان علی صاحب جامع الفتاوی میں فتاوی محمودیہ کے عدم جواز کے دو فتاوی (جو ہم پہلے نقل کرچکے ہیں) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:
طبی تجربہ بعض دیگر حیوانات پر بھی ممکن ہے جن کے اعضاء انسانی اعضاء سے قریب ہیں۔(م،ع)(۳)

دارالعلوم زکریا جنوبی افریقہ کا فتوی

فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے۔
سوال: پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ میت کی توہین میں داخل ہے یا نہیں؟
الجواب: میت کے ساتھ ہر وہ کام کرنا جس سے زندہ کو تکلیف تی ہے جائز اور درست نہیں، اور پوسٹ، مارٹم میں جسم کی تقطیع ہوتی ہے، اور یہ معاملہ اگر زندہ کے ساتھ کیا جائے تو ضرر رساں ہے، لہذا میت کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا، اس میں جسم انسانی کی توہین ہے، حتی الامکان اپنی میت کو اس سے بچانا چاہئے لیکن مجبوراً کرانا پڑے تو اس کی گنجائش ہے (۴)

---

(۱)(موطا امام مالک حاشیہ نمبر ۳ اباب ماجاء فی الاختفاء وهو النبش .
(۲)سنن ابی داؤد(۲ /۱۰۱)باب الحفاریجد العظم هل ینتکب ذلک المکان،ومثله فی سنن ابن ماجة مع حاشیة (ص ۱۱۶)باب من جاء فی من مات مریضاً
(۳) جامع الفتاوی (۱/۵۵۴_۵۵۶) مکتبہ رحمانیہ
(۴) فتاوی دارالعلوم زکریا(۲/۶۱۴) زمزم پبلشرز کراچی

آگے عصر حاضر کے فقہی مسائل (ص ۴۷)، جدید مسائل کا شرعی حل (۲۴۸) جدید فقہی مسائل، کفایت المفتی نظام الفتاوی اور امداد الفتاوی کی عبارات نقل فرمائی ہیں جو ہم نقل کر چکے ہیں۔

ڈاکٹری تعلیم کے لئے انسانی ڈھانچے

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالی کا تفصیلی فتوی

احسن الفتاوی (۱) میں ہے۔

ڈاکٹری تعلیم کے لئے انسانی ڈھانچوں کا استعمال جائز نہیں

سوال: نظام الفتاوی (۲) میں کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے انسانی ڈھانچے پر مشق کے جواز کا فتوی شائع ہوا ہے، اس کی فوٹو کاپی ارسال ہے، اس بارے میں اپنی تحقیق بالتفصیل تحریر فرمائیں، بینوا توجروا

مسلم نعش پر عمل جراحی کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہسپتال وغیرہ سے لاوارث مسلم نعش عمل جراحی کے لئے میڈیکل کالج میں بھیجی جاتی ہے، اب اس کے متعلق سوال یہ ہے:

(۱) مسلم نعش پر شرعاً کسی حالت میں عمل جراحی جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) احسن الفتاوی (۳۳۹/۸)

(۲) نظام الفتاوی (۳۵۶) قدیم

(۲)اوراگرکسی خاص صورت میں جائزبھی ہوتو میڈیکل کالج میں تعلیمی ضرورت کے لئے مسلم نعش پرعمل جراحی جائزہوگا؟

الجواب:(۱)مسلم نعش پرعمل جراحی بعض حالات میں شرعاجائز ہے ،مثلاً کوئی عورت مرجائے اوراس کے پیٹ میں بچہ زندہ اورمتحرک ہوتوتمام فتاوی میں یہ تصریح ہے کہ اس کے پیٹ کوبائیں جانب سے چیرکربچہ کونکال لیاجائے ۔درمختارمیں ہے۔

"حامل ماتت وولدهاحي يضطرب شق بطنهامن الايسرويخرج ولدها(۱)

نیزایسی صورت میں بھی عمل جراحی جائز ہے جب کہ مرنے والی کے پیٹ میں کوئی چیزمتحرک معلوم ہواورلوگوں کی رائے یہ ہوکہ یہ متحرک بچہ ہے،جیساکہ فتح القدیرمیں ہے۔

وفي التجنيس من علامة النوازل امرأة حامل ماتت واضطرب فى بطنها شئي وآن كان رأيهم انه ولد حي شق بطنها. (۲)

مطلب یہ ہے کہ ہردوصورت میں بچہ زندہ ہونے کایقین ہویابچہ زندہ ہونے کاظن ہو،مردہ نعش کوچاک کرناجائزہے ،نیزایسی صورت میں بھی مردہ نعش پرعمل جراحی کرناجائزہے کہ کوئی شخص کسی کاروپیہ نگل جائے اورمرجائے۔

درمختارمیں ہے۔

ولو بلع مال غير ه ومات هل يشق قولا ن والاولى نعم فتح

وفى الشامية (قوله والاولى نعم)لانه وان كان حرمة الادمى اعلى من صيانة المال لكنه ازال احترامه بتعديه كما فى الفتح :ومفاده انه لو سقط فى جوفه يلا تعد لا يشق اتفاقا.(۳)

وفى البيرى عن تلخيص الكبرى:لوبلع عشرة دراهم ومات يشق وافادالبيرى عدم الخلاف فى الدراهم والدنانير(۴)

ان سب کاخلاصہ یہ ہے کہ مردہ نعش پربحالت ضرورت عمل جراحی جائزہے۔

(۲)میڈیکل کالج میں تعلیمی ضرورت کے لئے نعش پرعمل جراحی کرناجائزہوگا ،

(۱)درمختاربرحاشیہ ردالمحتار(۱ / ۶۶۱) (۲)فتح القدير(۲ / ۱۰۲)قبيل باب الشهيد
(۳)الدرالمختار (۵ / ۶۶۲) (۴)ردالمحتار(ص ۱ / ۱۲۳)

اس لئے کہ آئین اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ دو ضرروں میں سے اگر ایک ضرر دوسرے ضرر سے اعظم ہو تو اشد ضرر کا اخف ضرر کے ذریعہ ازالہ کیا جائے گا، جس کی ایک مثال مردہ عورت کے پیٹ کا بچہ نکالنے کے لئے چیرانا ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے۔

لو كان احدهما اعظم ضررا عن الآخر فان الاشد يزال بالاخف (۱)

اس کے بعد اس کی مثالوں میں سے بہت سی مثالوں کے ساتھ مذکورہ بالا مثال کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔

"ومنها جواز شق بطن الميتة لاخراج الولد اذا كانت ترجى حياته وقد امر به ابو حنيفة رحمه الله تعالى فعاش الولد كما في الملتقط. (۲)

میڈیکل کالجوں میں چند مردوں کی نعش پر عمل جراحی کے باعث چونکہ سینکڑوں زندہ مریضوں کی جان بچتی ہے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ایک بچہ کی جان بچانے کے لئے ایک نعش پر عمل جراحی بلا اختلاف جائز ہو اور سینکڑوں جانیں بچانے کے لئے چند نعشوں پر عمل جراحی جائز نہ ہو۔ **هذا ما عندي فان اصبت فمن الله وان اخطأت فمني ومن الشيطان.**

علماء کرام کے لئے قابل غور بات یہی ہے کہ عدم تعلیم سینکڑوں جانوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا یا نہیں؟ اور اگر موجب ہوگا تو یہ ضرر بمقابلہ چند نعشوں کے اعظم اور اشد ضرر ہے یا نہیں؟

میرا خیال ہے کہ بمقابلہ چند نعشوں کے سینکڑوں جانوں کی ہلاکت اعظم اور اشد ہے، لہذا "الاشباہ" کی تصریح کی بناء پر آئین اسلام کی رو سے اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا ہے کہ میڈیکل کالج میں نعش پر جو عمل جراحی کیا جاتا ہے وہ شرعاً حد جواز کے اندر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

منت اللہ رحمانی خانقاہ رحمانی مونگیر

---

(۱) (۱/ ۱۲۲) تحت القاعدة الخامسة

(۲) الاشباہ والنظائر ۱/ ۱۲۳ مع الحموی)

الجواب صحیح

علم جراحی مسلمانوں کے لئے حاصل کرنا لازمی اور ضروری ہے اور ادھر یہ قاعدہ بھی ہے۔ الضرر یزال اور الضرورات تبیح المحذورات۔

پس ضرورت اور مجبوریوں کی وجہ سے یہ عمل جراحی جائز ہے، چنانچہ مجیب لبیب نے توضیح کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ السید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱/۷۶ھ

الجواب صحیح والمجیب نجیح خط کشیدہ عبارت تو بہت ہی مضبوط دلیل ہے اور آیت کریمہ :ولکم فی القصاص حیوۃ یااولی الالباب اور آیت قتال کے اشارے بھی اس طرف ہیں واللہ اعلم: احقر نظام الدین دارالعلوم دیوبند

الجواب باسم ملھم الصواب

نظام الفتاوی کا جواب صحیح نہیں، تعلیمی ضرورت کو اخراج ولد پر قیاس کرنا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

(۱) شقِ بطن ولادت کا ایک متبادل طریقہ ہے جو اس زمانے میں عام ہے، اس میں انسان کی بے حرمتی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔

(۲) اخراجِ ولد کیلئے شقِ بطن امر عارضی ہے، اس کے بعد میت کو احترام کے ساتھ دفن کر دیا جاتا ہے اور میڈیکل کالج میں ہمیشہ کیلئے تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔

(۳) اخراجِ ولد میں جان بچانے کا عمل ہو رہا ہے اور کالج میں جان بچانے کے طریقوں کی تعلیم ہوتی ہے، فی الحال جانیں بچانے کا عمل نہیں ہو رہا۔ جان بچانے کے عمل اور اس کی تعلیم میں فرق ہے مثلاً جان بچانے کیلئے حملہ آور کو قتل کرنا جائز ہے مگر جان بچانے کا طریقہ سیکھنے کی غرض سے جائز نہیں۔

(۴) اسباب کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ اس پر مسبب وثمرہ کا ترتب عادۃً متیقن ہے اور ترک اسباب سے ہلاکت کا یقین ہے جیسے کسی کو آگ یا سیلاب یا کنویں وغیرہ سے نکالنا یا کسی درندہ کی گرفت سے بچانا۔

ان صورتوں میں جان بچانے کے اسباب اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک حرام ہے، اخراجِ ولد بھی اسی قسم کا سبب ہے۔

اسباب کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس پر نتیجہ کا ترتب ضروری نہیں اوران کے ترک سے موت متیقن نہیں۔

ایسے اسباب کا اختیار کرنا لازم نہیں اور ان کے ترک پر کوئی گناہ نہیں، علاج الامراض اسی قسم میں داخل ہے، سینکڑوں واقعات کا مشاہدہ ہے کہ علاج سے مرض مزید بڑھ گیا یا مریض ہلاک ہوگیا اور کئی مریض بدون علاج ہی تندرست ہوگئے، اسی لئے اس پر اتفاق ہے کہ علاج کرانا فرض نہیں ہے، اگر کوئی ترک علاج کے نتیجے میں مرجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، اگر علاج کرانا فرض ہوتا تو جہاں مرض کا صرف ایک اسپیشلسٹ ہو اس کیلئے علاج کی اجرت لینا حرام ہوتا پھر مسئلہ زیر بحث میں تو علاج بھی نہیں، علاج کی تعلیم ہے وشتان بینهما کماقد منا۔

(۵) بچے کی جان بچانے کے لئے میت کے شقِ بطن کی صورت متعین ہے، دوسری کوئی صورت ممکن نہیں، اس کے برعکس تعلیم کے لئے دوسری کئی صورتیں بسہولت اختیار کی جاسکتی ہیں مثلاً:

(۱) اسکریننگ مشین کے ذریعے زندہ انسان کے اندرونی اعضاء اورجسمانی ساخت کا تفصیلی معاینہ کیا جاسکتا ہے۔

(۲) حیوانی ڈھانچوں سے کام لیا جاسکتا ہے بالخصوص ڈارون کے نظریہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بندر اور انسان کے اعضاء میں یکسانیت ہے۔

(۳) پلاسٹک کے انسانی ڈھانچے مع اندرونی اعضاء کے بیرونی ممالک میں بن رہے ہیں، ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے، اور مجسمہ رکھنے کے گناہ سے بچنے کی یہ تدبیر ہوسکتی ہے کہ ڈھانچے کے اعضاء علیحدہ کر کے رکھے جائیں، بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت ایک عضو کو دوسرے عضو سے ملایا جاسکتا ہے۔

روزنامہ ''مشرق'' ۲۵/دسمبر ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

"برطانوی فرموں میں مصنوعی مسالے سے تیار کیا ہوا انسانی ڈھانچہ بنایا گیا ہے، اس ڈھانچے کو برطانوی فرموں نے "سام" کا نام دیا ہے، ڈھانچہ اب بھی کئی تعلیمی ادارے منگواتے ہیں، لیکچر دینا ہو تو بھی مصنوعی "سام" استعمال ہوتا ہے، پورے انسانی مصنوعی قد کا "سام" ۵ فٹ ۷ انچ کا ہوتا ہے اور اس کی قیمت ۳۸ پونڈ ۹ شلنگ ہے، جسم کے اندرونی اعضاء بھی "سرے کی سائنٹیفک پلاسٹکس ملیٹڈ" تیار کرتی ہے، مصنوعی دل کی قیمت ۱۲ پونڈ ۳ شیلنگ، مصنوعی دماغ کی قیمت ۱۱ پونڈ ۱۰ شلنگ مقرر ہے۔

یہ کمپنی کان بھی تیار کرتی ہے جن کی قیمت ۱۰ پونڈ ہے، اس مصنوعی کان کے پردوں میں آواز ٹکرانے کے بعد اسی طرح لہریں نمودار ہوتی ہیں، انسان کے سانس لینے کا نظام بھی طلبہ کے استفادہ کیلئے مصنوعی بنایا جاتا ہے، جس کی قیمت ۱۷ پونڈ ۱۵ شیلنگ ہے، اس مصنوعی سانس لینے والے انسان پر جان بچانے کے طریقے کی مشق آسانی سے کی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کے مصنوعی پھیپھڑے اسی طرح کام کرتے ہیں جس طرح انسانی پھیپھڑے کرتے ہیں"

مجیب نے دوسرا قیاس اخراجِ ولد کے لئے جوازِ شقِ بطن پر کیا ہے، حالانکہ اس کا بطلان خود جزئیہ مذکورہ میں تعلیل جواز: "لانه وان كان حرمة الآدمی اعلی من صيانة المال لكنه ازال احترامه بتعديه"

سے ظاہر ہے۔

اشباہ کے کلیہ سے بھی استدلال صحیح نہیں، حفظ احترام کے مقابلہ میں حفظ جان اگرچہ مقدم ہے، مگر یہاں احترام کے مقابلہ میں حفظ جان کا عمل نہیں، بلکہ اس کے طریقہ کی تعلیم ہے، خود علاج ہی سببیت کی قسم ثانی ہے، اور یہاں تو علاج بھی نہیں ہو رہا، بلکہ علاج کی تعلیم دی جارہی ہے، اس پر حرمت انسان کو بھینٹ چڑھانا جائز نہیں۔

اگر مجیب کے نظریہ کے مطابق صورت زیر بحث میں حفظ احترام اور حفظ جان کا تقابل تسلیم کرلیا جائے تو کالجوں میں لاوارث ڈھانچوں کی کمی کی صورت میں وارثوں پر فرض ہوگا کہ اپنے رشتہ داروں کی لاشیں دفن کرنے کی بجائے کالجوں میں پہنچائیں

،بصورتِ انکار حکومت پر فرض ہوگا کہ رشتہ داروں سے لاشیں جبراً چھین کر کالجوں میں مہیا کرے، اور اگر بوقتِ ضرورت کوئی لاش دستیاب نہ ہو تو قبرستان سے مردے اکھاڑ کر کالج کی ضرورت پوری کرے۔

تحقیق سے ثابت ہوا کہ کالج میں لاوارث لاشوں کی بہت کمی ہے، لہٰذا اب بزعم مجیب جان بچانے کا فرض ادا کرنے کی صرف یہی صورت ہو سکتی ہے کہ وارثوں سے جبراً مردے وصول کئے جائیں۔

یہ ظلم صرف لاوارث لاشوں کے ساتھ مخصوص کیوں ہے جبکہ درحقیقت کوئی لاش لاوارث نہیں، اس لئے کہ کسی کا نسبی وارث نہ ہو تو اس کا کفن و دفن حکومت یا عامۃ المسلمین پر فرض ہے اور یہی اس کے ولی ہیں۔

حکومت کا کوئی فرد اپنے رشتہ دار کی لاش دینے کو تیار نہیں تو دوسری لاش جس کی شرعی ولایت اور دفن کا فریضہ حکومت کے ذمہ ہے، اس کی بے حرمتی کی اجازت کیوں دی دیتی ہے؟

کالجوں میں زیرِ تعلیم طلبہ کی بنسبت لاشوں کی غیر معمولی کمی کے ثبوت سے یہ ثابت ہو گیا کہ لاش کے بغیر بھی ڈاکٹری کی تعلیم مکمل ہو سکتی ہے۔

تعلیمی اداروں میں انسانی لاشوں کی بڑھتی ہوئی مانگ اور لاشوں کی منڈی میں غیر معمولی تیزی دیکھ کر انسانی درندے اور جرائم پیشہ لوگ انسانوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں منڈی میں فروخت کرنے کا کاروبار شروع کر دیں گے، ان کے لئے یہ بہت ہی نفع بخش تجارت ہوگی، کوئی اور شکار ہاتھ نہ لگا تو انہی اداروں کا عملہ، طلبہ، اساتذہ اور سربراہ کام لائے جا سکتے ہیں، ایسی ترقی کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔ وھو العاصم ولا ملجاء ولا منجاء الا الیہ ۲۶ شعبان ۱۴۰۲ ھجری

غیر مسلم کی نعش کا پوسٹ مارٹم

شریعت غیر مسلم شخص کی نعش کا پوسٹ مارٹم کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی، شریعت کی رو سے جیسے مسلمان میت قابل احترام ہے اور اس کی اہانت وتذلیل جائز نہیں ہے، انسانیت اور آدمیت کے ناطے کافر وفاسق شخص کی نعش بھی قابل احترام ہے، اس کی اہانت وتذلیل بھی جائز نہیں ہے۔

"آپ کے مسائل اوران کا حل" میں ہے۔

س: آج کل جو ڈاکٹر بنتے ہیں، مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں، جن میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے، جس میں انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے، یہ کہاں تک درست ہے؟ قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جاسکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟

ج: کسی انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں، نہ مسلمان کی، نہ غیر مسلم کی۔(۱)

فی الدر المختار، کتاب البیوع ،مطلب البیع الفاسد: وشعر الانسان لکرامة الآدمی ولو کافرا وفی الشامیة ان المراد تکریم صورته وخلقته ولذالم یجز کسر عظام میت کافر (۲).

بعض حضرات کا موقف

بعض حضرات (جن میں غیر مقلدین کی اکثریت بھی شامل ہے) کا موقف یہ ہے کہ غیر مسلم کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے، غیر مسلم کو وہ حرمت حاصل نہیں ہے جو مسلمان کو حاصل ہے۔

چنانچہ ماضی قریب کے مشہور غیر مقلد عالم علامہ ناصر الدین البانیؒ اپنی کتاب "

---

(۱) آپ کے مسائل اوران کا حل (۱۲۵/۳) (۲) الدر المختار، کتاب البیوع ،مطلب البیع الفاسد (۵/ ۵۸)

احکام الجنائز وبدعها'' میں لکھتے ہیں:

''والدلیل علیه قوله علیه السلام ان کسرعظم المؤمن میتاًمثل کسره حیاًوالحدیث دلیل علی تحریم کسرعظم المیت المؤمن ولهذاجاء فی کتب الحنابلة :انه لاحرمة لعظام غیرالمؤمنین لاضافة العظم الی المؤمن فی قوله''عظم المؤمن'' فأفادان عظم الکافرلیس کذلک، وقداشارالی هذاالمعنی الحافظ فی ''الفتح''بقوله یستفادمنه ان حرمة المؤمن بعدموته باقیة کماکانت فی حیاته ومن ذلک یعرف الجواب عن السوال الذی یترددعلی السنة کثیرمن الطلاب فی کلیات الطب ''وهوهل یجوزکسرالعظام لفهمهاواجراء التجربات الطبیة فیها''

والجواب......لایجوزذلک فی عظام المؤمن ویجوزفی غیرهاویأیده مایاتی فی المسئلة الثانیة.

مسئلة(۱۲۹)ویجوزنبش قبورالکفارلانه لاحرمة لهاکمادل علیه مفهوم الحدیث السابق ویشهدله حدیث انس بن مالک قال:قدم النبی ﷺ المدینة فنزل اعلی المدینة فی حی یقال لهم بنوعمروبن عوف،فاقام فیهم اربع عشرة لیلة ثم ارسل الی بنی النجارفجاؤامتقلدی السیوف کانی انظرالی النبی ﷺ علی راحلته وابوبکرردفه وملاء من بنی النجارحوله،حتی اتی بفناء ابی ایوب ، وکان یحب ان یصلی حیث ادرکته الصلوةویصلی فی مرابض الغنم وکان امر بناء المسجدفارسل الی ملاء من بنی النجارفقال یابنی النجارثامنونی بحائطکم هذا،قالوا:لاوالله لانطلب ثمنه الاالی الله قال:فکان فیه قبور المشرکین وخرب ونخل فامرالنبی ﷺبقبورالمشرکین فنبشت ثم بالخرب فسویت وبالنخل فقطع ،فصفواالنخل قبلة المسجدوجعل عضادیته الحجارة وجعلواینقلون الصخروهم یرتجزون،والنبی ﷺمعهم وهو یقول: وهوینقل اللبن:

هذاالحمال لاحمال خیبر.......هذ ابر ربنا و اطهر

اللهم لاخیرالاخیرالآخرة....فاغفرللانصاروالمهاجرة

وفی روایة عن عائشةؓ:

اللھم ان الاجراجرالآخرة .... فارحم الانصاروالمهاجرة

اخرجه الشیخان وغیرهمامن حدیث انس الخ(۱)

هیئة کبارالعلماء سعودی عرب کابھی یہی مسلک ہے،چنانچہ" ابحاث هیئة کبار العلماء" میں ہے:وحیث ان الضرورة الی ذلک منتفیة بتیسرالحصول علی جثث اموات غیرمعصومة،فان المجلس یری الاکتفاء بتشریح مثل هذه الجثث وعدم التعرض لجثث اموات معصومین والحال ماذکر. (۲)

خلاصہ دلائل:ان حضرات نے حدیث" کسرعظم المیت ککسره حیاً" کے بعض طرق سے استدلال کیاہے،جن میں المیت کی جگہ المؤمن آیاہے ،جس سے مستنبط ہوتاہے کہ مؤمن کی ہڈیاں توڑنا صحیح نہیں ہے،غیرمومن کی ہڈیاں توڑنا جائز ہے۔

جواب(۱)حدیث کسرعظم المیت الخ میں المیت کی جگہ المؤمن کے الفاظ ثابت نہیں ہیں،جس کی تفصیل یہ ہے کہ علامہ البانیؒ نے اپنی اسی کتاب یعنی کتاب الجنائزوبدعھا"میں اس مسئلہ سے کچھ قبل (ص۲۹۵) میں حدیث" کسرعظم المؤمن ککسره حیا" ابوداؤد،سنن ابن ماجہ،سنن الدارقطنی ،بیہقی،مسنداحمد،صحیح ابن حبان،تاریخ البخاری،مشکل الآثارللطحاوی،المنتقی لابن جارود،طبقات ابن سعد،حلیہ ابونعیم،اورتاریخ بغدادللخطیب البغدادی سے نقل فرمائی ہے،ان میں سے ابوداؤد،سنن ابن ماجہ ،سنن دارقطنی ،بیہقی اورصحیح ابن حبان حدیث کی مستندکتب ہیں اوران کی روایت کردہ حدیث بہرحال ایک حیثیت رکھتی ہے لیکن ان کتب میں یہ الفاظ ہرگزمنقول نہیں ہیں،ہم نے پوسٹ مارٹم کے عدم جوازکے دلائل ذکرکرتے ہوئے اس حدیث کے تمام طرق مذکورہ کتب سے نقل کردئے ہیں،وہاں ملاحظہ کرلیں،لہذاالبانی صاحب کاان کتب کاحوالہ دینابالکل غلط اورلاعلمی پرمبنی ہے،البتہ مسنداحمد(۳۲۱/۹)رقم الحدیث ۲۴۳۶۲و(۲۲۸/۱۰)

(۱)احکام الجنائزوبدعها"(ص۲۹۵)مکتبة المعارف ،الریاض

(۲)ابحاث هیئة کبارالعلماء (۲ /۶۸) مطبوعه دارالقاسم،السعودیة

المنتقی لابن جارود(ص ۵۵۱)فتح الباری(۱۱۳/۹) اورتاریخ اصفہان لابی نعیم (۳۸۶/۲) میں یہ الفاظ منقول ہیں اوران کے علاوہ دوسری کتب پاس نہ ہونے کی وجہ سے تحقیق نہ ہوسکی لیکن ان کتب کے ناموں سے ظاہر ہے کہ اگران میں یہ الفاظ منقول بھی ہوں تو بھی ان کی وجہ سے حرام کوحلال نہیں قراردیا جاسکتا،ان کے مقابلے میں مشہورروایات کوترجیح دی جائے گی۔

جواب (۲)اگرکسی صحیح سند سے المیت کی جگہ"المؤمن" کالفظ ثابت بھی ہوجائے تواس میں" المؤمن"کی قیداتفاقی کہلائے گی احترازی نہیں،اوراس کے دودلائل ہیں۔

(۱)اس حدیث کے وہ تمام صحیح اور مستندطرق جن میں"المیت" کالفظ ہے، وہ عام ہیں، مسلمان اورکافردونوں کوشامل ہیں۔

(۲) ہم نے سابق میں پوسٹ مارٹم کے عدم جواز کے جوبارہ دلائل ذکرکئے ہیں وہ مطلق ہیں،کافرسمیت ہرانسان کوشامل ہیں،بالخصوص مثلہ سے ممانعت کی حدیث توکفارہی کے بارے میں واردہوئی ہے،لہذامسلمان اورکافرکی لاش کے پوسٹ مارٹم میں فرق کرناصحیح نہیں ہے۔

پوسٹ مارٹم کیلئے قبرکھودکرمیت کونکالنا

اس زمانے میں ایسے واقعات بھی سامنے آچکے ہیں کہ میت کو دفنانے کے بعد بھی پوسٹ مارٹم کیلئے نکالا گیا ہے،یہ سطورتحریرکرنے کے دوران بھی عدالت میں ایسامقدمہ چل رہاہے ،صدرپرویزاورشوکت عزیزکے چہیتے وزیرمملکت شاہدجمیل کے دل کوکینیڈاکی پاکستانی نژادخاتون کفیلہ صدیقی بھاگئی اوراس سے ناجائزتعلقات پیداہوگئے،تواسے وہاں سے اکساکراسلام آبادلے آئے اوراکٹھارہناشروع کردیا،ایک دن چھپ کرلاہورجارہے تھے کہ راستہ میں کفیلہ کی طبیعت خراب ہوگئی(یاخراب کردی گئی)،وزیرموصوف اسے واپس لائے اوراسلام آبادکے ایک ہسپتال پہنچایالیکن بقول ڈاکٹرزکفیلہ کاانتقال راستہ میں

ہو چکا تھا،وزیر موصوف کو گھر کے دوسرے عملہ باورچی ڈرائیور وغیرہ سمیت سب کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کردی گئی ،باورچی وغیرہ نے بتایا کہ وزیر موصوف نے کفیلہ کو بالاخانہ میں رکھاہوا تھا،ہم نے نہ کبھی کفیلہ کو دیکھااور نہ یہ معلوم کرپائے کہ اجنبی خاتون یہاں رہتی ہے،اس بناء پر عملہ کو چھوڑدیا گیااوروزیر موصوف ابھی تک زیرحراست ہیں،یہ عقدہ ابھی حل نہیں ہوا کہ کفیلہ کی موت اتفاقی تھی یااسے قتل کیا گیا ہے،تاہم وزیر موصوف کا بیان یہ ہے کہ میرے کفیلہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اورہم نے تجارت کے سلسلے میں پارٹنرشپ قائم کی ہوئی تھی، کفیلہ کے شوہراور بھائیوں کے بیان کے مطابق کفیلہ کئی مہینوں سے غائب تھی اورانہیں کوئی پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں ہے،باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ معمول کا واقعہ ہے ،اگر کفیلہ کا تعلق کنیڈا سے نہ ہوتا تو کسی کو کوئی پتہ نہ ہوتا کہ کیا ہوا ہے،کنیڈا حکومت کی طرف سے تفتیش کا مطالبہ کیا گیا تھا،اس لئے پیش رفت ہوئی،اس سلسلے میں کفیلہ کا پوسٹ مارٹم کیا گیااوراسے کراچی میں دفنادیا گیالیکن غالباًپوسٹ مارٹم کی اطلاع غلط دی گئی،ورثہ نے اس پرعدم اطمینان کااظہارکیااوردوبارہ پوسٹ مارٹم کامطالبہ کیا،چنانچہ میت کوقبر سے نکال کردوبارہ پوسٹ مارٹم کیا گیاہے لیکن ابھی رپورٹ کے بارے صحیح معلوم نہیں ہوسکا، سیاسی حالات نے اس واقعہ کوپس پشت ڈال دیاہے۔

شرعاًپوسٹ مارٹم کے لئے میت کوقبر سے نکالنا ناجائز اورحرام ہے، اس میں پوسٹ مارٹم کے علاوہ میت کی مزید توہین یہ ہے کہ اسے قبر سے نکالا جاتا ہے ،اسے فقہاء کرامؒ نے شرعی اصولوں کی روشنی میں میت کی توہین شمار کیا ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر حاملہ عورت ایام حمل پورے ہونے کے بعد مری اور بچہ اس کے پیٹ میں متحرک تھا،اس کودفن کردیا گیاپھر کسی نے خواب میں دیکھا کہ عورت کے بچہ پیدا ہوگیاہے تواس خواب پر قبرکوکھودنا جائزنہیں ہے کیونکہ اول توخواب ہی شرعاً حجت نہیں،دوسرے اگرخواب صحیح بھی ہوتو بھی بچہ کے زندہ رہنے کی توقع نہیں بلکہ غالب ظن یہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مرگیاہوگا۔لہذا ایسی صورت میں قبرکھودنا لاش کی توہین ہے، اس لئے منع ہے۔

فی الخانیة علی الهندیة :حامل ماتت وقد اتی علی حملها تسعة اشهر وکان الولد یتحرک فی بطنها فدفنت ولم یشق بطنها ثم رؤیت فی المنا م انها تقول ولدت لا ینبش القبر لان الظاهر انها لو ولدت کان المولود میتا الخ(۱)

اس کے علاوہ شریعت کا اصول ہے کہ قبر میں دفنانے کے بعد میت کو نکالنے کی ایک ہی صورت ہے۔اور وہ یہ ہے کہ میت کو غیر کی زمین میں بلا اجازت دفنایا گیا ہو،اس کے علاوہ کسی مقصد کیلئے قبر سے نکالنا جائز نہیں ہے۔

فی الخانیة:ولایسع اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الااذاکانت الارض مغصوبة اخذت بالشفعة الخ(۲)

نیز فتاوی محمودیہ میں ہے۔(۳)

سوال (ا) کیا زہر خوانی وغیرہ کے معاملات میں نعش دفن ہوجانے کے بعد بغرض پوسٹ مارٹم نعش برآمد کرنے کی شرعاً ممانعت ہے؟ نعش کا پوسٹ مارٹم ایک وجہ ثبوت ہچو قسم معاملات میں فراہم کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دفن کرنے کے بعد مذکورہ مقصد کیلئے نعش کو قبر کھود کر نکالنا شرعاً درست وجائز نہیں، نعش کو چیرنا بھی جائز نہیں،زہر خوانی کا ثبوت مجرم کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے،پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جو ثبوت ہو وہ شرعی ثبوت نہیں اور ایسے ثبوت پر کسی کو مجرم قرار دیکر سزا دینے کا بھی حق نہیں۔

پولیس اگر میت کو قبر سے نکالے تو اس کے خلاف احتجاج اور کاروائی کرنا۔

سوال(۲) اگر ایسا ہو تو کیا پولیس کو نعش برآمد کرنے سے روکنا،اس کے خلاف

(۱) الخانیة علی الهندیة (۱ /۱۹۵) باب فی غسل المیت
(۲) الخانیة علی الهندیة (۱ /۱۹۵)
(۳) فتاوی محمودیہ (۲۹۶/۱۴) قدیم،کتب خانہ مظہری کراچی

احتجاجی کاروائی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے، خواہ وہ سلسلہ میں مزاحمت سرکاری ملازم کی زد میں بھی آتے ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں قانونی چارہ جوئی وکیلوں سے کی جاسکتی ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ کرنے کے نتائج بسااوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہوتا ہے اور ایسا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے جس کا خمیازہ بہت سے بے قصوروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

قصاص کے معاملہ میں بھی میت کو قبر سے نکالنا جائز نہیں

سوال(۳) کیا احترام قبر ومیت شرع میں اس حدتک رکھا گیا ہے کہ قصاص کاروائی کے سلسلے میں بھی اگر نعش برآمد کرنے کی قانوناً ضرورت ہو تو بھی نہ کی جائے؟

جواب: اس کا جواب نمبر ا میں آگیا۔

پولیس کو مرگ مفاجات کی اطلاع دینے کا حکم

سوال(۴) جو شخص پولیس میں اس مرگ مفاجات کی رپورٹ کرتا ہے وہ کسی حکم شرعی کی خلاف ورزی کا ذمہ قرار دیا جاسکتا ہے اور کسی شرعی سزا کا مستوجب ہے؟

جواب: اخفاء واردات جرم ہے، اگر اس جرم سے بچنے کیلئے اطلاع کی ہے کہ اگر اطلاع نہ کرتا تو وہ مستوجب سزا ہوتا تب تو مضائقہ نہیں ہے، اگر اس تحفظ کے علاوہ دوسرا مقصد ہے کہ دوسروں کو بلاوجہ شرعی ذلیل کیا جائے تو یہ سخت معصیت ہے، اس نے قبر کی بھی بے حرمتی کی اور میت کی بھی بے حرمتی کی، اگر اقتدار اعلی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو، جو شرعی سزا دینے کا مجاز ہو، تو وہ حسب صوابدید تعزیر کر سکتا ہے، ہر شخص کو تعزیر کا حق نہیں فقط(۱)

---

(۱) فتاوی محمودیہ (۲۹۶/۱۴) قدیم (۲) الدر المختار مع رد المحتار (۲ / ۱۹۸) باب الجنائز

مرد وعورت کے پوسٹ مارٹم میں فرق ہے؟

عورت کا بیرونی معاینہ گزشتہ شرائط کے ساتھ جائز ہے،اوراندرونی معاینہ (Internal Examination) کی صورت میں پوسٹمارٹم کے عدم جواز کا جو حکم لکھا گیا ہے وہ عام ہے، مرد اور عورت دونوں کو شامل ہے البتہ ایک مزید قباحت وشناعت کی صورت یہ بنتی ہے کہ مرد حضرات کسی خاتون کا پوسٹ مارٹم کریں یا خواتین ڈاکٹرز کسی مرد کا پوسٹ مارم کریں ،اس میں خلاف جنس کے جسم اور تکیز پر نظر ڈالنے کا مزید گناہ ہوگا۔شریعت کی رو سے مردہ عورت کے پردے اورستر کے احکام زندگی کے احکام سے بھی زیادہ سخت ہیں حتی کہ اپنا شوہر بھی اسے غسل نہیں دے سکتااوراس کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدرالمختارشرح تنویرالابصار:ویمنع زوجها من غسلها ومسها.

وفی الشامیة (قوله ویمنع زوجها الخ)اشار الی مافی البحرمن ان من شرط الغاسل ان یحل له النظر الی المغسول فلایغسل الرجل المرأة وبالعکس الخ(۱)

اگر پوسٹ مارٹم ملازمت کا حصہ ہوتو ایسی ملازمت کا حکم

اگر پوسٹ مارٹم کسی ڈاکٹر کی ملازمت کا حصہ ہے اورقانوناوہ اس کے فرائض میں داخل ہوتوایسی صورت میں ایسی ملازمت درست نہیں ہے،اسے دوسری جائز ملازمت تلاش کرنا ضروری ہے، تاہم اگر فی الحال دوسری ملازمت نہ ملتی ہو یااس سے ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں تو تلاش کے ساتھ اسی کو جاری رکھے اور پوسٹ مارٹم کوگناہ سمجھ کرکرتارہے اورتوبہ واستغفاربھی کرتارہے۔

---

(۱)الدرالمختارمع ردالمحتار(۲ /۱۹۸)باب الجنائز

امداد الفتاوی میں ایک تفصیلی سوال وجواب کے ضمن میں ہے۔

سوال:.....پس عرض ہے کہ کوئی مسلمان ڈاکٹر ہوتو وہ ایسا کام کرے یا شرع شریف میں اجازت نہیں ہے؟

الجواب: جس شخص کو ملازمت کی ضرورت سے ایسی چیر پھاڑ کا اتفاق ہو، وہ اس فعل کو ناجائز سمجھے اور استغفار کرے اور جب تک دوسری نوکری قابل بسر میسر نہ ہو، یہ نوکری نہ چھوڑے کہ من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما.(۱)

پوسٹ مارٹم اگر قانوناً ضروری ہوتو؟

بعض غیر مسلم ممالک میں پوسٹ مارٹم ضروری قرار دیدیا گیا ہے اور بعض مسلم ممالک میں بھی اس پر عمل درآمد ہوتا ہے، شرعاً ایسا قانون بنانا صحیح نہیں ہے، اس لئے حتی الامکان مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اس قانون کے خلاف آواز اٹھائیں اور اپنی میت پوسٹ مارٹم کے لئے نہ دیں، تاہم اگر مجبور ہو جائیں اور کوئی صورت نہ ہوتو رشتہ دار گناہ گار نہ ہوں گے۔

میت نے اپنی حیات میں یا ورثہ نے پوسٹ مارٹم کی اجازت دے دی تو بھی پوسٹ مارٹم جائز نہیں۔

پوسٹ مارٹم کے سلسلے میں مندرجہ ذیل صورتیں بھی پیش آتی ہیں۔

(۱) کبھی آدمی اپنی زندگی میں بقائمی ہوش وحواس اس بات کی اجازت دے دیتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری لاش کا پوسٹ مارٹم کیا جاسکتا ہے، تعلیمی اور میڈیکل نقطہ نظر سے پوسٹ مارٹم کے لئے لاش حوالے کرنے کو ثواب بھی تصور کیا جاتا ہے۔

(۲) بعض لوگ اپنی زندگی میں لاش کی پوسٹ مارٹم کی وصیت کر جاتے ہیں۔

(۳) بعض حضرات اپنی زندگی میں اپنا کوئی عضو ہبہ اور عطیہ کر جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میرے مرنے کے بعد مذکورہ عضو نکال کر فلاں کو دے دیا جائے۔

---

(۱) امداد الفتاوی (۵۰۸/۱) مکتبہ دار العلوم کراچی

(۴)بعض اوقات یہ صورت بھی پیش آتی ہے کہ میت نے نہ خود وصیت کی اور نہ اجازت دی لیکن ورثاء میت کے پوسٹ مارٹم کی اجازت دے دیتے ہیں،آج کل مقدمہ اور عدالتی کاروائی کے سلسلے میں میت کا جو پوسٹ مارٹم ہوتا ہے وہ ورثاء کی اجازت سے ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ میت نے خود اجازت دیدی یا ورثہ نے رضامندی ظاہر کردی تو شرعاً پوسٹ مارٹم درست ہوگا یا نہیں؟

اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ان تمام صورتوں میں بھی پوسٹ مارٹم جائز نہیں خود میت کی اجازت،رضامندی اور وصیت اس لئے معتبر نہیں کہ انسان اپنے جسم وبدن کا مالک ہی نہیں ہے،جس کی تفصیل آگے آرہی ہے،بدن اس کے پاس محض امانت ہے اور ورثاء کی اجازت اس لئے معتبر نہیں کہ ایک تو انہیں میت پر اس طرح کا کوئی اختیار اور ولایت حاصل نہیں،دوسرے وہ بھی لاش کے مالک نہیں ہیں،یہ ان کے پاس صرف امانت ہے،ان کے ذمہ لازم ہے کہ شریعت کے اصول وضوابط کے مطابق اس کی تجہیز وتکفین کریں،اس میں نہ وہ خود کوئی تصرف کرسکتے ہیں اور نہ کسی اور کو تصرف کا اختیار دے سکتے ہیں۔

انسان اپنے جسم کا مالکِ مختار نہیں ہے۔

شریعت کی رو سے کوئی انسان اپنے جسم وبدن کا خودمختار مالک نہیں ہے،جسم کا خالق اور حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے،اللہ تعالیٰ نے اپنی اس ملک کو انسان کے پاس امانت اور ودیعت کے طور پر رکھ کر اس سے صرف انتفاع کی اجازت دی ہے،اس میں خوداختیاری اور مالکانہ تصرف کی اجازت نہیں دی ہے اور اس کے کئی دلائل ہیں۔

(۱) خودکشی شرعاً حرام ہے۔

خودکشی شرعاً حرام اور ناجائز فعل ہے اور اس کے ناجائز ہونے پر اتفاق ہے، کسی بھی مذہب اور کسی بھی ملک کے قانون میں اس کی اجازت نہیں ہے، دوسرے مذاہب اور ملکی قوانین میں اس کے ناجائز ہونے کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جوابات اور وجوہ مختلف ہوسکتی ہیں، لیکن شریعت کی رو سے اس کے ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنے جسم کا خودمختار مالک نہیں ہے، لہٰذا اس میں تصرف کرنا اور اسے ختم کرنا بھی جائز نہیں ہے(۱)

خودکشی کی حرمت کئی نصوص شرعیہ سے ثابت ہے۔

(۱) قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن الکریم :یاایھاالذین آمنوا لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل الاان تکون تجارۃ عن تراضٍ منکم ولاتقتلواانفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیماً.(۲)

ترجمہ: اے مومنو! ایک دوسرے کے اموال آپس میں ناجائزطریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرنے والا ہے۔

(۲) قال اللّٰہ تعالیٰ: وانفقوافی سبیل اللّٰہ ولاتلقوابایدیکم الی التھلکۃ ،واحسنوا،ان اللّٰہ یحب المحسنین .(۳)

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

(۳) فی تفسیرابن کثیرللامام ابن کثیر: قال الامام احمد:حدثناحسن بن موسی ......عن عمروبن العاص انہ قال لمابعثہ النبی ﷺ عام ذات السلاسل قال: احتلمت فی لیلۃ باردۃ شدیدۃ البرد،فاشفقت ان اغتسلت ان اھلک ، فتیممت ثم صلیت بأصحابی صلوۃ الصبح :قال فلماقدمناعلی رسول اللّٰہ ﷺ

(۱) فتح الباری (۵۳۹/۱۱) (۲) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۸

(۳) سورۃ البقرۃ ۲: ۱۹۵

ذکرواذلک له، فقال:یاعمرو:صلیت باصحابک وانت جنب؟ قال قلت نعم یارسول اللّٰه ،انی احتلمت فی لیلة باردة شدیدة البرة،فاشفقت ان اغتسلت ان اهلک ،فذکرت قول اللّٰه عزوجل ، ولاتقتلواانفسکم ، ان اللّٰه کان بکم رحیماً،فتیممت ثم صلیت فضحک رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ولم یقل شیئا.(۱)

ترجمہ:حضرت عمرو بن العاص ؓ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے آپ کوذات السلاسل غزوہ کے سال بھیجاتو وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شدید سردرات کواحتلام ہوگیاتو مجھے اندیشہ ہوا کہ اگرمیں نے غسل کیاتوہلاک ہوجاؤں گاتو میں نے تیمم کیااوراپنے ساتھیوں کوصبح کی نماز پڑھائی، پھرجب ہم نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو ساتھیوں نے اس کاذکرنبی علیہ السلام کے سامنے کیاتو آپ نے فرمایااے عمرو!تونے اپنے ساتھیوں کوجنبی ہونے کی حالت میں نماز پڑھائی ہے؟میں نے کہاہاں اے اللہ کے رسول ،کیوں کہ مجھے ایک سخت سردرات میں احتلام ہواتھامجھے اندیشہ تھاکہ اگرمیں نے غسل کیاتوہلاک ہوجاؤں گا،اورمیں نے آپ کے سامنے اللہ تعالی کایہ قول ذکرکیاو لاتقتلوا انفسکم، ان اللّٰه کان بکم رحیماً. اس لئے میں نے تیمم کیااورنماز پڑھائی تو نبی علیہ السلام مسکرائے اورکچھ نہ فرمایا۔

(۴)وفیه ایضاعن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه ﷺمن قتل نفسه بحدیدة،......فحدیدته فی یده،یَجأبهابطنه یوم القیامة فی نارجهنم خالدًمخلدافیهاابداً،ومن قتل نفسه بسُم فسُمه فی یده یتحساه فی نارجهنم خالداًمخلداًفیهاابداًومن تردی من جبل فقتل نفسه فهومتردٍ فی نارجهنم خالدامخلدافیهاابدا.(۲)

---

(۱)تفسیرابن کثیر(۲ /۲۴۰)مکتبه رشیدیه کوئته،وفی التعلیق علیه : حسن ذکره البخاری معلقاًبصیغة التمریض(۱ /۴۵۴)ووصله ابوداؤد۳۳۴واحمد(۴ /۲۰۳)والبیهقی(۱ /۲۲۵) والحاکم(۱ /۱۷۷)وقال ابن حجرفی الفتح:اسناده قوی،الحاصل ان الحدیث حسن صحیح

(۲)تفسیرابن کثیرالمذکور(۲ /۲۴۰)وفی التعلیق: صحیح ،اخرجه البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجة والنسائی واحمد وهذاالحدیث ثابت فی الصحیحین

ترجمہ:حضرت ابوہریرہؓ سے روایت وہ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ:جس نے اپنے آپ کودھاری دارآلے سے قتل کیاتوقیامت کے دن وہ دھاری دار آلہ لے کرآئے گااوراس سے اپنے پیٹ کو مارتا ہے گااور ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا، اورجس نے سوئی کے ناکے سے اپنے آپ کوقتل کیاتوقیامت کے دن وہ سوئی کانا کا ساتھ لے کرآئے گااوراس کواپنے جسم میں گھونپتارہے گااوراس کامزہ چکھتارہے گااور ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا،اورجس نے اپنے آپ کوپہاڑ سے گراکرقتل کیاتووہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ گرتارہے گا۔

(۵)وفیه ایضاًعن ثابت بن الضحاک رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺمن قتل نفسه بشیء عذب به یوم القیامة ،وقداخرجه الجماعة فی کتبهم من طریق ابی قلابة.(۱)

ترجمہ:حضرت ثابت بن ضحاکؓ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ جس نے اپنے آپ کوکسی چیز کے ذریعہ قتل کیاتوقیامت کے دن اس کے ساتھ اس کوعذاب دیاجائے گا۔

(۶)وفیه ایضاوفی الصحیحین من حدیث الحسن ،عن جندب بن عبدالله البجلیؓ قال قال رسول الله ﷺ کان رجل ممن قبلکم وکان به جرح فاخذسکیناًنحربهایده فمارقاالدم حتی مات ،قال الله عزوجل "عبدی بادرنی بنفسه ،حرمت علیه الجنة"(۲)

ترجمہ:حضرت جندب بن عبداللہ البجلیؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشادفرمایا کہ پہلی امتوں میں ایک شخص تھااسے زخم کی تکلیف زیادہ ہوئی تواس نے چھری لی اوراس سے اپناہاتھ زخمی کریاجس کی وجہ سے خون بہتارہایہاں تک کہ اس کاانتقال ہوگیاتواللہ تعالی نے فرمایاکہ میرے بندے نے مجھ سے جلدی کی،اس لئے میں نے اس پرجنت حرام کردی۔

---

(۱)تفسیرابن کثیرالمذکور(۲ / ۲۴۰)وفی التعلیق علیه:صحیح،اخرجه البخاری ومسلم وابوداؤدوالترمذی والنسائی وابن ماجة واحمدوابن حبان (۲)ایضا(۲ / ۲۴۱)

(۲) کسی عضو کا بگاڑنا جائز نہیں۔

شریعت کی رو سے انسان اپنے جسم ونفس کا مالک نہیں ،اس کی دوسری دلیل یہ ہے کہ شرعاً اپنے کسی عضو کو بگاڑنا جائز نہیں ،حرام اور ناجائز ہے۔

فی صحیح المسلم، عن جابرؓ قال لماهاجرالنبی ﷺالی المدینة هاجرالیه الطفیل بن عمروو هاجرمعه رجل من قومه فاجتووا المدینة فمرض فجزع فأخذمشاقص له فقطع بهابراجمه فشخبت یداه حتی مات فرأه الطفیل بن عمروفی منامه فرأه وهیئته حسنة وراٰه مغطّیایدیه فقال له ماصنع بک ربک قال غفرلی بهجرتی الی نبیه ﷺفقال له مالی اراک مغطّیاًیدیک قال قیل لی لن نصلحماافسدت فقصهاالطفیل علی رسول اللهﷺفقال رسول الله ﷺ ولیدیه فاغفر.(۱)

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو طفیل بن عمرو دوسیؓ نے بھی ہجرت کی اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی، پھر مدینہ کی ہوا ان کو موافق نہ آئی،وہ شخص بیمار ہو گیا اور گھبرا گیا اور اس نے مجبور ہو کر اپنا پھل لیا اور اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے، پھر اس کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ فوت ہو گیا،حضرت طفیلؓ نے اس کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا البتہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ چھپائے ہوئے تھے تو حضرت طفیلؓ نے اس سے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے چونکہ نبی علیہ السلام کی طرف ہجرت کی تھی،اس لئے اللہ نے میری مغفرت کری تو حضرت طفیلؓ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا ہے؟ اس نے کہا مجھے کہا گیا کہ آپ نے خود جو معاملہ خراب کیا ہے ہم اسے درست نہیں کریں گے ،اس لئے میری انگلیوں کے جوڑ کٹے ہوئے ہیں اور میں نے ڈھانپ رکھے ہیں ،پھر حضرت طفیلؓ نے اس کا ذکر نبی علیہ السلام کے سامنے کیا تو آپ نے دعا کی:: اے اللہ اس شخص کے ہاتھوں کو بھی بخش دیں۔

---

(۱)صحیح المسلم(۱ /۷۴)کتاب الایمان

دیت وقصاص کا حکم

جب مروجہ پوسٹ مارٹم ناجائز ہے اور حدیث" کسر عظم المیت ککسرہ حیا" کی رو سے مردہ اور زندہ انسان کی ہڈی توڑنا ناجائز وحرام ہے، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی ڈاکٹر وغیرہ نے پوسٹ مارٹم کیا اور مردے کی ہڈی توڑی تو کیا اس پر دیت و قصاص ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ میت کی توہین وتذلیل کی وجہ سے سخت گناہ گار ہے اور یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے، لہذا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے لیکن اس پر دیت وقصاص نہیں ہے، اور اس کی وجہ فقہاء کرامؒ نے یہ لکھی ہے کہ دیت وقصاص کا موجب یہ ہے کہ کسی کی زندگی کو ختم کیا جائے یا زندہ ہونے کی حالت میں اس کا کوئی عضو کاٹا جائے یعنی قصاص کا موجب حیاۃ اور زندگی ہے اور یہاں حیاۃ موجود نہ تھی۔

اور حدیث"کسر عظم المیت ککسرہ حیا" سے دیت و قصاص کا وجوب معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں تشبیہ کی وضاحت بھی موجود ہے یعنی فی الاثم، مراد یہ ہے کہ یہ تشبیہ گناہ میں ہے، قصاص وغیرہ میں نہیں ہے، بعض روایات میں یہ وضاحت مرفوعا مروی ہے اور بعض میں موقوفا۔

امام دار قطنیؒ کے علاوہ تقریبا تمام محدثین اس حدیث کو کتاب الجنائز میں لائے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات نے اس سے صرف گناہ میں برابری مراد لی ہے، دیت وقصاص میں برابری مراد نہیں لی، امام دار قطنیؒ نے اسے اپنی سنن میں" کتاب الحدود والدیات وغیرھا" میں نقل کیا ہے، جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں تشبیہ دیت وقصاص میں بھی ہے، اگر امام موصوفؒ کا مقصد یہی ہو تو یہ صحیح نہیں ہے کیوں کہ

یہاں تشبیہ اثم اورگناہ میں ہے اوراس کی وضاحت خودحدیث میں آچکی ہے بلکہ امام دارقطنیؒ نے یہ حدیث تین اسناد سے نقل کی ہے اورپہلی دونوں روایات میں بھی وجہ تشبیہ موجود ہے''فی الاثم'' اور''یعنی فی الاثم'' چنانچہ ملاحظہ ہو۔

فی سنن الدارقطنی: ان عمرة بنت عبدالرحمن حدثته عن عائشةؓ انهاسمعت النبی ﷺیقول:ان کسرعظم المیت میتا مثل کسره حیافی الاثم.(۱)

وفیه ایضاًعن عمرة عن عائشةؓ انهاسمعت رسول الله ﷺیقول:ان کسرعظم المیت میتاًمثل کسره حیاًیعنی فی الاثم.(۲)

وفیه ایضاعن القاسم عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺکسرعظم المیت ککسره حیاً.(۳)

وفی اوجزالمسالک: قوله (کسرعظم الخ)قال الباجی:یریدان له من الحرمة فی حال موته مثل ماله حال حیاته،وان کسرعظامه فی حال موته یحرم کمایحرم کسرهاحال حیاته.(قوله قال مالک فی الاثم)......ثم قال الباجی:یرید مالک انهمالایستویان فی القصاص وغیره،وانمایستویان فی الاثم،وقال الزرقانی فی الاتفاق علی حرمة فعل ذلک به فی الحیاة والموت لافی القصاص والدیة فمرفوعان عن کاسرعظم المیت اجماعاً،انتهی،وکذاقال الطحاوی فی مشکله:وحاصله ان عظم المیت له حرمة مثل حرمة عظم الحی ،لکن لاحیوة فیه فکان کاسره فی انتهاک الحرمة ککاسرعظم الحی ویعدم القصاص والارش لانعدام المعنی الذی یوجبه من الحیوة انتهی.(۴)

---

(۲)سنن الدارقطنی(۳ /۱۲۳)..کتاب الحدودوالدیات وغیرها،المکتبة العلمیة بیروت،رقم الحدیث(۳۳۷۹)

(۲)ایضاًرقم الحدیث(۳۳۸۰)

(۳)سنن الدارقطنی(۳ /۱۲۳) رقم الحدیث (۳۳۸۱)

(۴)اوجزالمسالک (۴ /۲۸۸)اداره تالیفات اشرفیه ،ملتان

نفسیاتی پوسٹ مارٹم (Psychological Post Mortem)

سائنس کے اس ترقی کے دور میں بھی طبی پوسٹ مارٹم کے ذریعہ صحیح نتیجہ پر پہنچنا یقینی نہیں ہے، بشمول پاکستان دنیابھر کے مخصوص ہسپتالوں میں ماہرترین اورتجربہ کارڈاکٹرز لاشوں کا طبی معاینہ کرتے ہیں لیکن یہ اپنی جگہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بعض اوقات مکمل اور پراحتیاط معاینہ کے بعد بھی موت کی صحیح وجہ معلوم نہیں ہوسکتی،اور ماہرین بھی قتل ،خودکشی،حادثہ اورقدرتی موت میں واضح فرق نہیں کرپاتے، بلکہ حادثہ یاخودکشی وغیرہ لکھ دیتے ہیں اور یوں معاملہ ہمیشہ کے لئے مشکوک ہوجاتا ہے،بعض اوقات وارثان بھی اس قسم کا مبہم نتیجہ قبول کرنے سے انکارکردیتے ہیں ،ایسے حالات میں حقیقت معلوم کرنے کی دوہی صورتیں ہوتی ہیں:

(۱)پولیس کی تفتیش

(۲)مرنے والے کانفسیاتی پوسٹ مارٹم (Psychological Post Mortem)

نفسیاتی پوسٹ مارٹم (Psychological Post Mortem) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مرنے والے کے گردوپیش کے لوگوں سے بیانات ،ہسپتال میں اس کے رویہ،معالجین اورڈاکٹرحضرات کے ساتھ معاملہ اوردیگرلوگوں سے تعلقات وغیرہ کی بنیادپراس گرہ کوکھولنے کی کوشش کی جاتی ہے،نفسیاتی معائنہ کرتے ہوئے معالج حضرات کی ٹیم مرنے والے کے ان حالات کاجائزہ بھی لیتی ہے جوبادی النظرمیں اتنی اہمیت کے حامل نہ ہوں ،اس کے علاوہ اس کے روزگار،مذہبی عقائدوعادات،طبی تاریخ ،مشاغل،نشہ آوردواؤں کااستعمال،خاندانی اموات کے پس منظریادوسری بیماریوں کے بارے میں رپورٹ اکٹھی کرتے ہیں پھرعزیزواقارب،رشتہ دار،دوست واحباب وغیرہ سے مختلف سوال کرکے موادا کٹھا کرتے ہیں اوراندازہ کرتے ہیں کہ اس کوکوئی ذہنی،نفسیاتی یادماغی عارضہ تونہیں تھا۔

مثلاً ایک کھڑکی کے قریب لاش ملی ہے تواس مشکوک موت کے بارے میں یہ سوال اٹھتے ہیں:

(۱) کیامرنے والے نے کھڑکی سے خود چھلانگ لگا کرخودکشی کی تھی؟۔

(۲) کیامرنے والے کوکسی نے کھڑکی سے دھکادیا تھایعنی قتل کیا تھا؟

(۳) کیامرنے والاکھڑکی صاف کرتے وقت زیادہ جھک گیااورگرکرمرگیایعنی حادثہ پیش آیا تھا؟

(۴) کیامرنے والاکھڑکی سے نیچے دیکھ رہاتھاکہ اس کودل کادورہ پڑگیاجس کی وجہ سے وہ نیچے گرگیایعنی قدرتی موت واقع ہوگئی؟

ان حالات میں مرنے والے کی وجہ موت کے بارے سرجن ڈاکٹرز بے چارے کیالکھیں گے؟اس کواصل رنگ وروپ تونفسیاتی معائنہ (Psychological Post Mortem) والے ہی دے سکیں گے یاپھر پولیس کی تفتیش،اس طرح بعض اوقات کسی مرض کے سلسلے میں کوئی ڈاکٹرکسی مریض کوغلط دواتجویزکردیتاہے، جس سے اس کی موت واقع ہوجاتی ہے یاڈاکٹرنے صحیح دوالکھی مگرمیڈیکل سٹوروالوں نے غلط دوادیدی یااول الذکردونوں جگہوں پرمعاملہ ٹھیک تھامگرگھرمیں وہ دواکسی دوسری زہریلی دواکی بوتل سے بدل گئی ،بہرحال اتناضرورہے کہ موت کوصرف بہانہ ہی درکارہے، جس کے بارے میں محتاط رویہ رکھنابہترہوتاہے۔

ایسی صورت حال درپیش ہوتوپھرنفسیاتی معائنہ (Psychological Post Mortem) کی ضرورت پیش آتی ہے۔

نفسیاتی معائنہ (Psychological Post Mortem) کی شرعی حیثیت

شریعت کی روسے نفسیاتی معائنہ(Psychological Post Mortem) کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ،یہ شرعاًجائزہے، اوراس کے ناجائزہونے کی کوئی وجہ نہیں،اسے ایک قرینہ قراردیاجاسکتاہے البتہ بلاوجہ کسی کوتنگ اورپریشان کرناجائزنہیں ۔

حصہ دوم

بعض حضرات کا موقف اور ان کے دلائل

بعض حضرات کا موقف اور ان کے دلائل

بعض حضرات نے کچھ شرائط کے ساتھ پوسٹ مارٹم کی اجازت دی ہے، جن میں المجمع الفقھی الاسلامی مکہ مکرمہ کے اراکین بھی شامل ہیں۔

المجمع الفقھی الاسلامی مکہ مکرمہ کا موقف

چنانچہ مجمع کے دسویں اجلاس منعقدہ مکہ مکرمہ مؤرخہ ۲۴ تا ۲۸ صفر ۱۴۰۸ھ میں اس کے بارے یہ قرارداد منظور ہوئی۔

المجمع الفقھی الاسلامی نے محسوس کیا کہ لاشوں کا پوسٹ مارٹم ایسی ضرورت ہے جس کی بنیاد پر پوسٹ مارٹم کی مصلحت انسانی لاش کی بے حرمتی کے مفسدہ پر فوقیت رکھتی ہے، چنانچہ المجمع الفقھی الاسلامی طے کرتی ہے کہ:

اول:......مندرجہ ذیل مقاصد کے تحت لاشوں کا پوسٹ مارٹم جائز ہے۔(الف)تعزیراتی مقدمہ میں موت یا جرم کے اسباب کی دریافت ہوسکتی ہو۔(ب)پوسٹ مارٹم کے متقاضی امراض کی دریافت مطلوب ہوتا کہ اس کی روشنی میں ان امراض کیلئے مناسب علاج اور ضروری احتیاطی اقدامات کئے جاسکیں ۔(ج)طب کی تعلیم وتدریس مقصود ہو جیسا کہ میڈیکل کالجز میں ہوتا ہے۔

دوم:بغرض تعلیم پوسٹ مارٹم میں درج یل شرائط کی رعایت ضروری ہے۔

(الف)لاش اگر کسی معلوم شخص کی ہو تو موت سے قبل حاصل کی گئی خود اسی کی اجازت یا موت کے بعد وارثین کی اجازت ضروری ہے، معصوم الدم لاش کا پوسٹ مارٹم بغیر ضرورت نہیں ہونا چاہئے۔

(ب) پوسٹ مارٹم بقدرِ ضرورت ہی کیا جائے تا کہ لاشوں کے ساتھ کھلواڑی کی صورت پیدا نہ ہو۔

(ج) خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم خواتین ڈاکٹروں کے ذریعہ ہی کرنا ضروری ہے۔

سوم: تمام حالات میں پوسٹ مارٹم شدہ لاش کی تدفین واجب ہے۔(۱)

هيئة كبار العلماء سعودی عرب کا موقف

ان حضرات کا موقف بھی یہی ہے، چنانچہ ابحاث هيئة كبار العلماء میں ہے۔

الحمدلله وحده وصلى الله وسلم على من لانبى بعده محمدوآله وصحبه وبعد: ففي الدورة التاسعة لمجلس هيئة كبارالعلماء المنعقدة في مدينة الطائف في شهرشعبان عام ١٣٩٦ وجرى الاطلاع على خطاب معاليه وزيرالعدل رقم ٣٢٣١/٢/خ المبنى على خطاب وكيل وزارة الخارجية رقم ٣٤/١/٢/٤٢٦/١/٣وتاريخ ٢٩٥/٨/٦)المشفوع به مذكرة السفارة الماليزية بجدة، المتضمنا استفسارهاعن رأى وموقف المملكة السعودية في اجراء عملية طبية على ميت مسلم وذلک لاغراض مصالح الخدمات الطبية كماجرى استعراض البحث المقدم في ذلک في اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ،وظهران الموضوع ينقسم الى ثلاثة اقسام.

الاول...التشريح لغرض التحقيق عن دعوى جناية.

الثاني ...التشريح لغرض التحقيق عن امراض وبائية لتتخذعلى ضوئه الاحتياطات الكفيلة بالوقاية منها.

الثالث...التشريح للغرض العلمي تعلماوتعليما.

وبعدتداول الرأى والمناقشة ودراسة البحث المقدم من اللجنة

(۱) عصر حاضر کے پیچیدہ مسائل کا شرعی حل (ص۱۸۳تا۱۸۴)

المشار اليه اعلاه قرر المجلس مايلي:

بالنسبة الى القسمين الاول والثانى فان المجلس يرى ان فى اجازتهما تحقيقا لمصالح كثيرة فى مجالات الامن والعدل ووقاية المجتمع من الامراض الوبائية ،وهذه انتهاک كرامة الجثة المشرحة مغمورة فى جنب المصالح الكثيرة والعامة المتحققة بذلک ،وان المجلس لهذا يقرر بالاجماع اجازة التشريح لهذين الغرضين،سواء كانت الجثة المشرحة جثة معصوم ام لا .

واما بالنسبة للقسم الثالث وهو التشريح للغرض التعليمى فنظرا الى ان الشريعة الاسلامية قد جاءت بتحصيل المصالح وتكثيرها وبدرء المفاسد وتقليلها،وبارتكاب ادنى الضررين لتفويت اشدهما وانه اذا تعارضت المصالح اخذ بارجحها وحيث ان تشريح غير الانسان من الحيوانات لايغنى عن تشريح الانسان وحيث ان فى التشريح مصالح كثيرة ظهرت فى التقدم العلمى فى مجالات الطب المختلفة فان المجلس يرى جواز تشريح جثة الآدمى فى الجملة الا انه نظرا الى عناية الشريعة الاسلامية بكرامة المسلم ميتا كعنايتها بكرامته حيا،وذلک لما روى احمد وابو داؤد وابن ماجة عن عائشةؓ ان النبى ﷺ قال :كسر عظم الميت ككسره حيا ونظرا الى ان التشريح فيه امتهان لكرامته وحيث ان الضرورة الى ذلک منتفية بتيسر الحصول على جثث اموات غير معصومة،فان المجلس يرى الاكتفاء بتشريح مثل هذه الجثث وعدم التعرض لجثث اموات معصومين والحال ماذكر،والله الموفق.(١)

بعض علماء ہندوستان کا موقف

بعض علماء ہندوستان بھی پوسٹ مارٹم کے جواز کے قائل ہیں اور ان حضرات کا

(١) ابحاث هيئة كبار العلماء (٢ /٥٨) حكم تشريح جثة المسلم دار القاسم، المملكة السعودية قرار ٤٧ وتاريخ ٢٠ /٨ /١٣٩٦ھ

فتوی نظام الفتاوی میں چھپا ہے۔(۱)

مولانا منت اللہ رحمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ھذاماعندی فان اصبت فمن اللّٰہ وان اخطأت فمنی ومن الشیطان .

علماء کرام کیلئے قابل غور بات یہی ہے کہ عدم تعلیم سینکڑوں جانوں کی ہلاکت کا موجب ہوگا یانہیں؟ اور اگر موجب ہوگا تو یہ ضرر بمقابلہ چند نعشوں کے اعظم واشد ضرر ہے یانہیں؟

میراخیال ہے کہ بمقابلہ چند نعشوں کے سینکڑوں جانوروں کی ہلاکت اعظم اوراشد ضرر ہے لہذاالاشباہ کی تصریح کی بناء پر آئین اسلام کی رو سے اس میں کوئی شبہ نہیں رہتاہے کہ میڈیکل کالج میں نعش پر جوعمل جراحی کیاجاتاہے وہ شرعاً حد جواز کے اندر ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن ،مفتی دارالعلوم دیوبند، تصحیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”علم جراحی مسلمانوں کیلئے حاصل کرنالازمی اورضروری ہے اوراودھر یہ قاعدہ بھی ہے الضرریزال اورالضرورات تبیح المظورات پس ضرورت اور مجبوریوں کی وجہ سے یہ عمل جراحی جائز ہے، چنانچہ مجیب لبیب نے توضیح کی ہے“۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمی صاحب تصحیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”خط کشیدہ عبارت تو بہت ہی مضبوط دلیل ہے اورآیت کریمہ ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب اورآیت قتال کے اشارے بھی اس طرف ہیں“۔

مولاناخالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل (۱/۳۸۱) میں لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم بھی اگرکسی ضرورت کے پیش نظر ناگزیر ہوجائے توجائز ہے مثلاً مقدمہ کی تحقیق کے لئے موت کی وجہ معلوم کرنی ہو، یاکوئی شخص اپنااندرونی عضو ہبہ کردے اورعلماء اس کے جواز کافتوی دیدیں ،اس لئے اس عضوکونکالناہووغیرہ ......چنانچہ فقہاءؒ نے اس مردہ حاملہ عورت کاپیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے جس کے پیٹ کابچہ ابھی تک زندہ ہے تاکہ اس طرح اس کونکالا جاسکے (فتح القدیر ۲/۱۰۲)

---

(۱) نظام الفتاوی (ص ۲۵۶) قدیم بحوالہ احسن الفتاوی (۸/۳۳۹)

میڈیکل تعلیم کی غرض سے پوسٹ مارٹم کا جواز قابل غور مسئلہ ہے، ایک طرف یہ ضرورت بھی ہے کہ اس طرح اگر تجرباتی تعلیم نہ دی جائے تو طلبہ کے لئے انسانی جسم کی پیچیدہ ساخت کا سمجھنا مشکل ہوجائے گا اور دوسری طرف اسلام میں مردہ کا جو احترام اور انسانیت کی جو تکریم پیش نظر رکھی گئی ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتی، اس لئے اس کے لئے پلاسٹک کے مصنوعی اعضاء اور جسم، حیوانوں، مینڈک، بندر، بن مانس وغیرہ کے جسمانی تجزیہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

لیکن اگر یہ اس مقصد کے لئے کافی نہ ہو تو انسانی نعشوں کا پوسٹ مارٹم بھی درست ہے، اس لئے کہ اس ایک نقصان سے بڑا اجتماعی اور قومی مفاد وابستہ ہے اور فقہ کا اصول ہے کہ جہاں دو میں سے کسی ایک نقصان سے دوچار ہونا ناگزیر ہوجائے، وہاں اہم تر نقصان سے بچنے کے لئے کمتر نقصان کو گوارا کرلیا جاتا ہے۔

لو کان احدهما اعظم ضررا من الآخر فان الاشد یزال بالاخف.(۱)

رسائل و مسائل میں ہے۔

سوال: اسلامی حکومت میں نعشوں کی چیر پھاڑ (Post Mortem) کی کیا صورت ہوگی؟ اسلام تو لاشوں کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دیتا، پوسٹ مارٹم دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک (Medico Legal) زیادہ ترتفتیش کے لئے، دوسرے عمل الامراض کی (Pathological) ضروریات کے لئے، ممکن ہے کہ اول الذکر کی اہمیت اسلامی حکومت میں نہ ہو لیکن آخر الذکر کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس طریقہ سے امراض کی تشخیص اور طبی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

جواب: پوسٹ مارٹم کے مسئلے پر میں اب تک کوئی قطعی رائے قائم نہیں کرسکا ہوں، یہ بھی مانتا ہوں کہ بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کے لئے یہ ناگزیر ہے، مگر اس کے باوجود طبیعت میں سخت کراہت پاتا ہوں اور احکام شرعیہ میں بھی انتہائی ناگزیر صورت کے بغیر اس کے لئے کوئی گنجائش مجھے نظر نہیں آتی، بہرحال یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے ایک اسلامی حکومت میں اہل علم باہمی مشورے سے طے نہ کرسکتے ہوں۔(۲)

---

(۱) جدید فقہی مسائل (۲۸۱/۱) زم زم پبلشرز کراچی (۲) رسائل و مسائل (۱۹۲/۲)

اس سے آگے ہے۔

سابق خط کے جواب سے میری تشفی نہیں ہوئی، آپ نے لکھا ہے کہ "پوسٹ مارٹم کی ضرورت بھی مسلم ہے اوراحکام شرعیہ میں شدید ضرورت کے بغیر اس کی گنجائش بھی نظر نہیں آتی" مگر مشکل یہ ہے کہ طبی نقطہ نگاہ سے کم ازکم اس مریض کی لاش کا پوسٹ مارٹم تو ضرور کرلینا چاہئے، جس کے مرض کی تشخیص نہ ہوسکی ہو یا ہو، اس کے باوجود علاج بے کار ثابت ہوا ہو، اسی طرح "طبی قانونی" (Medico Legal) نقطہ نظر سے بھی نوعیت جرم کی تشخیص کے لئے پوسٹ مارٹم لازمی ہے، علاوہ ازیں اناٹومی، فزیالوجی اور آپریٹو سرجری کی تعلیم بھی جسد انسانی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

آپ واضح فرمائیں کہ ان صورتوں پر شرعاً شدید ضرورت کا اطلاق ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: پوسٹ مارٹم کے مسئلہ میں، جیسا کہ پہلے بھی عرض کرچکا ہوں، مجھے خود بڑا اخلجان ہے، اور کوئی فیصلہ کن بات میرے لئے مشکل ہے، اس معاملہ کے دو مختلف پہلو ہیں جن کے تقاضے ایک دوسرے سے متصادم ہوتے ہیں۔

ایک طرف شرعی احکام ہیں جو مرنے والے انسانوں کے جسم کا احترام کرنے اور ان کو عزت کے ساتھ دفن کرنے کی تاکید کرتے ہیں اور اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کی تجہیز و تکفین کر کے نماز پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں، ان احکام شرعیہ کی تائید ان لطیف انسانی حساسیات سے بھی ہوتی ہے جو (شاید ڈاکٹروں اور بالکل سائنٹسٹ قسم کے لوگوں کے سوا) سب ہی انسانوں میں موجود ہوتے ہیں، کوئی آدمی خوشی سے یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ اس کے باپ، بیٹے، بیوی، بہن اور ماں کی لاشیں ڈاکٹروں کے حوالے کی جائیں اور وہ ان کی چیر پھاڑ کریں، یا وہ میڈیکل کالج کے طالب علموں کو دے دی جائیں تاکہ وہ ان کے ایک ایک عضو کا تجزیہ کریں اور پھر ان کی ہڈیاں سکھا کر رکھ دیں، اسی طرح کوئی قوم بھی یہ گوارہ کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس کے لیڈر اور پیشوا مرنے کے بعد پوسٹ مارٹم کے تختہ مشق بنائے جائیں، ابھی حال میں گاندھی جی اور لیاقت علی خان مرحوم گولی کے شکار ہوئے ہیں "طبی قانونی" نقطہ نظر سے ضروری تھا کہ ان کا پوسٹ مارٹم کرکے سبب موت کی تشخیص کی

جاتی مگر اس سے احتراز کیوں کیا گیا؟ صرف اس لئے کہ قومی جذبات محترم لیڈروں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔

دوسری طرف طبی اور قانونی اغراض کے لئے پوسٹ مارٹم کی ضرورت ہے، طب کے مختلف شعبوں کی تعلیم اور طبی تحقیقات کی ترقی کے لئے اس کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور ایک حد تک قانون بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قتل کے مقدمات میں سبب موت کا یقین کیا جائے۔

اب یہ ایک بڑا پیچیدہ سوال ہے کہ ان دونوں متصادم تقاضوں کے درمیان مصالحت کیسے کی جائے؟ اس کا یہ حل تو میرے نزدیک سخت مکروہ ہے کہ امیروں اور غریبوں، بڑے لوگوں اور چھوٹے لوگوں، خاندان والوں اور لاوارث لاشوں کے بارے میں ہمارے پاس دو مختلف معیار اخلاق اور دو مختلف طرز عمل ہوں، اس لئے لامحالہ اس کا کوئی اور حل سوچنا پڑے گا، مگر وہ حل کیا ہو؟ اس باب میں میری قوت فیصلہ بالکل عاجز ہے، یہ چیز کسی ایسی مجلس میں زیر بحث آنی چاہئے جس میں علماء دین بھی شامل ہوں اور شعبہ طب اور شعبہ عدالت کے نمائندے بھی، ممکن ہے یہ لوگ سر جوڑ کر اس کا کوئی حل نکال سکیں۔(۱)

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد

ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی طرف سے اعضاء کی پیوندکاری، انتقال خون اور پوسٹ مارٹ کے موضوع پر جون ۱۹۹۵ء کو ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں علماء کرام کے علاوہ ڈاکٹر حضرات نے بھی شرکت کی، اس ورکشاپ میں مذکورہ مسائل پر غور وخوض ہوا لیکن ان کے بارے کوئی حتمی رائے قائم نہ ہو سکی، اس ورکشاپ کی تفصیل اور روئیداد "طبی فقہی مسائل ورکشاپ" کے نام سے چھپ چکی ہے، اس میں جو کچھ معلومات سامنے لائی گئیں اور جو رجحانات ظاہر کئے گئے ان کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا، ورکشاپ میں اٹھائے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات درج ذیل ہیں:

(۱) رسائل ومسائل (۱۹۳/۲)

(۱) کیا کوئی مسلمان اس امر کی وصیت کرسکتا ہے کہ اس کی لاش پوسٹ مارٹم بتشریح اعضاء کے لئے استعمال ہو؟

(۲) کیا کسی لاوارث مسلمان کی لاش اس مقصد کے لئے استعمال ہوسکتی ہے؟

(۳) کیا کسی غیر مسلم کی لاش کو تشریح اعضاء کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، جب کہ آج کل اس مقصد کے لئے بیرون ملک سے لاشیں منگوائی جاتی ہیں؟

(۴) کیا لاش کے معائنے اور پوسٹ مارٹ کی اسلام میں ممانعت ہے؟ کلی یا جزوی؟

پوسٹ مارٹم یعنی طبی معائنہ بعد از مرگ اور ڈائی سیکشن پر جو اجلاس منعقد ہوا، اس میں شرکائے ورکشاپ کی اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شرعی مقاصد کے لئے پوسٹ مارٹم ایک ضرورت ہے، لہٰذا یہ جائز ہے اور شرعی مقاصد سے مراد ہے:

۱۔ میت کی شناخت: یعنی میت کی جنس اور عمر معلوم کرنا، اور بعض صورتوں میں میت کی نسل معلوم کرنا، اس سے اکثر و بیشتر میت کی شخصیت بھی معلوم ہوجاتی ہے۔

۲۔ موت کی وجہ اور نوعیت: یعنی کیا مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا غیر طبعی موت مرا ہے؟ اگر غیر طبعی موت مرا ہے تو کیا حادثہ ہوا ہے، یا میت کو زہر خوانی کے ذریعے یا گلا گھونٹ کر یا کند آلہ سے ضرب لگا کر یا تیز دھار آلہ سے ضرب لگا کر مارا گیا ہے؟

۳۔ موت کے وقت کا تعین:

☆ شرعی پوسٹ مارٹم حاکم مجاز کی اجازت یا حکم سے ہوتا ہے، میڈیکل ڈاکٹر از خود یہ کاروائی نہیں کرسکتا۔

☆ اس کے جواز کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس سے مرنے والے کے ساتھ کی گئی زیادتی کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے، اس کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو قانون کی گرفت میں لانے اور بے گناہ ملزم کو موت کے منہ میں جانے سے بچانے میں مدد ملتی ہے، اور یہ معاشرہ اور نظام عدل کی ایک بہترین خدمت ہے اور اس میں میت کی توہین بھی نہیں، ایک تو اس لئے کہ بسا اوقات لاش کا بیرونی معائنہ ہی کافی ہوتا ہے اور دوسرے اس لئے کہ لاش کے اندرونی ملاحظہ اور معائنہ کی صورت میں مقصد قانون، معاشرہ اور لواحقین میت کی خدمت

اور مدد کرنا ہے، نہ کہ میت کی توہین، نیز یہ کہ فقہاء کرامؒ نے حاملہ میت کے پیٹ سے زندہ بچہ نکالنے کے لئے اس کے پیٹ کو شق کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض فقہاء کرامؒ نے میت کے پیٹ سے قیمتی مال، جو اس نے زندگی میں نگل لیا ہو، نکالنے کے لئے اس کا پیٹ چاک کرنے کی بھی اجازت دی ہے، اور اسے توہین میت نہیں سمجھا جاتا۔

☆علماء طب نے مطالبہ کیا کہ "پوسٹ مارٹم روم" میں جدید سہولتیں میسر ہونی چاہئیں اور رات کے وقت پوسٹ مارٹم کے لئے روشنی کا بھی انتظام ہونا چاہئے تا کہ میت کی تکفین وتجہیز ونماز جنازہ اور تدفین میں تاخیر نہ ہو۔

☆تجویز دی گئی کہ خاتون کی میت کا پوسٹ مارٹم خاتون ڈاکٹر کرے اور اس مقصد کے لئے خواتین ڈاکٹروں کو تربیت دی جائے، یہ بھی کہا گیا کہ خواتین کا دل کمزور ہوتا ہے، شاید وہ ہر عمل سرانجام نہ دے سکیں۔

☆طبی وتحقیقی مقاصد کے لئے انسان کی میت کی تشریح اعضاء جائز ہونے میں سوائے اس کے اور کوئی چیز مانع نہیں کہ یہ تکریم میت کے منافی ہے لیکن علماء طب کہتے ہیں کہ ہم انسان کی میت کی توہین نہیں کرتے، تاہم اس کے لئے میت کے ورثہ کی رضامندی یا میت کی اپنی زندگی میں ایسی وصیت ضروری ہے اور دوبارہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ انسان اپنی جسم کا کلیۃً مالک ہے کہ وہ ایسی صورت میں وصیت کر سکے اور کیا اس کے ورثاء کو یہ حق حاصل ہے؟ یہی سوال لاوارث لاش کے بارے میں پیدا ہوگا جس کی وارث حکومت ہے۔

☆تعلیمی مقاصد کے لئے میت کی تشریح اعضاء کو "ڈائی سیکشن" کہتے ہیں، بعض شرکاء کی رائے تھی کہ صرف غیر مسلم کی میت کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے، غیر مسلم سے ان کی مراد شاید حربی غیر مسلم ہو جو غیر معصوم الدم ہوتا ہے۔

☆بعض شرکاء نے کہا کہ طلبہ لاش اور اس کے اجزاء کی بری طرح بے حرمتی کرتے ہیں، ہڈیوں سے کھیلتے ہیں اور ان کی خرید وفروخت ہوتی ہے۔ نیز جدید پیش رفت کی وجہ سے اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی، ماڈلز اور سمولیٹرز موجود ہیں جن کی مدد سے طالب علم سیکھ سکتا ہے، لہذا میت کو بازیچہ اطفال بنانے کی ضرورت نہیں، پھر عملاً یہ بھی

دیکھا گیا ہے کہ طب کے طلبہ ماڈلز اور سمولیٹرز سے زیادہ سیکھتے ہیں اور لاش یا اس کے ڈھانچے سے کم۔

اس ورکشاپ نے کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیا لیکن مرتب نے پوسٹ مارٹم کے جواز کی ترجمانی کی ہے۔(۱)

خلاصہ دلائل جواز:

پہلی دلیل: وہ حضرات پوسٹ مارٹم کو اخراج ولد کیلئے شق بطن کے مسئلے پر قیاس کرتے ہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی حاملہ عورت فوت ہوجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ متحرک اور زندہ ہو تو شریعت کی رو سے عورت کے پیٹ کو بائیں جانب سے چیر کر بچے کو نکالا جائیگا اور یہ مسئلہ تقریباً تمام کتب فقہ وفتاوی میں مذکور ہے۔

فی الدرالمختار،باب الجنائز:حامل ماتت وولدهاحی یضطرب شق بطنها من الایسر ویخرج ولدهاولوبالعکس وخیف علی الام قطع واخرج لو میتا والا لا.

فی الشامیة (قوله من الایسر) کذاقیده فی الدرر،ولینظر وجهه (قوله ولوبالعکس)بان مات الولد فی بطنها وهی حیة (قوله قطع)ای بان تدخل القابلة یدها فی الفرج وتقطعه بالة فی یدها بعدتحقق موته(قوله والالا)ای ولو کان حیا لایجوزتقطیعه ،لان موت الام به موهوم فلایجوز قتل آدمی حی لامرموهوم (۲)

فی التحریرالمختار:(قوله ولینظروجهه)وجهه کمارأیته لبعض الاطباء الخوف من اصابة الکبدالذی هوفی الجهة الیمنی.(۳)

مذکورہ حکم اس وقت ہے جبکہ ماں کے پیٹ میں بچے کے زندہ ہونے کا یقین

---

(۱) مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔"طبی فقہی مسائل ورکشاپ" ۲۸-۳۰ جون ۱۹۹۵، ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، مرتبہ: محمد خالد مسعود

(۲) الدرالمختار مع الشامیة(۲ / ۲۳۸)باب الجنائز (۳) التحریرالمختار(۱ / ۱۲۳)

ہولیکن اگر ظن اور گمان ہو کہ بچہ زندہ ہے پھر بھی ماں کے پیٹ کو چاک کرنا اور بچہ نکالنا جائز اور درست ہے۔

فی فتح القدیر قبیل باب الشھید :وفی التجنیس من علامة النوازل امرأة حامل ماتت واضطرب فی بطنھا شئی وان کان رأیھم انه ولد حی شق بطنھا.(۱)

اگر بچے کو زندہ نکالنے کیلئے ماں کا پیٹ چاک کرنا اور اس پر عمل جراحی کرنا جائز ہے تو میڈیکل کی تعلیم، دریافت امراض اور مقدمات میں موت اور جرم کے اسباب معلوم کرنا بھی ایک ضرورت ہے، اس لئے ان مقاصد کیلئے بھی پوسٹ مارٹم جائز ہونا چاہئے۔

دوسری دلیل: مجوزین حضرات پوسٹ مارٹم کو اخراج مال کیلئے شق بطن کے مسئلے پر قیاس کرتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے پیسے نگل کر مر جائے تو میت کے پیٹ کو چاک کرنا اور اس سے دوسرے کے پیسے نکالنا جائز ہے۔

فی الدر المختار:ولو بلع مال غیر ہ ومات ھل یشق قولا ن والاولی نعم فتح .

وفی الشامیة (قوله والاولی نعم)لانه وان کان حرمة الادمی اعلی من صیانة المال لکنه ازال احترامه بتعدیه کما فی الفتح :ومفاده انه لو سقط فی جوفه بلا تعد لا یشق اتفاقا کما لا یشق الحی مطلقا لا فضائه الی الھلاک لا لمجرد الاحترام.(۲)

اگر دوسرے کے مال کی خاطر میت کا پیٹ چاک کرنا اور اس سے مال نکالنا جائز ہے تو مذکورہ بالا مقاصد کیلئے پوسٹ مارٹم بھی جائز ہونا چاہئے۔

تیسری دلیل: مجوزین حضرات پوسٹ مارٹم کو کنویں میں ڈوبنے والے شخص کی لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے نکالنے پر قیاس کرتے ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ کتب حنابلہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گہرے پانی یا کنویں میں ڈوب کر ہلاک ہوجائے، تو اس کی

---

(۱)فتح القدیر(۲/ ۱۴۲)قبیل باب الشھید

(۲)الدر المختار مع الشامیة(۲/ ۲۳۸)

لاش نکالنا ضروری ہے تا کہ اس کے غسل، کفن اور تدفین وغیرہ کے شرعی احکام کی تعمیل ہو سکے، اور اس کی لاش نکالنے کی کیفیت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کی لاش قطع وبرید اور کاٹے بغیر پوری عزت واحترام کے ساتھ نکالنا ممکن ہو تو اس کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور اگر کسی وجہ سے پوری لاش نکالنا ممکن نہ ہو یا ٹکڑے ٹکڑے کئے بغیر نہ نکالی جا سکتی ہو تو:

(۱) اگر اس پانی اور کنویں کی لوگوں کو ضرورت نہ ہو تو اس کے اوپر مٹی وغیرہ ڈال کر بند کر دیا جائے تا کہ لاش زمین میں دفن ہو جائے اور یہی جگہ اس کی قبر کہلائے گی۔

(۲) اگر وہاں کے باشندوں یا راستے پر جانے والے مسافروں کو اس کنویں اور پانی کی ضرورت ہے تو لاش کو بہر صورت نکالا جائے گا، خواہ اس مقصد کے لئے چمٹیاں اور لوہے کی کنڈیاں استعمال کرنی پڑیں، جس کے نتیجے میں لاش کے اعضاء الگ اور ریزہ ریزہ ہو جائیں اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہاں دو قسم کے حقوق جمع ہو گئے ہیں۔

(الف) بستی والوں اور مسافر راہ گیروں کو پانی کی شدید ضرورت ہے اور یہ ان کا حق ہے کہ ان کی زندگی کے لئے لازمی عنصر حیات جو دستیاب ہے، اس کو یوں بلاضرورت بند یا ختم نہ کیا جائے۔

(ب) میت کے احترام اور اس کے ورثہ کے احساساتِ غم کا تقاضہ یہ ہے کہ میت کی توہین سے حتی الامکان بچا جائے اور شرعی اصولوں کے مطابق میت کی تجہیز، تکفین اور تدفین کا اہتمام کیا جائے۔

ان دونوں قسم کے حقوق کی بقدر امکان رعایت کرتے ہوئے بہتر صورت یہی نکلتی ہے کہ لاش کو مزید گلنے سڑنے اور متعفن ہونے سے بچانے کی خاطر بہر صورت نکالا جائے اور پانی کے کنویں کو زندہ انسانوں کی زندگی کی حفاظت کے لئے بحال اور محفوظ رکھا جائے (۱)۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ (ا) المغنی فی فقه الامام احمد بن حنبل الشیبانی مع الشرح الکبیر (۲ / ۴۰۷ و ۴۰۸) لابن قدامة المقدسی دار الکتاب العربی بیروت.

(ب) کشاف القناع عن متن الاقناع للبهوتی (۲ / ۱۳۲) مکتبة النصر الحدیثة، الریاض (ج) شرح منتهی الادارات، طبعة المکتبة السلفیة (۱ / ۳۵۵)

مجوزین حضرات فرماتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ زندہ لوگوں کی زندگی کی حفاظت میت کے احترام پر مقدم ہے،اگر میت کو یوں ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا جاسکتا ہے تو اس کا پوسٹ مارٹم بھی جائز ہونا چاہیے۔

چوتھی دلیل:شریعت مقدسہ کا مسلمہ اصول ہے کہ اگر دوضرر جمع ہوجائیں اور ان میں سے ایک ضرر دوسرے ضرر سے اعظم اور بڑا ہو تو ایسی صورت میں اخف ضرر کو برداشت کر کے اعظم ضرر کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

فی الاشباہ والنظائرمع الحموی: لو کان احدھما اعظم ضررا من الاخر فان الاشد یزال بالاخف فمن ذلک الاجبارعلی قضاء الدین والنفقات والواجبات ......ومنھا جواز شق بطن المیتة لاخراج الولد اذا کانت ترجی حیاته وقد امر به ابوحنیفة ،فعاش الولد کمافی الملتقط قالو ابخلاف ماذاابتلع لؤلؤة فمات فانه لایشق بطنه لان حرمة الادمی اعظم من حرمة المال. (۱)

یہاں بھی دو قسم کے ضرر(harm)جمع ہیں۔

(۱)چند لاوارث میتوں پر عمل جراحی کرنا۔

(۲)سینکڑوں زندہ مریضوں کی جان کا نکلنا اور مرجانا۔

یعنی اگر چند لاشوں کا پوسٹ مارٹم جائز قرار نہ دیا جائے تو میڈیکل کی تعلیم ناقص رہے گی، جس کے نتیجے میں بے شمار مریضوں کا آپریشن (Operation)ہو نہیں سکے گا یا تسلی بخش نہ ہوگا اور جانیں ضائع ہوجائیں گی،اس لئے میت کا پوسٹ مارٹم جائز اور درست ہے۔

پانچویں دلیل:بعض حضرات نے پوسٹ مارٹم کے جواز پر نبی علیہ السلام کے معجزہ شق صدر سے بھی استدلال کیا ہے۔

---

(۱)الاشباہ والنظائرمع الحموی(۲۵/۲)تحت القاعدۃالخامسة

جوابات

پہلی دلیل کے جوابات:

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ احسن الفتاوی میں لکھتے ہیں ۔

"تعلیمی ضرورت کو اخراج ولد پر قیاس کرنا بوجوہ ذیل باطل ہے۔

(۱) شق بطن ولادت کا ایک متداول طریقہ ہے جو اس زمانے میں عام ہے، اس میں انسان کی بے حرمتی کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا۔

(۲) اخراجِ ولد کیلئے شقِ بطن امر عارضی ہے، اس کے بعد میت کو احترام کے ساتھ دفن کردیا جاتا ہے اور میڈیکل کالج میں ہمیشہ کیلئے تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔

(۳) اخراجِ ولد میں جان بچانے کا عمل ہورہا ہے اور کالج میں جان بچانے کے طریقوں کی تعلیم ہوتی ہے، فی الحال جانیں بچانے کا عمل نہیں ہورہا، جان بچانے کے عمل اور اس کی تعلیم میں فرق ہے مثلاً جان بچانے کیلئے حملہ آور کو قتل کرنا جائز ہے مگر جان بچانے کا طریقہ سیکھنے کی غرض سے جائز نہیں۔

(۴) اسباب کی دو قسمیں ہیں، ایک یہ کہ اس پر مسبب وثمرہ کا ترتب عادۃً متیقن ہے اور ترک اسباب سے ہلاکت کا یقین ہے جیسے کسی کو آگ یا سیلاب یا کنویں وغیرہ سے نکالنا یا کسی درندہ کی گرفت سے بچانا۔

ان صورتوں میں جان بچانے کے اسباب اختیار کرنا فرض ہے اور ان کا ترک حرام ہے، اخراج ولد بھی اسی قسم کا سبب ہے۔

اسباب کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس پر نتیجہ کا ترتب ضروری نہیں ان کے ترک سے موت متیقن نہیں، ایسے اسباب کا اختیار کرنا لازم نہیں اور ان کے ترک پر کوئی گناہ نہیں، علاج الامراض اسی قسم میں داخل ہے، سینکڑوں واقعات کا مشاہدہ ہے کہ علاج سے مرض مزید بڑھ گیا یا مریض ہلاک ہوگیا اور کئی مریض بدون علاج ہی تندرست ہوگئے، اسی لئے اس پر اتفاق ہے کہ علاج کرانا فرض نہیں ہے، اگر کوئی ترک علاج کے نتیجے میں مرجائے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں، اگر علاج کرانا فرض ہوتا تو جہاں مرض کا صرف ایک

اسپیشلسٹ ہو اس کیلئے علاج کی اجرت لینا حرام ہوتا پھر مسئلہ زیر بحث میں تو علاج بھی نہیں، علاج کی تعلیم ہے وشتان بینھما کما قد منا۔

(۵) بچے کی جان بچانے کے لئے میت کے شق بطن کی صورت متعین ہے ،دوسری کوئی صورت ممکن نہیں، اس کے برعکس تعلیم کے لئے دوسری کئی صورتیں بسہولت اختیار کی جاسکتی ہیں جن کی مکمل تفصیل پہلے آچکی ہے۔(۱)

دوسری دلیل کا جواب:

پوسٹ مارٹم کو اخراج مال کیلئے جواز شق بطن پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اول تو اخراج مال کیلئے شق بطن کا جواز اختلافی ہے ،دوسرے دونوں میں بڑا فرق ہے، فقہاء کرامؒ نے اخراج مال کیلئے شق بطن کے جواز کا مسئلہ جہاں لکھا ہے ساتھ اس کی وجہ بھی لکھ دی ہے۔

فی الشامیة(قوله والاولی نعم)لانه وان کان حرمة الادمی اعلی من صیانة المال لکنه ازال احترامه بتعدیه کمافی الفتح ومفاده انه لوسقط فی جوفه بلاتعد لا یشق اتفاقا کمالایشق الحی مطلقا لافضائه الی الهلاک لالمجرد الاحترام.(۲)

یعنی اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان بلا شبہ قابل احترام ہے لیکن جب اس نے جان بوجھ کر دوسرے کا مال نگل لیا پھر فوت ہوگیا تو دوسرے کے حق کیلئے اس کا پیٹ چاک کیا جائیگا کیونکہ اس نے تعدی اور زیادتی کر کے خود اپنے احترام و اکرام کو داؤ پر لگا دیا ہے ،اگر ایک آدمی اپنے احترام کو خود ختم کردیتا ہے تو اس میں دوسروں کو ملامت نہیں کیا جاسکتا، اس کے برخلاف پوسٹ مارٹم میں لاوارث میت نے کیا تعدی اور زیادتی کی ہے کہ اس کو تختہ مشق بنایا جائے؟۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی تعدی کے بغیر کسی طرح مال اس کے پیٹ میں پہنچ گیا تو بالاتفاق اس کا پیٹ چاک کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح تعدی کی صورت میں بھی ورثہ میت کے ترکہ سے یا اپنی طرف سے ضمان دینے کو تیار ہوں تو صاحب مال کے لئے اپنے مال کی خاطر شق باطن جائز نہیں ہے۔

---

(۱)احسن الفتاوی(۸ /۳۴۱)　　(۲)ردالمحتار(۲ /۲۳۸)

فی الطحطاوی علی الدر (قوله والا ولی نعم) لان احترامه یسقط بتعدیه والاختلاف فی شقه مقید بمااذا لم یکن له مال ولم یترک مالا والا لا یشق بالاتفاق ابو السعود.(۱)

وفی البدائع: رجل ابتلع درة رجل فمات المبتلع فان ترک مالا کانت قیمة الدرة فی ترکته و ان لم یترک مالا یشق بطنه لا ن الشق حرام وحرمة النفس اعظم من حرمة المال وعلیه قیمة الدرة لانه استهلکها وهی لیست من ذوات الامثال وکانت مضمونة بالقیمة فان ظهر له مال فی الدنیا قضی منه والافهو ماخوذ به فی الآخرة.(۲)

تیسری دلیل کا جواب:

فقہ حنبلی کے اس جزئیہ سے مجوزین کا استدلال صحیح نہیں، اس میں تصریح ہے کہ لاش کو حتی الامکان عزت واحترام کے ساتھ نکالنا ضروری ہے، اگر عزت سے نکالنا ممکن نہ ہو تو پھر نکالا ہی نہ جائے بلکہ وہیں دفنا دیا جائے، ٹکڑے کر کے نکالنے کی گنجائش اس وقت دی ہے جب کہ اس کے علاوہ اور کوئی صورت کارآمد نہ ہو اور کنویں کے پانی کی لوگوں کو سخت ضرورت ہو۔

حاصل یہ کہ یہ اجازت ضرورت کی وجہ سے دی گئی ہے اور اس میں ضرورت کے شرعاً معتبر ہونے کی تمام شرائط موجود ہیں، جبکہ یہ وضاحت پہلے آچکی ہے کہ پوسٹ مارٹم میں یہ شرائط موجود نہیں ہیں۔

چوتھی دلیل کا جواب: مذکورہ قاعدہ کلیہ سے بھی استدلال صحیح نہیں ہے، حفظ احترام کے مقابلہ میں حفظ جان اگرچہ مقدم ہے اور یہ بڑا ضرر ہے مگر یہاں احترام کے مقابلے میں حفظ جان کا عمل نہیں ہے بلکہ اس کے طریقے کی تعلیم ہے، خود علاج ہی سریت کی قسم ثانی ہے اور یہاں تو علاج بھی نہیں ہو رہا ہے بلکہ علاج کی تعلیم دی جا رہی ہے، اس پر حرمت انسان کو بھینٹ چڑھانا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) الطحطاوی علی الدر المختار (۳۸۶/۱) مطبوعه مصر

(۲) بدائع الصنائع (۱۲۹/۵) مطبوعه بیروت (۳) ماخذہ: احسن الفتاوی (۳۴۲/۸)

پانچویں دلیل کے جوابات: پوسٹ مارٹم کے جواز پر واقعہ شرح صدر سے بھی استدلال درست نہیں ہے اور اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرح صدر کا واقعہ نبی علیہ السلام کے بچپن کا ہے اور نبی علیہ السلام کے وہ افعال اقوال وتقریرات شریعت کا مأخذ بن سکتے ہیں، جو نبی علیہ السلام کو نبوت ملنے کے بعد سرزد ہوئے ہیں اور وہ بھی بطور عادت نہ ہوں، بطور عبادت آپ نے کئے ہوں یا کم از کم بیان جواز کے لئے کئے ہوں۔

(۲) شرح صدر کا واقعہ نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے جو خرق عادت ہے، اس سے استدلال کسی طرح درست نہیں ہے۔

(۳) یہ بات پہلے آچکی ہے کہ اللہ تعالی تمام انسانوں کے جسموں کا خالق وحقیقی مالک ہے، وہ اس میں ہر تصرف کرسکتا ہے اور شرح صدر کا حکم اللہ تعالی کے حکم اور امر سے ہوا تھا، لہذا یہ اپنی ملکیت میں تصرف ہوا نہ کہ غیر کی ملکیت میں۔

بعض ضمنی دلائل اور ان کا جواب

(۱) تداوی بالمحرم سے استدلال:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے کہ انسانی لاش کی چیر پھاڑ شرعا جائز نہیں، حرام ہے لیکن شرعا تداوی بالمحرم کی بھی اجازت ہے یعنی ضرورت کے وقت بطور علاج حرام چیز کے استعمال وارتکاب کی اجازت ہے، اس کی رو سے پوسٹ مارٹم کی اجازت ہونی چاہئے۔

جواب (۱) پوسٹ مارٹم علاج ومعالجہ کے قبیل ہی سے نہیں ہے۔

جواب (۲) حرام کے ارتکاب کی اجازت مطلق نہیں بلکہ اس کی بہت سی شرائط ہیں جن کی تفصیل ابتداء میں ضرورت وحاجت کے بیان میں آچکی ہے، اور یہاں وہ شرائط موجود نہیں ہیں۔

(۲) اسلامی ممالک میں رواج سے استدلال:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ چونکہ اسلامی ممالک میں بھی پوسٹ مارٹم کا عام رواج بن چکا ہے، اس لئے یہ جائز ہونا چاہئے۔

جواب: اسلامی ممالک میں اس کا مروج ہونا بلکہ کسی اسلامی ملک کی مقننہ اور عدالت کا اس کی اجازت دے دینا بھی، اس کے جواز کی دلیل نہیں، اسلامی ممالک میں اور بہت سے غلط اور خلاف شرع امور رائج ہیں کیا وہ سب جائز ہو جائیں گے؟

بعض حضرات کی دلیل کہ مروجہ پوسٹ مارٹم میں میت کی توہین وتذلیل نہیں ہوتی:

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس زمانے میں سائنس بہت ترقی کر چکی ہے اور پوسٹ مارٹم کا جو مروجہ طریقہ ہے اس میں انسانی لاش کی کوئی توہین وتذلیل نہیں ہوتی بلکہ بڑی آسانی سے میت کو چیر کر اس کے اعضاء نکال دئے جاتے ہیں اور معائنہ کے بعد اکٹھا کر کے دفنا دیا جاتا ہے، احادیث میں میت کی ہڈی توڑنے اور مثلہ کرنے سے جو منع کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں انسان ومیت کی توہین وتذلیل ہوا کرتی تھی، اب ایسا نہیں ہے۔

چنانچہ ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی زیرنگرانی منعقدورکشاپ کی روئیداد میں پوسٹ مارٹم کے جواز کے دلائل دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"اس کے جواز کی بڑی دلیل یہ ہے کہ اس سے مرنے والے کے ساتھ کی گئی زیادتی کی نوعیت کا پتہ چلتا ہے، اس کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو قانون کی گرفت میں لانے اور بے گناہ ملزم کو موت کے منہ میں جانے سے بچانے میں مدد ملتی ہے، اور یہ معاشرہ اور نظام عدل کی ایک بہترین خدمت ہے اور اس میں میت کی توہین بھی نہیں، ایک تو اس لئے کہ بسا اوقات لاش کا بیرونی معائنہ ہی کافی ہوتا ہے اور دوسرے اس لئے کہ لاش کے اندرونی ملاحظہ اور معائنہ کی صورت میں مقصد قانون معاشرہ اور لواحقین میت کی خدمت

اور مدد کرنا ہے نہ کہ میت کی توہین (۱)

مولانا گوہر رحمان رحمہ اللہ تفہیم المسائل میں لکھتے ہیں:

لاشوں کی چیر پھاڑ کرنے کی ممانعت کے ثبوت میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان کی روشنی میں دیکھا جائے تو پوسٹ مارٹم جائز نہیں ،لیکن قتل کی صورت میں موت کا سبب معلوم کرنے کے لئے بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟

اس سلسلے میں مولانا مودودیؒ رحمہ اللہ کوئی رائے قائم نہیں کر سکے اور تجویز پیش کی ہے کہ طبی ماہرین اور اہل علم سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس کا کوئی حل نکالیں۔رسائل ومسائل (۲۵۱/۲ تا ۲۵۲)مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ نے کفایت المفتی (الجنائز کی بحث میں)لکھا ہے کہ پوسٹ مارٹم احترام انسانی کے تقاضوں کے خلاف ہے لیکن اگر واقعی ضرورت ہو تو بقدرِ ضرورت اجازت دی جاسکتی ہے۔میری ناقص رائے تو یہ بنی ہے کہ پوسٹ مارٹم میں کچھ زیادہ چیر پھاڑ نہیں کی جاتی بلکہ موت کا سبب معلوم کرنے کے لئے ضروری حد تک جسم کو کھولا جاتا ہے اور اس کا مقصد لاش کی توہین اور بے حرمتی نہیں ہوتی بلکہ موت کا سبب معلوم کرنا ہوتا ہے،اس لئے ضرورت کی حد تک اس کی رخصت دی جاسکتی ہے،مثلہ میں ایک تو اعضاء کی قطع وبرید ہوتی ہے اور دوسرا یہ کہ اس کا مقصد لاش کی توہین کرنا ہوتا ہے،یہ دونوں چیزیں پوسٹ مارٹم میں موجود نہیں ہیں،اس لئے مثلہ کی ممانعت کی احادیث سے اسے مستثنیٰ کرنے کی "وجہ فارق" موجود ہے،لیکن یہ میری ایک رائے ہے،فتویٰ نہیں ہے ،بہتر یہی ہے کہ اس بارے میں اہلِ عمل کا کوئی اجتماعی فتویٰ حاصل کیا جائے،مدعی کے دعویٰ اور گوہوں کی شہادت کی صداقت معلوم کرنے میں پوسٹ مارٹم رپورٹ کو بھی کسی حد تک دخل ہے،اس لئے اسے یکسر نظر انداز کرنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔(۲)

جواب اول:کسی بھی مردہ انسان کی چیر پھاڑ کو شریعت مقدسہ نے ناجائز،حرام اور انسانیت کی توہین وتذلیل قرار دیا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کیا کہ یہ چیر پھاڑ مہذب

---

(۱)طبی فقہی مسائل ورکشاپ (ص ۲۹)

(۲)تفہیم المسائل حصہ اول (ص ۲۶۵)

اورشائستہ طریقہ سے ہویاغیر مہذب طریقہ سے اورخواہ میت کی توہین وتذلیل کی نیت ہویانہ ہو،لاش کی چیر پھاڑخودایک ناجائزعمل ہے،ہاں اگراس کے ساتھ انسان کی توہین کی نیت بھی ہوتواس کاالگ سے گناہ ہوگا۔جیساکہ انسان کوقتل کرناناجائزہے اورقتل عام ہے خواہ مہذب طریقہ سے ہویاغیرمہذب طریقہ سے ،غیرمہذب طریقہ یہ ہے کہ اسے گولی ،تلوار،نیزہ یاپتھروغیرہ ایسے آلہ کے ذریعہ جان سے ماردیاجائے کہ اس میں اسے شدید تکلیف اورایذاء ہواورقاتل کوبھی محنت ومشقت اٹھانی پڑے جیساکہ عام طریقہ صدیوں سے آرہاہے اورمہذب طریقہ اس ترقی کے دورمیں یہ ایجادہواہے کہ آدمی کوبڑے احترام سے کمرے میں لے جاکرزہرکاٹیکہ لگادیاجاتاہے ،جس میں نہ مقتول کوکوئی تکلیف ہوتی ہے اورنہ قاتل کوکوئی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔

جواب دوم :یہ دعوی ہی غلط ہے کہ اس زمانے میں توہین وتذلیل کے بغیرلاش کاپوسٹ مارٹم ہورہاہے ،سائنس وٹیکنالوجی کی موجودہ ترقی بھی مسلم ہے اوراس کی روشنی میں انسانی توہین وتذلیل سے ظاہری معنی میں بچابھی جاسکتاہے لیکن یہ فائدہ صرف ان لوگوں کوحاصل ہے جن کودنیاقابلِ احترام اورلائقِ اکرام سمجھتی ہے ،اورجن کاپوسٹ مارٹم بامرِ مجبوری قتل وغیرہ کے مقدمات کے سلسلے میں کیاجاتاہے،اس کے برعکس جن بے چاری لاوارث لاشوں کوتختۂ مشق بنایاجاتاہے وہ ترقی یافتہ دنیاکے خیال میں احترام کے قابل ہی نہیں،ان کی تکریم وعزت جاکرکالجوں ،مردہ خانوں اوراناٹومی ایریامیں دیکھ لیاجائے،تب مہذب دنیاکی تہذیب اوراس کے نتائج واثرات کاپتہ چل جائے گا،اس سلسلے میں مجلّہ ''الدعوۃ'' فروری ۲۰۰۵کے شمارہ میں جناب ارشاداحمدارشادصاحب کامضمون اوران کااپناایک مشاہدہ شائع ہواہے وہ ملاحظہ فرمانے کے قابل ہے،اس کے ضروری مندرجات ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں:

K-E کالج کا مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا:

میں نے اس علاقے میں رہائش پذیرمتعددلوگوں سے ملاقاتیں کیں جومعلومات

سامنے آئیں وہ نہایت روح فرسااورلرزہ خیز ہیں،یہاں کے لوگ روزانہ اپنی صبح کاآغازاگربتیاں سلگا کر کرتے ہیں تاکہ وہ انسانی گوشت کے جلنے کی بدبو سے بچ سکیں ،کراکری کی ایک دوکان کے مالک سے جب معلومات چاہیں تواس کا کہنا تھا:

آپ ہم سے کیاپوچھتے ہیں؟یہ دھواں جواٹھ رہاہے جاکراسے دیکھیں،آپ کوخودہی پتہ چل جائے گاکہ یہ اناٹومی ایریاہے یاشمشان گھاٹ ،پریکٹیکل کے بعد بچے کھچے گوشت کو یہاں پھینک کرآگ لگادی جاتی ہے ،بعض دفعہ مہینے میں دوتین دفعہ آگ لگائی جاتی ہے ،اورایک دفعہ لگائی گئی آگ چارپانچ دن تک سلگتی رہتی ہے ،یوں انسانی گوشت سے جلنے کی بدبونا قابل برداشت حدتک پہنچ جاتی ہے۔

ایک اوردوکاندار نے بتایا:

اگراناٹومی ایریامیں لاشوں کے اعضاء کوجلادیاجاتاہے تومردہ خانہ میں لاوارث لاشوں کی ہڈیاں فروخت کردی جاتی ہیں،ہڈیوں کے خریدارمیڈیکل کالج کے طلبہ وطالبات ہوتے ہیں یاپھرجادوٹونہ کرنے والے۔

نظیرعلی نامی ایک شخص جس کی یہاں اپنی دوکانیں ہیں اوران کے اوپراس کی رہائش ہے،جہاں سے اناٹومی ایریاکی تمام سرگرمیاں نظرآتی ہیں ،کہتے ہیں:

اناٹوی ایریایامردہ خانہ میں ہم نے جوانسانی لاشوں کی بے حرمتی دیکھی ہے،اس کاکم ازکم کسی مسلمان ملک میں تصورنہیں کیاجاسکتا،ایک دفعہ اناٹومی ایریاکی دیوارپرانسانی جسم کے لوتھڑے،چربی اورپھیپھڑے نمااعضاء پھینک دیئے گئے،یہ اعضاء آدھے دیوارپراورآدھے دیوارسے نیچے اس طرح لٹک رہے تھے کہ جس طرح جھاڑیوں پربوسیدہ کپڑالٹکاہو،جب میں نے اناٹومی کی سربراہ لیڈی ڈاکٹرسے بات کی تواس نے معذرت کرنے کے بجائے کہاجوجوکچھ ہے ہماری اپنی حدودمیں ہے ،اپنی حدودمیں ہم جوچاہیں کریں،تم نے جوکرناہے کرلو۔

نظیر علی کہتے ہیں کہ مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا کے باہر ہم نے کتوں کو انسانی اعضاء منہ میں اٹھائے ہوئے، بھاگتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے ہوئے خود دیکھا ہے، مجھے وہ خوف ناک منظر کبھی نہیں بھولتا جب میں نے ایک طاقتور کتے کو ایک کمزور سی لاش گھسیٹتے دیکھا، وہ منظر بھی میرے سامنے ہے جب میں نے کوؤں کو انسانی لاشیں نوچتے، کتوں کو انسانی اعضاء کاٹتے اور خاکروبوں کو انسانی اعضاء جلاتے دیکھا۔

چشم دید صورت حال:

اس کے بعد میں نے اناٹومی ایریا کو خود دیکھنے کا فیصلہ کیا، جب میں وہاں پہنچا تو ۱۲×۱۲ کا کباڑ خانہ گندگی اور غلاظت سے بھرا ہوا تھا، انسانی اعضاء بکھرے پڑے ہوئے تھے اور آگ سلگ رہی تھی، میں نے دکھی اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں اناٹومی کی سربرہ ڈاکٹر عطیہ سے ملنے کا پروگرام بنایا، جب ان کے آفس پہنچا تو وہ وہاں موجود نہیں تھیں ،ان کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر توقیر سے ملاقات ہوگئی، میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ ڈائی سیکشن سے پہلے ان لاشوں کو غسل دے کر جنازہ وغیرہ پڑھاتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا:

’’ہمارے ہاں لاشوں کو غسل دینے اور جنازہ پڑھانے کا کوئی اہتمام نہیں البتہ لاوارث لاشیں جو انسانیت کے بہتر مستقبل کے لئے استعمال ہوتی ہیں ،ہم ان کی عظمت کو سیلوٹ ضرور کرتے ہیں‘‘

سیلوٹ فوت ہونے والے مسلمان کی نماز جنازہ کا متبادل ہوسکتا ہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر توقیر کہنے لگے کہ آپ کی بات تو درست ہے مگر K-E کالج میں نماز جنازہ کا رواج نہیں ہے۔

عالم عرب کے مشہور ڈاکٹر سرجن احمد شرف الدین اپنے دور طالب علمی کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں’’ جب میں قصر عینی قاہرہ کے میڈیکل کالج کا سٹوڈنٹ تھا تب میں نے خود دیکھا کہ ڈائی سیکشن یعنی چیر پھاڑ کے دوران لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی تھی

یہاں تک کہ طلبہ سگریٹ پی کر اسے لاش کے ساتھ مسل کر بجھایا کرتے۔(۱)

پرانے خاکروب کی زبانی:

یہ صاحب مسیح ہیں اور اب تک ہزاروں پوسٹ مارٹم کر چکے ہیں، یہ بھی مجھے ایک پوسٹ مارٹم ایگزامینشن لیبارٹری میں لے گئے، جہاں ایک برہنہ لاش کی چیر پھاڑ کا عمل جاری تھا، وہاں تین آدمی موجود تھے، ان میں سے ایک، ہاتھ میں آری اور ہتھوڑا تھامے کھوپڑی کاٹنے اور توڑنے میں مصروف تھا......اور اس طرح مصروف تھا جس طرح چھینی اور ہتھوڑی سے ٹائلیں کاٹی یا توڑی جاتی ہیں۔

کھوپڑی کاٹنے والا ڈاکٹر گو خاصا طاقتور تھا مگر آری کند ہونے کہ وجہ سے اسے دقت پیش آرہی تھی، سر کے چاروں طرف آری چلانے کے بعد جب اس نے کھوپڑی کو الگ کرنا چاہا تو وہ کامیاب نہ ہوسکا، خاکروب مجھے بتانے لگا کہ کھوپڑی کے بعض حصے ابھی تک نہیں کٹ سکے، اس لئے کھوپڑی الگ نہیں ہورہی، اسی اثناء میں ڈاکٹر نے ہتھوڑی کے ساتھ بعض جگہوں پر ٹھوکر لگا کر کھوپڑی کو ہاتھ سے جھٹکا دیا تو وہ اس طرح الگ ہوگئی جس طرح گھڑے سے پیالہ اٹھالیا جاتا ہے، اس کے بعد اس نے جھلی کو کاٹ کر دماغ نکال لیا پھر ایک تیز دھار آلے سے گردن کے نیچے سے لے کر ناف تک جسم چاک کر کے سینے کی ہڈی کو ہتھوڑے سے توڑ دیا، اب لاش کے اوپر والا حصہ پوری طرح چاک ہو چکا تھا، یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میری حالت غیر ہونے لگی، خاکروب نے مجھے آواز دے کر کہا کہ جناب آپ نے ہمارے خاکروب کی مہارت دیکھی؟ میں نے حواس باختگی میں اس سے پوچھا کہ کیا یہ پوسٹ مارٹم کرنے والا ڈاکٹر نہیں؟ تو اس نے بتایا کہ آپ لوگ کمال کرتے ہیں، میں نے آپ کو پہلے نہیں بتایا تھا کہ پوسٹ مارٹم کا سارا کام ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

---

(۱) الاحکام الشرعیۃ الطبیۃ (ص ۱۷)

خواتین کا پوسٹ مارٹم:

میں نے بڑی حیرانی سے اس سے پوچھا کہ کیا خواتین کی لاشیں بھی پوسٹ مارٹم کے لئے یہاں لائی جاتی ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ جی ہاں: پنجاب بھر سے پوسٹ مارٹم کے لئے خواتین کی لاشیں یہاں لائی جاتی ہیں اور خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم بھی ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

انسانی ہڈیوں کی خرید و فروخت:

اس کے بعد مختلف کمروں سے ہوتا ہوا میں ایک اور کمرے میں پہنچا تو وہاں سفید کپڑے کی ایک گٹھڑی پڑی ہوئی تھی، جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں چمکتی دمکتی انسانی ہڈیاں تھیں، جب میں نے کھوج لگایا کہ یہ ہڈیاں اتنی صاف کیسے ہوگئی ہیں ؟ تو مجھے پتہ چلا کہ بعض لاشوں سے جب گوشت اتار لیا جاتا ہے تو اس کے بعد ہڈیوں کو کھولتے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے ہڈیاں بالکل صاف ہو جاتی ہیں پھر یہ ہڈیاں میڈیکل سٹوڈنٹس یا جادو ٹونہ کرنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دی جاتی ہیں۔

یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے:

محترم قارئین یہ صورت حال کسی غیر مسلم ملک کی نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دل لاہور شہر کی ہے، جس میں یقیناً ہمارے ہی لوگ آتے ہیں اور ان کی لاشوں کا یہ حال ہوتا ہے، یہ صورت حال تو ہے صرف ایک اناٹومی اور مردہ خانہ کی، نہ جانے ملک کے دیگر شہروں میں صورت حال اس سے بھی زیادہ خراب ہو۔

اب میں پوچھتا ہوں اہل پاکستان اور اہل اقتدار سے کہ کیا روشن خیال اور روشن پاکستان اسی کا نام ہے؟ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی اپنی لاش یا آپ کے کسی قریبی

عزیز کی لاش کی اس طرح بے حرمتی ہو؟اگر آپ اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے تو پھر دیگر پاکستانیوں کے لئے آپ کیوں ایسا کرتے ہیں؟

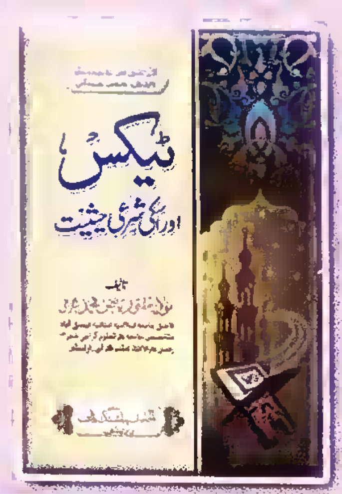
ڈاکٹر عدلیہ اور انتظامیہ سے سوال

ڈاکٹر صاحبان، عدلیہ اور پولیس انتظامیہ آخر اس طرح کے پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن سے کون سے جرائم پر قابو پانا چاہتی ہے؟ کیا یہ غیر مسلم ممالک کی اندھی تقلید نہیں ہے؟ کیا یہ لاش کا مثلہ کرنے کے ضمن میں نہیں آتا؟ رسول اللہ ﷺ نے تو مردہ کی ہڈی توڑنے کو زندہ کی ہڈی توڑنے کے جرم کے برابر قرار دیا ہے، جس قدر زندہ شخص کی حرمت واحترام ہے ویسے ہی مردہ کا بھی ہے تو کیا کہیں تقلید اغیار میں ہم اندھے تو نہیں ہو گئے؟ ہم سب لوگ مل کر اس صورت حال کی اصلاح کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ کیا جدید دور کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنے دین ہی کے خلاف کرنا شروع کر دیں؟(۱)

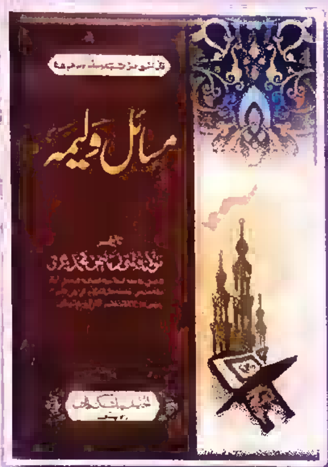
(۱)اسلام اور جدید میڈیکل سائنس (ص ۱۳۱-۱۳۶) دارالاندلس لاہور




نماز


ٹیکس
اور اسکی شرعی حیثیت




مسائل ولیمہ


مسائل عقیقہ


پوسٹ مارٹم
اور اسکی شرعی حیثیت


طہارت
اور اسکے چند اہم مسائل


مسائل نذر


الخلیل پبلشنگ ہاؤس
دوکان نمبر B-1 فضل داد پلازہ اقبال روڈ، راولپنڈی
Ph: 051 - 5553248 , 0300 - 5034629, 0331-5459409